هُوَ اللَّطِيفُ الخَبِيرُ

کتاب مستطاب مشتمل بر احوال

جگر گوشہ حضور غوث الثقلین حضرت سید الابدال سید شاہ عبداللطیف قادری الحموی لاابالی قدس سرہ

وصاحبزادگان وخلیفہ حضرت ممدوح رحمہم اللہ تعالے

لطائف اللطیف

(تصنیف)

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہ

مترجم

حضرت ابوالفضل سید محمود قادری مدظلہ

(مولف ششن ج)

هو اللطیف الخبیر

کتاب مستطاب مشتمل براحوال

جگر گوشہ حضور غوث الثقلین حضرت سیدالابدال سید شاہ عبداللطیف قادری الحموی لاابالی قدس سرہ

وصاحبزادگان وخلیفہ حضرت ممدوح رحمہم اللہ تعالےٰ

لطائف اللطیف

(تصنیف)

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہ

مترجم

حضرت ابوالفضل سید محمود قادری مدظلہ

(مؤلف ششن ج)

اشاعت بار اول ۱۹۸۱ء

سنہ اشاعت: بار اول ۱۹۸۵ء

سنہ اشاعت: بار دوم ۱۹۹۶ء

ناشر: معارف اسلامیہ ٹرسٹ رجسٹرڈ

بہ اہتمام: سید شاہ نصیر الدین بسمل ابو العلائی

ایم ۔ اے ۔ ال ۔ ال بی (ایڈوکیٹ)

معتمد عمومی معارف اسلامیہ ٹرسٹ

طباعت: اسپیڈ پرنٹس، سعید آباد ۔ حیدرآباد

فون نمبر 4063538

ہدیہ: (ساٹھ 60/-) روپے سکہ ہند

(چھ) سعودری ریال

(۲) امریکن ڈالر

(۲) برٹش پونڈ

ملنے کے پتے:

۱ ۔ دفتر معارف اسلامیہ ٹرسٹ رجسٹرڈ ۔ دیوڑھی اقبال الدولہ ۔ فتح دروازہ، حیدرآباد

۲ ۔ دیوڑھی حضرت مولوی سید محمودؒ ۔ 20-7-175 اندرون فتح دروازہ، حیدرآباد

اور

۳ ۔ شہر کے مشہور تاجر کتب

بسم الله الرحمن الرحیم

پیش لفظ

(از)

مولانا ابوالفضل سید محمود صاحب قادری محمودؔ (موظف سشن جج)

زیر نظر کتاب ہمارے اوج سعادت و شرافت، رہنمائے راہ طریقت پیشوائے راہ شریعت حضرت سید علی القادری الجیلانی کی تصنیف منیف ہے۔ آپ قدوۃ المحققین، زبدۃ العارفین حضرت سید موسیٰ قادری الجیلانی کے فرزند اکبر و جانشین اور بائیسویں واسطہ سے شیخ الکل غوث الصمدانی صاحب الاشارات و المعانی سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے جگر گوشہ تھے۔

سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

(۱) السید علی القادر الموسوی الجیلانی - ابن (۲) قدوۃ الکاملین السید موسیٰ القادری الجیلانی - ابن (۳) السید محمد القادری الجیلانی - ابن (۴) السید درویش محی الدین القادری الجیلانی - ابن (۵) السید المحی الدین الجیلانی ابن (۶) زبدۃ العارفین السید شاہ محی الدین ثانی القادری الجیلانی - ابن (۷) سید الابدال مظہر الجلال والجمال السید عبداللطیف القادری الحموی المخاطب بہ لا ابالی - ابن (۸) السید طاہر القادری الحموی - ابن (۹) السید شرف الدین زاہد القادری الحموی - ابن (۱۰) السید قطب الدین محمد القادری الحموی - ابن (۱۱) السید ناصر الدین ہاشم القادری الحمویٰ - ابن (۱۲) السید قطب الدین محمد القادری الحموی - ابن (۱۳) السید شہاب الدین ابی العباس احمد القادری الحموی - ابن (۱۴) السید بدرالدین حسن القادری الحموی - ابن (۱۵) السید علاء الدین علی القادری الحموی - ابن (۱۶) السید شمس الدین محمد الثانی القادری الحموی - ابن (۱۷) السید سیف الدین یحییٰ القادری الحموی (وھو اول من نزل بحماۃ) ابن (۱۸) السید ظہیر الدین ابی السعود احمد القادری البغدادی - ابن (۱۹) السید شمس الدین ابی النصر محمد القادری البغدادی - ابن (۲۰) السید عماد الدین ابی صالح نصر القادری البغدادی ابن (۲۱) سید الاقطاب قطب الآفاق السید تاج الدین عبدالرزاق القادری البغدادی - ابن (۲۲) قطب العارفین سید المعشوقین عارف باللہ القائل بامر اللہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ غوث الصمدانی

صاحب الاشارات والمعانی السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین ۔

سید محمد علی قادری عاشق نے اپنی تصنیف "ریاض المعانی" فی معرفت اولاد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں حضرت سید علی قادری الموسوی الجیلانی کے احوال و مناقب حسب ذیل تحریر کئے ہیں ۔

(اصل عبارت)

بایدُ دانست کہ حضرت جناب سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ را از اولاد امجاد یک دختر و پنج پسر بودند دختر مسماۃ بامۃ الفاطمہ کہ بزرگ ترین از ہمہ پسراں بودند لاولد از یں جہان فانی رخت حیات بہ ملک جاودانی بربست و پسراں حضرت سید علی القادری الموسوی عرف غلام علی شاہ صاحب و حضرت قادر بادشاہ صاحب قادری و حضرت حسن بادشاہ صاحب قادری و حضرت حسینی بادشاہ صاحب قادری و حضرت غلام قاسم صاحب قادری ہمہ لفنجوائے ۔

(ترجمہ)

جاننا چاہیئے کہ حضرت جناب سید شاہ موسیٰ صاحب قبلہ قادری قدس سرہ کو اولاد امجاد سے ایک صاحبزادی اور پانچ صاحبزادے تھے ۔ صاحبزادی مسماۃ امۃ الفاطمہ نے جو تمام صاحبزادوں سے بڑی تھیں لاولد اس جہان فانی سے دارالبقا کو رخت حیات باندھا اور صاحبزادونے حضرت سید علی القادری الموسوی عرف غلام علی شاہ صاحب حضرت قادر بادشاہ صاحب قادری ، حضرت حسن بادشاہ صاحب قادری ، حضرت حسینی بادشاہ صاحب قادری اور حضرت غلام قاسم صاحب قادری سب بمصداق

الولد سر لابیہ

قدم بقدم آبائے کرام و اجداد عظام خود گشتند و علوم ظواہر و بواطن را از بزرگان خود تحصیل ساختہ سرآمد روزگار شدند و در وجاہت صورت و حسن سیرت و فضل و کمال صوری و جاہ و جلال معنوی و خلق و حلم و عمل و علم و فرط ریاضت و تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت و تحفظ شریعت و طریقہ طریقت و حصول الیقان و وصول عرفان و تسلیم و توکل و صدق و تحمل و ضامن صفات و بقاء ذات و مجاہدات نفس و مکاشفات غیب و مراقبہ اسرار دل و مشاہدۂ لاریب و آئین فیض و بسط و شیوہ عروج و نزول و انقطاع و ساوس

بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے

اپنے آبائے کرام اور اجداد عظام کے قدم بقدم ہوئے ظاہری اور باطنی علوم اپنے بزرگوں سے حاصل کرکے یگانہ روزگار ہوگئے اور وجاہت صورت اور حسن سیرت اور فضل و کمال ظاہری اور جاہ و جلال باطنی اور خلق و حلم عمل اور علم فرط ریاضت ، تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت و تحفظ شریعت و مسلک طریقت اور حصول الیقان و وصول عرفان و تسلیم و توکل و صدق و تحمل و ضامن صفات و بقائے ذات مجاہدات نفس و مکاشفات غیب و مراقبہ اسرار دل و مشاہدہ شاہد لاریب اور دستور فیض و

ماسوی اللہ و طے طریق الی اللہ و ثنائے سائے
مقامات اوج و معرفت منازل فتوح و نظر در قدم و
ہوش بردم و تشین ظاہری و تحشم فطری گوہر سبقت
ازامثال واقران حود بود کسے عدیل و سہیم ایشاں بنود
اکثر سیاحان ربع مسکون و قدم فرسایاں کوہ دہاموں
بمشاہدہ تجمل حال و حسن مقال آں برگزیدہ گان ایزد
متعال می گفتند کہ چنیں مشائخ بہ حسن وجمال و تشیں
کمال درہمہ آفاق ہرگز نہ دیدہ ایم ۔ غرض ازہمہ ذات
بابرکات خود مسند مشیخت را زیب و زینت دادند و
مسند پیری و مریدی را رونق دیگر بخشیدند و درملک
دکن ازہمہ مشائخ معزز و مکرم و در چشم خاص وعام عزیز
و محترم ۔ اکثر امراء و وزرائے ایں شہر و دیار بہ تقبیل
آستاں ۔ فیض نشان ایشاں قدم ازفرق ساختہ می
شتافتند و اگر احیاناً بردر دولت کسے ارکان واعیان قدم
رنجہ می فرمودند بکمال خشوع و خضوع باستقبال می
شتافتند بر مسند عزت خود می نشاندند و خود چوں خادمان
دست بستہ روبرو بادب تمام می نشستند بزرگ تریں
ایشان سید علی قادری الموسوی عرف سید غلام علی شاہ.
قدس سرہ بودند ۔

بسط در شیوہ عروج و نزول اور اللہ کے سوائے تمام
وسوسوں سے انقطاع اور خدا تک پہونچنے کا راستہ طے
کرنا اور مقامات اوج سے واقفیت اور منازل فتوح
کی معرفت اور نظر درقدم و ہوش بردم اور ظاہری
وجاہت اور سب کی نظروں میں وقار و حشمت میں
اپنے تمام ہمعصروں اور مثال سے سبقت لے گئے کوئی
ان کا ہمعصر و ہم رتبہ و شریک نہ دنیا کے اکثر سیاح اور
کوہ و بیاباں نورداں خدائے برگزید گوں کا تجمل اور
تشین کمال کے حائل مشائخ ہم نے تمام عالم میں کبھی
نہیں دیکھا غرض اپنی ذات بابرکات سے مسند مشیخت
کو انھوں نے زیب و زینت دی اور مسند پیری و
مریدی کو نئے سرے سے رونق بخشی اور ملک دکن
میں تمام مشائخ سے معزز و مکرم اور خاص و عام کی نظر
میں عزیز و محترم تھے ۔ اکثر امراء اور اس شہر و ملک
کے وزراء ان کے آستان فیض نشان کو بوسہ دینے
والے بجائے قدم کے سر سے دوڑتے ہوئے آتے اور
اگر اتفاقاً یہ کسی ارکان اور امرائے دولت کے گھر قدم
رنجہ فرماتے تو وہ بہنایت خشوع و خضوع سے
استقبال کے لئے دوڑتے اور اپنی مسند عزت پر
بٹھاتے اور خود خادموں کی طرح ہاتھ باندھے ہوئے
ان کے روبرو بہنایت ادب سے بیٹھتے ۔ ان سب میں
بڑے سید علی قادری الموسوی عرف سید غلام علی شاہ
قدس سرہ تھے ۔

مثنوی

جان جسم مصطفےٰ و مرتضیٰ | نور چشم حضرت آل عبا
محرم راز حق و روشن ضمیر | ہم زپا افتاد گان رادستگیر
گوہر ارزندہ برج صفا | اختر تابندہ برج صفا
ہم کرامت چاکر دربار او | ہم ولادت نوکر سرکار او
ہر کہ در عالم مرید باصفات | دست اوگیردکہ آں دست خداست
آفتاب آسماں سروری | افتخار خاندان فشاوری
عالے براذات و مطلب شعر | زادہ محبوب ہم محبوب شد
گشت اواز فضل خاص کبریا | زبدہ اولاد شاہ اولیا
حکم اوبر جملہ اشیاء قاد راست | زآنکہ آں اولاد عبدالقادر راست
زیں سبب خواہند دایم ازخدا | پائے برفرق جمیع اولیاء
ہر کہ اوجام کف اونوش کرد | از دوعالم خویش را بیہوش کرد
ہر کہ جامے ازکف اودرکشید | مست عرفاں گشت ہمچو بایزید
مست جام بیعت اوخاص و عام | ازمریداں کہنش شیخ جام
شد عیاں ازدست اولاریب فیہ | معنی **الولد سرلابیہ**
ہم زدست بیعت او درجہاں | **شدید الله فوق ایدیهم عیاں**
خلق را ازخلق اوخوشبو بود | خلق اوچوں مشک از آہو بود

عاشقا نعلین اوتاج منست
خاک پائش فخر معراج منست

غلام خانصاحب مصنف تاریخ خورشید جاہی اپنی کتاب کے صفحہ (۲۳۲) پر لکھتے ہیں۔

" مشائخین میں یہاں بلدہ میں دو خاندان بہت صحیح النسب والا دودماں مشہور ہیں ۔ اولاد حضرت پیردستگیر قطب الاقطاب محی الدین محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حضرت موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ کے اولاد امجاد میں جناب کے بہت سے صاحب تصرف ہوئے ہیں خصوصاً حضرت پیر شاہ محی الدین ثانی قدس سرہ

حضرت (موسیٰ صاحب قبلہ قادری) کے چار فرزند تھے ۔ غلام علی شاہ صاحب قادری موسوی قدس سرہ جانشین و سادہ خلافت راقم پر بہت عنایت رکھتے تھے فدوی نے بیعت کی تھی اور ایک مثنوی حسب الارشاد جناب مریم و عیسیٰ علیہما السلام کے احوال میں تصنیف کرکے گزرانی تھی آپ کو اول جانشینی حضرت قبلہ گاہ کی نامنظور تھی ۔ بعد اصرار برادران و جملہ اہل طریقت و مریدین کے اس عہد پر کہ یہ شہر اہل دول کا ہے میں ارباب امارت کے گھر نہ جاؤں گا تم صاحب لوگ انھیں ناخوش ہونے نہ دینا رضامند رکھنا قبول فرمایا " گلزار آصفیہ کے صفحات ۲۷۶ تا ۲۷۹ پر بھی آپ کے احوال مرقوم ہیں یہ کتاب فارسی میں ہے اس کا لفظ بلفظ ترجمہ اردو میں محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاء دکن کے حصہ دوم کے صفحات ۵۵۴ تا ۵۵۹ پر ملتا ہے بجائے فارسی عبارت کے اس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے ۔

" حضرت سید غلام علی قادری حضرت شاہ موسیٰ صاحب قادری کے بڑے صاحبزادے ہیں ۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ تک پہونچتا ہے آپ نے سن شعور و تمیز کے بعد شہر کے علماء فضلا سے علوم و فنون حاصل کیا ۔ لیاقت و استعداد کامل کے بعد ازاں آبائے کرام کی طرح علوم باطنی و معارف معنوی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ والد ماجد وغیرہ بندگان مشائخ کی خدمت میں ریاضت و محنت سے کمال حاصل کیا ۔ علوم صوری و معنوی سے کامل ہوئے فضائل و کمالات انسانی و صفات و کرامات روحانی سے تھے آپ انسان کامل کے مصداق اور صوفی و عارف بے نظیر تھے ۔ تحریر و تقریر میں منشی بے بدل معارف و حقایق میں عارف بے مثل تھے اوصاف حمیدہ سے آراستہ و اخلاق ناپسندیدہ سے پیراستہ تھے والد ماجد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے ۔ والد ماجد

سے آپ کو بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی آپ نے حضرت رمز الہی کی خدمت میں بھی فیض پایا ہے۔ سجادہ نشینی کے بعد آپ نے خلایق کو ہدایت وار ارشاد سے سرفراز فرمایا۔ ہزارہا خلق اللہ آپ کے مرید ہوتے تھے خوارق عادات و صاحب کرامت تھے۔ مدت العمر گوشہ نشین رہے خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہ رکھا ضعیف قویٰ و امراض مفاصل کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی رات دن چوبی تخت پر بیٹھے رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ تا بمرگ قضائیہ ادا کی اوقات عزیز یاد الہی میں بسر کرتے تھے مہمان دوست اور مسافر نواز تھے آپ کی خانقاہ مسافروں کے لئے مسافر خانہ تھی واردین وصادرین کے ساتھ بڑی ہمدردی و مساعدت فرماتے تھے غربا کی حاجت روائی میں جان و مال سے دریغ نہ کرتے تھے خانقاہ کے مسافرین کو پہلے کھانا کھلانے کے بعد میں حاضر کو بمقدار اسرار حق دکھاتے تھے۔ شہر کے خاص و عام آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے حضور پر نور کے اکثر محلات آپ کی مرید تھیں آپ نے والد ماجد کی قبر پر پختہ گنبد تعمیر کروائی آپ کی خرق عادات و کرامات کی بے شمار نقلیں مشہور ہیں ہم ازاں جملہ ایک دو نقل ہدیہ شائقین معتقدین کرتے ہیں"۔

ایک شخص شراب خور فاسق و بدکردار تھا کسی نے اس سے کہا کہ کمبخت حضرت کا مرید ہو۔ عاقبت کا ذخیرہ کر اس نے کہا کہ میں بھی پیر کی تلاش میں ہوں کہ ایسی پیر ملے جو مجھ کو مسکرات کی اجازت دے مگر مجھ کو کوئی ایسا پیر ہنیں ملا شخص محرک نے کہا کہ حضرت غلام علی شاہ کے پاس چلیں شاید حضرت اس شرط کو قبول

"درالدارین کے حاشیہ پر شیخ المشائخ سید شاہ محمد مرتضیٰ قادری الموسوی مہاجر مدنی نے اپنے قلم سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ پیر و مرشد حضرت سید شاہ غلام علی قادری الموسوی قدس سرہ آفتاب سپہر ومعناوت و معرفت بود کہ اظہر من الشمس است چنانچہ سخاوت حضرت شہرہ آفاق شدہ اکثر مردان ذوی الحواج ہر دیار وامصار مستفیض خدمت فیض درجت شدہ بحاجت خود بہرہ یاب گشتند و باوجود سخاوت ہذا عمارت دولکھ روپیہ در روضہ جدامجد والد ماجد خود برائے راحت رسانی مسافرین و سیاحین تیار فرمودیک چوکھٹ دروازہ سنگ سیاہ بہ قیمت سہ صدر روپیہ خرید فرمودند نصب کردند اکنون و چوکھٹ سیاہ منصوب اند و اکراس طغرا بمصارف ہزار ہا روپیہ بر گنبد شریف کہ کنانیدہ اندر راقم زبان سید حسین صاحب ملمع گر شنیدہ کہ او از والد خود روایت می کند بر کلس گنبد شریف صد تولہ از طلاس ملمع کردہ ام۔

کرے دونوں حضرت کی خدمت میں گئے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ہاں میں مرید کرتا ہوں اس شرط پہ کہ جہاں ہم رہیں وہاں مسکرات کا استعمال نہ کریں۔ طالب شراب خوار بہت خوش ہوا اور کہا کہ حضرت مجھے منظور ہے اسی وقت بازار سے پھول بتاشے لے کر آیا اور حضرت سے بیعت حاصل کی خوش خوش خانقاہ سے نکلا۔ راہ میں ایک سیندھی خانہ میں سے گزرا وہاں اس کے حریفان، ہمدم وہم پیالہ بیٹھے ہوئے تھے اس تازہ مرید کو بھی بلائے اس نے انکار کیا۔ کسی نے کہا کہ یہاں حضرت نہیں ہیں آ اندر گوشہ میں پوشیدہ نوش کر چونکہ وہ اس کا عادی تھا سیندھی خانہ میں داخل ہوا۔ خلوت میں مخفی ہو کر پیالہ ہاتھ میں لیا کہ نوش کرے۔ یکایک دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہیں اس وقت پیالہ ہاتھ سے پھینک کر فرار ہوا راستہ میں توبہ توبہ کہتا تھا پھر جب کبھی ارادہ کیا یہی واقعہ پیش آیا آخر شراب سیندھی سے توبہ کی تائب و صالح ہوا بے شک پیر ہو تو ایسا ہو۔ ایسے بزرگ نادر الوجود بلکہ معدوم ہیں۔

۱۲۵۸ ہجری میں شہر حیدرآباد عارضہ وبا کا ہنگامہ گرم ہوا روزآنہ بے شمار لوگ ہلاک ہوتے تھے خاص و عام خوف و ہول سے ہوش باختہ و پراگندہ ہو رہے تھے ان ہی ایام میں حکیم محمد اکبر حسین کی ہمشیرہ کلاں نا کتخدا نے اعزہ سے کہا کہ اس کو غلام علی شاہ کا مرید کراؤ ایسا نہ ہو کہ اس مرض سے بدوں بیعت فوت ہو جائے قیامت میں میرا حشر بے پیروں میں ہوگا اس روز واقعہ ۲۶/ ربیع الثانی کو حکیم صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی حضرت نے عفیفہ کو مرید کیا اور فرمایا اس کو لباس عروسانہ پہناؤ کہ شکریہ دوگانہ ادا کرے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عروس ہوگی چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق ۲۶/ جمادی الاول ۱۲۵۸ھ سن مذکور عفیفہ کا عقد حکیم غلام حسین خاں۔ مولف گلزار آصفی سے ہوا۔ آخر آپ نے ۲۶/ ماہ جمادی الاول ۱۲۵۸ھ کو دار فانی سے خلد بریں کو رحلت کی۔ جنازہ مکہ مسجد میں لایا گیا جنازہ کے ہمراہ خلائق کا اژدھام تھا۔ مکہ مسجد کے خانقاہ تک کثرت خلائق کی وجہ سے راستہ آمدورفت کو نہیں ملتا تھا۔ نماز کے بعد والد ماجد کے روضہ میں دفن کئے گئے شاہ غلام قاسم قادری کو آپ سے بڑی محبت تھی اور شاہ موصوف کو بجائے والد تصور کرتے تھے رحلت کے بعد شاہ موصوف نے مرحوم کے داماد کو سجادہ نشین کیا اور خود شاہ موصوف کی خانقاہ کے مہتمم و کفیل مقرر ہوئے حضور پر نور بندگان عالی ناصر الدولہ نے فاتحہ کے اخراجات کے لئے چار ہزار روپیہ اور مرشد زادی جمال النساء بیگم نے دو ہزار روپیہ بھیجے اور دوسرے معتقدین نے بھی بقدر امکان دیا شاہ قاسم قادری و حسینی بادشاہ دونوں بھائیوں نے آپ کے روضہ کو عمدہ بنوایا عالم فاضل شاعر کامل تھے۔ کبھی کبھی حقانی مضمون میں کلام موزوں

فرماتے تھے ۔ غلام محی الدین خان بہادر منصبدار نے آپ کی رحلت کی تاریخ نام مبارک سے استخراج کی ہے ۔
مادہ تاریخ "غلام علی الولی" ۱۲۹۸ھ ہے ۔

استاد سخن شاہ نصیر دہلوی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے ۔ اپنے مرشد کی منقبت میں وہ یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں ۔

سیدی شاہ غلام علی پیرو مرشد — ایک ہے عالم معنے میں تمہاری صورت
رخ وہ ہے اہل وظیفہ کہیں سبحان اللہ — قد وہ ہے صاحب تکبیر کہے قدو قامت
ثم باللہ اگر خلق میں دیکھے تم کو — تو یہ عارف کہے کثرت میں ہے ظاہر وحدت
مشک سے دھوئے نہ جب تک کہ زباں اپنی نصیر — کیا دھن ہے جو کرے آپکی تعریف و صفت

حضرت بادشاہ صاحبؒ یوں مدح سرا ہیں ۔

اے فرد بیاض مصطفائی — بیت دل تو بصد صفائی
حقا کہ زدیوان موسوی ہم — تو اول مصرعہ رباعی
ذات تو قصیدہ ہدایت — انفاس تو غزل رہنمائی
شیرازہ جمعیتم تو باشی — در دیدہ من تو روشنائی

پیر برہان الدین المتخلص بہ برہان جنھوں نے آپ کے مشہور و معروف تصنیف درالدارین فی مناقب غوث الثقلین پر دیباچہ تحریر کیا ہے نثر اور نظم دونوں میں آپ کی صورت و سیرت کا خوب نقشہ کھینچا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ۔

نور اسرار پیشوایاں — سر دفتر جملہ رہنمایاں
گنجینہ راز لایزالی — ممتاز مشائخ کمالی
چوں جام جہاں نما ضمیرش — جم قدر دریں زباں فقیرش
از خرق او بخرق رشتہ — عرفاں دارد ازو سر رشتہ
دریا بلا سواحل دید — شہباز بلند سیر تفرید

یہ مثنوی بھی ان ہی کی ہے۔

سیادت مفتخر از خلقت او
بزرگی شادماں از عزت او
دو چشمانش چراغ بزم یکتا
دلش آئینہ تمثال مولا
بساط فقراز و درشادمانی
حضور سینہ اش سرہانی
جمال عاشق زتصویر جمالش
شدہ مفتوح کمال ازحال و قالش
گل رعنائے باغ قادریہ
رحیق مست ایاغ قادریہ

نثر میں ان کا قلم اس طرح جولانی دکھاتا ہے۔

تصنیفات آں جناب ہریک صحیفہ ایست کہ از سینۂ فیض گنجینہ والالیش پر تو نور عرفاں انداختہ و تالیفات آنحضرت کا لواحیت کہ بالہام لاریبی سربطون معرفتش او بظہور ارشاد آوردہ باوجود ایں کمالات آئینہ حسب تپیش زنگ کثافت دوئی را آنقدر نہ داختہ نہ دور ساختہ کہ روشن از خورشید نگوہم و شمشیر تہور شجاعتش چنداں نہ جواہر اصالت معرفت برنگ صولت حقیقت رخشاندہ کہ لامع تراز برقش نہ انگاریم ۔ باوصف ادائے سنت سینۂ آں سرورعالم صلعم درگلستان تجرید خالق از جلوہ سرد آزاد است و باکمال سرراز در رباط ارشاد تفرید مرشداں آفاق را استاد۔

یہ نظم بھی انہی کی ہے۔

رحیق دید مواج است از بینائے اسرارش
بوجداں وجد حاصل می شود از رمز گفتارش
نگاہ پاکبازاں فرش راہ پائے تحقیقش
خیال تیز فہماں مراۃ دیوار در بارش
فصاحت راز حسن گفتگویش لطف افزاید
بلاغت محو تقریرش بصیرت مست دیدارش
زطور موسوی روشن زیادہ سینہ اش دیدم
کہ نور احمدی اجداد او دادند ہر بارش
زہے شاغل زہے کاسب خہے ذاکر بمشغولی
کہ دارد صورت معنےٰ بہریک رنگ اظہارش

آپ کے تصانیف بے شمار ہیں اور ہر تصنیف بجائے خود ایک شاہکار ہے جس سے فصاحت و بلاغت اسرار و معرفت کے چشمے ابلتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے ہر کتاب ایک بحر ناپیدار کنار ہے جس سے فلک پیما موجیں اٹھ رہی ہیں اور معرفت و حقیقت کے در شہوار سمندر کے سینے سے نکال نکال کر ساحل پر جمع کرتی جارہی ہے۔

راقم الحروف کی نظر سے جو تصانیف گزریں وہ حسب ذیل ہیں۔

کشف المثنوی شرح مثنوی مولانا روم (چھ دفتر) انتخاب المورخین۔ لوامع فی شرح لوائح مسایل صوفیہ۔ مسالک صوفیہ۔ فواید صوفیہ۔ رسالہ شجریہ۔ خمسہ قادریہ مشتمل بر پنج مسئلہ۔ مشاغل قادریہ۔ خمسہ طیبہ۔ کفایت الفضائل۔ رسالہ اوہامیہ۔ فرایض خمسہ۔ رسالہ علم تجوید۔ خلاصہ درعلم فقہ۔ دائرۃ الخمس۔ مفتاح الفرائض۔ خوارق غوثیہ۔ اوراد غوثیہ۔ عقاید غوثیہ۔ دیوان فارسی درالدارین۔ دیوان ہندی۔ مشکواۃ النبوت۔ لطائف اللطیف

الحمد للہ یہ کتاب ترجمہ ہو کر جس کی سعادت اللہ نے راقم الحروف کے حصہ میں رکھی تھی آٹھ جلدوں میں دفتر معارف اسلامیہ ٹرسٹ میں دستیاب ہے۔ لطائف اللطیف کا ترجمہ ذریعہ ہذا پیش ہے اور مسرت کا مقام ہے کہ اس کی بار دوم اشاعت ہورہی ہے۔ معارف اسلامیہ ٹرسٹ کی دیگر مطبوعات جن کی فہرست کتاب ہذا کے پشت ٹائیٹل پر مندرج ہے عوام و خواص کے لیئے انشاء اللہ القادر یکساں مفید ثابت ہوں گی۔

وما توفیقی الا باللہ

۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

ابوالفضل سید محمود قادری

دیوڑھی مولوی سید محمود

175 - 7 - 20 اندرون کمان محمد شکور

فتح دروازہ۔ حیدرآباد

مقدمہ کتاب

(از)

قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ غلام علی صاحب قادری خلف الصدق

جانشین مستغنی عن القاب حضرت سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ

وهو اللطيف الخبير

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله محمد سيدالمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه المهتدين وعلے من تابعهم اجمعين الى يوم الدين (آمين)

امابعد۔ الفقیر الحقیر اضعف العباد الراجی الی رحمت اللہ القوی الباری السید علی موسوی کان اللہ لہ ومعہ۔ عرض پرداز ہے کہ اپنے زمانہ آغاز شعور سے حضرت مظہر الجلال والجمال، ذوالفضل والکمال سیدنا مولانا سید الابدال عالی حضرت سید شاہ عبداللطیف لاابالی الحموی قدسنا اللہ تعالیٰ سرہ المتعالی کے روضہ منورہ مقدسہ کی آستاں بوسی کی بے حد آرزو تھی جو سرحلقہ ارادت فقیر العاصی ہوتے ہیں۔ بمصداق

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود — سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

چشم آدم کہ زشوق تو ہند سربسجود — تادم صبح قیامت نگراں خواہد بود

اگرچہ کہ بمطابق لازم الوثوق **کل امر مرهون بوقته. نصب العين** چشم عنصری جو مشت غبار عنصری ہے پورا نہ ہوا لیکن تلطف معنوی کا بنظر عنایت پرتو پڑا جس سے ہدایت الی المطلوب کا سلسلہ جاملا

بخوانے

دست در ہند و خرقہ درہاماں　　　　تاج بخشی چنیں کنند شاہاں

یعنے ایک دن مولف باخواب چشم بے تاب و بدل پر اضطراب تھا کہ یکایک معاملہ عجیب عشرت افزا پیش آیا یعنے رویائے غریب مسرت سرانظر آیا جس نے آنکھوں کو نور اور سینہ بے کینہ کے سرور کو بڑھا دیا ۔

رباعی

بے خبربودیم در عہد عدم سر خوش خواب　　　　حسن نظارہ طلب آمد و بیدارم کرد
من بیچارہ کجا و متی و میخانہ کجا　　　　خواہش مغفرت دوست گنہ گارم کرد

گویا کہ فقیر حقیر شہر قمرنگر عرف کرنول کو زیارت روضہ مقدسہ کے لئے گیا ہے اور روضہ مبارک کے صحن کے بیچوں بیچ کھڑا ہے اور اکثر مشائخین عظام سلسلہ احقر جن سے فقیر کو نسبت غلامی ہے موجود ہیں ۔ ان کے یہ زبان زد تھا کہ یہ صحن روضہ سیدالابدال ہے ۔ جب یہ خوشخبری مسرت افزا گوش عقیدت میں پہونچی تو اس فقیر نے ان سب پیشواؤں کی جناب فیض مآب میں گزارش کی روضہ منورہ حضرت لاابالی کہاں ہے ؟ ارشاد فیض بنیاد کرامت بنیاد ہوا کہ اس جہت پر جو تمہارے مقابل ہے مرقد منورہ حضرت سیدالابدال ہے ۔ الغرض فقیر اور تمام بزرگان حاضر الوقت بارادہ طواف حاضر ہوئے ۔ جب حجرہ مقدسہ میں پہونچے تو تمام شیوخ کرام فقیر سراپا تقصیر کا ہاتھ پکڑ کر اندرون درگاہ معلی لے گئے اور خود میرے پیچھے آئے ۔ جب فقیر روضہ منورہ میں داخل ہوا ۔ بمجرد روضہ منورہ کے مقابل ہونے کے بے تامل مرقد اقدس کے پائیں پر چند سجدہ ارادت و عقیدت بجالایا

حافظا گرپائے بوس شاہ دستت می دہد　　　　یافتی درہر دو عالم زینت عزوعلا

اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک مٹی کا پیالہ صندل سے بھرا ہوا مزار شریف کے بائیں جانب رکھا ہوا ہے ۔ تمام بزرگان دست بستہ ہیں ایستادہ ہیں اور اس عاصی سے مخاطب اور اجازت صندل مالی دے رہے ہیں ۔ چنانچہ فقیر حقیر مطابق **الامر فوق الادب** صندل مالی میں سبقت کی اور اس دولت سعادت سے مفتخر ہوا

گزشتم از سر مطلب تمام شد مطلب نقاب چہرۂ مقصود بود مطلبہا

مکرر سجدہ ارادت بجالایا۔ خواب سے بیدار ہو کر اس دولت عظمیٰ کے حاصل ہونے پر شکریہ ادا کیا

لله الحمد و المنة شاہاں چہ عجیب گر بنوازند گدارا

ازید اللہ گرنشان جوید کے جلوہ گاہ آستان اولیاست

زلاف حمد و نعت اولیٰ ست برخاک ادب خفتن سجودے می تواں کردن درودے می تواں گفتن

الغرض یہ دل خوش کن خواب دیکھنے کے بعد بحکم **اذا اراد الله شیاً وهی اسبابه** دل میں مناقب عالی متعالی حضرت لاابالی کے لکھنے کے جوش اور ولولہ پیدا ہوا۔ ہرچندکہ نظر میں بے استعدادی تھی میں نے عنان سمند جراءت وادی بیاں سے کھینچی لیکن بمطابق **جف القلم بما هو کائن** منضبط نہ ہوا پس بمصداق آیت کریمہ **و شاورهم فی الامر** ہے اپنے دل سے رجوع کیا اور جب اس نے اجازت دی تو مناقب عالی لاابالی کے گوہر شاہوار کو صدف سینہ عقیدت خزینہ سے نکال کر رشتہ ارادت جاں میں پرونا شروع کیا تاکہ آستان حضرت لطیف کے ثناخوانوں اور مداحوں کی صف میں میرا بھی شمار ہوجائے اور اس حیلہ جمیل اور وسیلہ جلیل سے شاہد ارادت زیور ضیاء خورشید ہدایت سے روشن اور منور اور رشتہ رداء عنایت بہ سعادت بفیض مقدس ولایت باکرامت افتخار و سربلند یہاں ہوسکے جیسا کے طوطی شاخسار توحید نغمہ زن ہے

ہمائے اوج سعادت بدام ماافتد اگر ترا گزرے بر مقام ماافتد
شبے کہ ماہ مراد از افق طلوع کند بود کہ پر تو نورے بہ بام ماافتد
حباب وار بر اندازم ازنشاط کلاہ اگرز روئے تو عکسے بجام ماافتد
خیال زلف تو گفتاکہ جاں وسیلہ بساز کزیں شکاء فراواں بہ دام ما افتد
زخاک کوئے تو ہرگہ کہ دم زند حافظ نسیم گلشن جاں درمشام ماافتد

الحمد اللہ یکایک مشاط طبع نے روئے مقصود سے پردہ اٹھایا اور بصد عشوہ و ناز عروس ممدوح محمود کا جلوہ منصہ شہود پر نمودار ہوا اور امواج تلاطم انفاس بحر دل گوہر ریز توصیف لطیف جوش میں آکر اٹھنے لگیں اور در شہوار کے مانند کلمات اور گوہر رخشاں کے مانند الفاظ صدف زباں سے ساحل خاطر صداقت اثر پر مسلسل و

متواتر وار ہونے لگے جن کے منجملہ اپنے حوصلہ کے مطابق دامان نیاز میں، میں نے چن لئے تاکہ اس ذریعہ سے گرداب غفلت و پندار سے نکل کر امن و عافیت کے کنارے پر پہونچکر لطف و وصل دیدار سے مشرف ہوسکوں

مارا برائے دیدن یار آفریدہ اند	ورنہ وجود ما بچہ کار آفریدہ اند

انه علی کل شی قدیر و بالا جابة جدیر آمدم بر سر مطلب مریدان درگاہ والا جاہ و معتقدان آستان عالم پناہ ملناقب عالی متعالی ذریعہ قرات و سماعت مستفیض و بہرہ ور ہو کر میدان عقیدت و عرصہ ارادت میں سمند عشق کو جلوہ ریز کرتے ہیں اور گلستان رسوخ میں مانند عندلیبان شوخ پروانہ وار اس گل شمع شبستان معشوقیت کی قامت کے فدا ہوتے ہیں اور خود کو اپنے پیشواؤں کے اقوال و افعال و احوال کے مطابق بناتے ہیں کہ مرد میدان عشق کے سوائے اپنے مرشد کے گلدستہ محبت سے اپنی دستار روزگار کو زینت دینے کے اور ممکن نہیں چنانچہ مولانا فرماتے ہیں

پیر وحق راز احوالی ہر کہ دو دید	او مرید آمد دریں رہ نے مرید
دو مداں و دوگو و دوخواں	بندہ را در خواجہ خود محو داں
در حقیقت حق بود معبود کل	گز پئے ذوق است سیراں سبل
گر جدا جوئی زحق. آں خواجہ را	کم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را
گرچہ قرآں ازلب پیغمبر است	ہر کہ گوید حق نہ گفت آں کا فراست

احقر بھی اس آستان فیض نشاں کے ادنیٰ وابستگوں سے ہے لہٰذا بقدر سند صحیحہ محرر وراوی ثنائے لطیف ہوا۔ امید کہ لنظر کریمان حق بین یہ رسالہ قابل پذیرائی ہوگا

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اگرچہ لطائف مدح لطیف لاابالی کی کوئی حد اور انتہا نہیں لیکن اس رسالہ کو مختصراً چھ لطائف پر مرتب کر کے اس کو "لطائف اللطیف" کے نام سے موسوم کیا۔

بعون الله اللطیف الخبیر و ہو بکل شئی قدیر

لطیفہ اول

احوال و مناقب سید الابدال عالی ذوالعزو الشرف حضرت سید شاہ عبداللطیف لاابالی الحموی

نسبی شرافت:۔ حضرت سیدالابدال سید شاہ عبداللطیف لا ابالی پندرہویں پشت میں حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے صاحبزادے ہوتے ہیں سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

سید الابدال ذوالعزوالشرف سیدشاہ عبداللطیف لا ابالی الحموی ابن (۱) سید الطاہرین سیدشاہ طاہر الحموی ابن سید الزاہدا بن سید زاہد الحموی ابن قدوۃ المحققین سید ہاشم الحموی ابن زبدۃ العارفین سید قطب الدین محمدالحموی ابن فخرالمجتہدین سیدشاہ شہاب الدین احمد الحموی ابن ضیاء الکاملین سید بدرالدین حسن الحموی ابن شیخ المجاہدین سید علاء الدین علی الحموی ابن شمس المھدیین سید شمس الدین محمد الحموی ابن قدوۃ الواصلین سید سیف الدین یحییٰ الحموی ابن سراج السالکین سید ظہیرالدین احمدالبغدادی ابن ناصرالملتہ والدین سید شمس الدین ابو النصر البغدادی ابن سیدالصالحین سید عمادالدین ابی صالح نصرالبغدادی ابن تاج العارفین سید تاج الدین عبدالرزاق البغدادی ابن سید المعشوقین غوث الثقلین قطب الکونین سیدنا و شیخنا عبدالقادر الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین۔

بیعت و خلافت:۔ سلسلۂ اجداد کی بیعت آپ کو اپنے پدر بزرگوار حضرت سید طاہر القادری الحموی سے تھی جو آپ کی اولاد امجاد میں جاری ہے اور دوسری اجازت شرف خلافت آپ کے عم محترم سید شاہ احمد القادری الحموی سے تھی جس کو حضرت لاابالی نے بعد خلافت حضرت شیخ علی رحمہ اللہ کو عطا فرمائی۔ حضرت سید احمد حموی حضرت سید زاہد حموی کے بنی عم تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سید شہاب الدین احمد ثانی کو تین صاحبزادے تھے جیسا کہ تحفۃ الابرار میں مذکور ہے کہ

الشیخ الصالح احمد بن بدرالدین حسن اوسط کان شیخا صالحا دینا من بیت الخیر والصلاح توفی بعماہ الی رحمۃ اللہ تعالیٰ

---

(۱) متذکرہ صدر سلسلہ نسب مشکوۃ النبوت سے لیا گیا ہے۔

و دفن بتر بتهم المذکورۃ مع آبائه و اجدادہ رحمهم الله و اعقبه ثلاثة ذکور اسماءهم الشیخ قطب الدین محمد و الشیخ زین الدین عبدالباسط و الشیخ ابو النجا قدس الله سرهم

صاحب رسالہ مکاشفہ کہتے ہیں کہ حضرت قطب الدین پانچ واسطوں سے حضرت لاابالی کے دادا تھے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

حضرت سیدالابدال سید شاہ عبداللطیف الحموی ابن حضرت سید طاہر الحموی ابن حضرت سید زاہد الحموی ابن حضرت سید عارف الحموی ابن حضرت سید ہاشم الحموی ابن حضرت سید قطب الدین الحموی قدسنا اللہ تعالی بسرہم المتعالی ۔

حضرت سید شاہ زین الدین عبدالباسط تین واسطوں سے سید احمد الحموی کے جدا علیٰ ہوتے ہیں ۔ اسکی تفصیل یہ ہے حضرت سید احمد الحموی کے پدر بزرگوار حضرت سید محمد حموی تھے اوران کے والد ماجد حضرت سید قاسم حموی تھے جو حضرت سید عبدالباسط حموی کے خلف الصدق تھے ۔

اس تشریح سے حضرت سید احمد حموی عم محترم حضرت لاابالیؒ کے نسب کا ثبوت مل گیا جن کے دست حق پرست سے حضرت لاابالیؒ نے خرقۂ خلافت حاصل فرمایا تھا ۔

حضرت سید احمد حموی شیخ وقت و مقتدائے زمانہ تھے جن کا کوئی عدیل نہ تھا ۔ آپ صاحب خوارق جلی تھے صاحب رسالہ الوصال کا بیان ہے کہ حضرت سید زین الدین عبدالباسط کے دو صاحبزادے تھے ۔ حضرت سید قاسم حموی جن کا اوپر ذکر ہوچکا ہے دوسرے سید شرف الدین حسن ۔ حضرت سید قاسم اور حضرت سید شرف الدین حسن سید حسین شامی کے دادا تھے جن سے شاہ قاسم سلیمانی صاحب گروہ قاسم شاہی کو بیعت تھی ۔ حاصل کلام یہہ ہے کے حضرت لاابالیؒ کو دونوں سلسلے ارشاد تلقین کے ملے تھے اور اب تک یہ دونوں نعمتیں آپ کے خاندان میں رائج ہیں ۔ الحمد لله حمدا متوافرا و شکرا متکاثرا ۔

حضرت شیخ ملفوظ لاابالیؒ میں فرماتے ہیں کہ حضرت سید احمد حموی عارفان حق سے تھے جن سے حضرت پیر دستگیر سیدنا الشریف المنیف سید شاہ عبداللطیف الحموی کو فیض پہونچا اور پھر آپ سے یہ نعمت بہت ساروں کو ملی ۔

سند خلافت:۔ حضرت سیدالابدال لاابالیؒ نے اپنے قلم خاص و دستخط سے حسب ذیل خلافت نامہ حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو سرفراز فرمایا تھا ۔

بسم الله الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان بہت رحم والا ہے

الحمدلله الذی ارسل رسولا یهدی الی طریق الایمان للعالمین و صیره وسیلة مرضیة للوصول بالایقان للطالبین واتاه من المعجزات و الکرامات مالم یوت للنبیین الاولین وهی له جنود الملائکه وقت المجادلة مع الکافرین المخذلین و خصه بالخصائص التی یختص بها جمیع المرسلین و جعل الخلفاء بعده وتمکن لهم علے جادة الشرع المبین واکمل العاشقین بنور حق الیقین و میزهم فی جمیع الموجودات بمحبّة خلاصة المخلوقین و نور قلوبهم با لا ذکار والمراقبات بحکم یهدی الله لنوره من یشا من عباده و شرفهم عطاء الفقر والارشاد للمریدین واجلسهم علی سریر الخلافة ونیابته الی یوم الدین و صیرهم علی ارائک البیعة والمشیخة جالسین ووضع طریق الباس الخرقة لکل من خدمهم کان لائقابه و متمسکا بحبل الدین المتین واوقف تزکیة نفوس العوام وتصفیة بواطنهم علے المشائخ المتبحرین والاولیاء الذین هم فی بحار انوار الله من المسبحین و جعل البیعة ذریعة الفوز للعصاة من المسلمات والمسلمین کمافی قوله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون یشیر لکم ویبین لکم صلوة الخمسة طاهرة وماحیة لذنوب المذنبین و محل المناجات و معدن المضافات للمناجین المتضرعین ومفتا حا لا بواب الجنان للمتورعین والا ستغفار دافعا و زائلا للعصیان عن المستغفرین المرشدین واجلی بتجلیات التوحید قلوب الموحدین و شرح صدور العلماء بقبول الاسلام و اتباع سید المرسلین واحیی با عطاء المعرفة فؤاد العارفین وخص من بینهم بزیارة انبیاء الحق المجتهدین وقبل بابهاب الاخلاص طاعات المخلصین والصلوة والسلام علے

حبیبه خیر خلقه محمد رسول الله خاتم النبیین و هو المبین لا حکام البیعة والارشاد و بالحجج والبراهین والمنبا ؤ آدم بین الما ؤ الطین ؤ علی آله واصحابه الذین سعوافی ترویج امرهما بین المسلمین و هداة التحقیق وائمة الصدق والتصدیق بالیقین فیقول اضعف عباد الله الحنان المنان علی العباد فی الارض و تراب اقدام المشائخ المکمل الراجی الی رحمة الله القوی الفقیر السید عبد اللطیف الحموی بن السید طاهر القادری کان الله له و معه فانی لما رایت الاخ فی الله (الشیخ علی ادام الله تعالی بقائه وارزقنی فی کل یوم لقاءه) مستحقا لا مر الخلا فة القادریة وحریا لا حکام البیعة النبویة و مستجمعا لفتوح الکمالات السنیة و فائقا من بین الاقران بسجیته المرضیة و معروفا فی الدقائق العلمیة و مشهودا فی الشمائل السنیة والهمهم البهیة. وکان فی خدمتی مدة مدیدة علی حسب قسمة الازلیة و دام فی صحبتی و استفاد منی بیمن عون العنایات السرمدة ملتمسا و مستدعیا لخرقة الخلا فة المصطفویة بصدق النیة وجاهدا وقاصدا بصفاء الطریقة وکیل المرصیة وطالبا عندی منشورامو شحابتو شیح الاجازة وسد مشدا مزیا بتوقیع الاذن التامة حتی یکون رادا للخصماء عند طاعته و تمسکا وقت الضرورة الماسة فبذالک البسته بعد الاستخارة والاستصواب والمشورة مع اولی الالباب بحکم و شاورهم فی الامر فی ام الکتاب خرقة الخلافة بیدی و کسوته حلل الریاسة واجلسته علی سریر النیابة من بعدی اجزته اجازة مطلقة حتی یعطی الخلافة لمن یشاء و لقنته اذکارا واورادا وادعیة مفیدة کے یوصلها لکل واحد کان طالبها و موید ما و جاء یصحب الفقراء والعلماء والمشایخ الذین کانوا علی سنن سید الانبیاء مواظبین علی طریق الاولیاء والاصفیاء واعطیته الشجرة القادریة بشرط انه یکون علی قواعد هذه السلسلة المیمونة و یسلک علی نهج کنت اعلمته و یثبت علی ما ابصرته من طرق هذه الطریقة المبارکة و یرشد للطالبین

ارشاد القادرية ويعطى للمريدين والخلفاء الشجرة القادرية وانه لايميل الى الدنيا الدنية والمال الخسيس ويختار العولة والخمولة من اهلها و يحترز من الخلايق واحوالها وينقطع الطمع عن المخلوقين باثر هاويكون طلب الله عزوجل غرضه و مقصوده والعشق والعرفان به سبحانه و تعالى مطلوبه و مشهوده و يشتغل بتوحيد الذات و تفريد الصفات فانيا نفسه ووجوده لان شيخنا و قدوتنا شيخ الاسلام والمسلمين والامام الهمام عمدة العارفين برهان العاشقين قطب الاقطاب فرد الاحباب المحبوب الربانى الغوث الصمدانى سيدنا الشيخ عبدالقادر الجيلانى رضى الله عنه قال فى ملفوظ المجيد نا صحا للعبد التوحيد التوحيد التوحيد و اجماع الكل التوحيد ايضا شيخنا مولانا الشيخ الكامل والمدقق الفاضل كررفى وقت الانتقال من هذا الدار والارتحال عنه الى محل القرار كلمة التوحيد ثلاثا واراه جميعا لكل الصفات الصوفية والمدار و قالوان للتوحيد ثلاث منازل . اول العشق والثانى فناء وجود غير الحق والثالث بقاء وجود الحق . الغرض والقصة بطولها ان هذا الفقير لبس خرقة الخلافة واخذالاجازة المطلقة من سيد المشائخ ذى العزالمشايخ صاحب التصوف والسلوك عازق القلب من الدنيا واهلهاحتى سوى عنده الفقراء والوزراءوالملوك الشيخ الكامل و المرشد الواصل و ماوانا مولانا السيد احمد بن محمد الحموى قدس الله سره وهومن شيخه الامام الكامل و المربى الفاضل والعالم العامل مولانا السيد محمد بن قاسم الحموى قدس الله سره وهوشيخه الكامل المحقق والحبرالمدقق مولانا السيد قاسم بن عبدالباسط الحموى قدس الله سره وهومن شيخه الكامل الواصل مولانا السيد عبد الباسط بن شهاب الدين صالح احمد الحموى قدس سره وهومن شيخه الكامل الى اصل مولانا السيد شهاب الدين احمد الحموى قدس الله سره وهومن شيخه الكامل الواصل مولانا السيد شهاب الدين احمد

بن صدر الدین حسن الحموی قدس الله سرہ و ہو من شیخه الکبیر و مخدومہ الشهیر العارف بالله القدیر مولانا السید بدر الدین حسن بن علاء الدین علی الحموی قدس الله سرہ وہو من شیخه العارف بالله مولانا السید علاء الدین علی بن شمس الدین محمد الحموی قدس الله سرہ وہو من شیخه الاجل الاکمل مولانا السید شمس الدین محمد بن سیف الدین یحیی الحموی قدس الله سرہ وہو من شیخه الاعظم الاکرم صاحب الورود الافخم مولانا سید سیف الدین یحیی الحموی قدس الله سرہ وہو من شیخه الکامل الفاضل مولانا السید شمس الدین احمد بن ظہیر الدین ابو السعود محمد البغدادی قدس الله سرہ وہو من شیخه الکامل الفاضل مولانا السید ظہیر الدین ابو مسعود محمد بن عماد الدین ابی صالح نصر البغدادی قدس الله سرہ وہومن شیخه العارف المکمل مولانا السید عماد الدین ابی صالح نصر بن تاج الدین عبدالرزاق البغدادی قدس الله سرہ وہو من شیخه الکامل الحافظ العالم العارف مولانا السید تاج الدین عبدالرزاق البغدادی بن محی الدین عبدالقادر الجیلی قدس الله سرہ وہو من شیخه قطب الاقطاب فر لا حباب سلطان الاولیاء حباب الاتقیا محی الملة والشریعة والطریقة والحقیقة والمعرفة والدین المحبوب الربانی الغوث الصمدانی الامام ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الجعفری الجیلانی بن ابی صالح موسی جنگی دوست رضی الله عنه وارضاہ وہو من شیخه الکامل العارف بالله العازق عن الدنیا والصارف همته العلیا الی الله الشیخ ابی سعید جون المبارک ابن علی المخزومی قدس الله سرہ وہو من شیخه الکامل الواصل الشیخ ابوالحسن علی بن محمد بن یوسف القریشی الهنکاری قدس اللله سرہ وہومن شیخه الکامل الفاضل الشیخ ابوالفرح الطرطوسی قدس الله سرہ وہومن شیخه العارف الواصل الشیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز الیمانی قدس الله سرہ وہو من شیخه الکبیر ذی

العز الکثیر بالقلب المنیر العارف باللہ الشیخ ابو بکر عبداللہ بن الشبلی قدس اللہ سرہٗ وھو من شیخہ سید الطایفۃ الشیخ ابوالقاسم جنید بن عمراکبر البغدادی قدس اللہ سرہٗ وھو من شیخہ الاجل الافضل والمحقق المکمل ابوالحسن عبداللہ السری السقطی قدس اللہ سرہٗ وھو من شیخہ الواصل الموصل الطالبین الی المطلب الحقیقی مولانا الشیخ
الشیخ ابوالمحفوظ المعروف الکرخی بن فیروز البغدادی قدس اللہ سرہٗ وھو من شیخہ الاعظم صاحب الحقوق والنعم الشیخ داؤد بن سلیمان الطائی قدس اللہ سرہٗ وھو من شیخہ الاعظم والاکرم ذی الاخلاق والشیم والراسخ علی طریقۃ الصحابۃ مشمولۃ من نعم الوفی الشیخ ابو محمد حبیب العجمی قدس اللہ سرہٗ وھو من شیخہ الامام الاجل والمرشد الاکمل الاعمال شیخنا و مولانا الشیخ ابو النصر حسن البصری بن علی المدنی قدس سرہٗ وھو من شیخہ زوج البتول وابن عم الرسول اسد اللہ الغالب امیر المومنین امام المشارق والمغارب مطلوب کل طالب سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ و رضی اللہ عنہ وھو من شیخہ و مرشدہٗ و نبیہ سید المرسلین خاتم النبین و حبیب رب العالمین صاحب قاب قوسین رسول الثقلین امام القبلتین جدالحسن والحسین احمد المجتبیٰ ابوالقاسم محمد المصطفےٰ ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و سلم و علے وارث حالہ الغوث الاعظم اللھم ثبت اقدامنافی ھذہ الطریقۃ القادریۃ۔ آمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ایسا رسول بھیجا جو راہ ایمان کی جانب دونوں جہاں کی رہبری کرتا ہے اور اس کو طالبین کے لئے وصول الیقان کا مناسب ذریعہ بنادیا اور اس کو ایسے معجزات و کرامات دیئے جو پہلے زمانے کے انبیاء کو نہیں دیئے گئے۔ اور اس کے لئے فرشتوں کا لشکر ذلیل و خوار کافروں سے لڑنے کے وقت مہیا کردیا اور ایسی صفات سے مختص کیا جس سے تمام رسول مخصوص کئے گئے اور اس کے بعد خلفا کے اور ان کو شرع مبین کے طریق پر ممتکن کیا اور عاشقوں کو نور حق الیقین سے کامل کیا۔ اور تمام موجودات میں

خلاصۂ مخلوقات کی محبت سے ممتاز کیا اور ان کے دلوں کو اذکار اور مراقبات سے منور کیا بحکم اللہ ہدایت دیتا ہے ۔ اپنے نور کی جسکو اپنے بندوں سے چاہے اور ان کو فقیر اور مریدوں کے لئے ارشاد کی دولت سے مشرف کیا اور تحفت خلافت اور اپنی نیابت پر قیامت تک بٹھایا اور بیعت و مشیخت کی کرسیوں پر بیٹھنے والا کر دیا اور خرقہ پہنانے کا طریقہ مقرر کیا ۔ ہر اس کے لئے جو ان کی خدمت کرے اور جو اس کے قابل ہو جو دین متین کی رسیوں کو تھاما ہو اور عوام کو تزکیۂ نفوس اور ان کے بواطن سے تصفیہ کو متبحر مشائخین اور اولیاءکے ذمہ کیا جو اللہ کے انوار کے سمندروں میں تیرنے والے ہیں اور بنادیا ۔ بیعت کو گہنگار مسلمان عورتوں اور مردوں کی کامیابی کا ذریعہ جیسا کہ حق تعالی کے ارشاد میں ہے اے وہ لوگو جو ایمان لاے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ وہ تمہیں مشورہ دیتا ہے ۔ اور پانچ نمازیں تمہارے لئے بیان کی ہے جو گناہ گاروں کے گناہوں کو پاک و صاف اور میثتی ہیں اور مناجات کا محل ہیں وتضرع سے دعا کرنے والے کے لئے معدن مضافات ہیں اور زاہدوں کیلئے جنت کے دروازوں کی کنجی ہیں اور استغفار کرنے والوں مرشدین کیلئے استغفار گناہوں کو دور اور زایل کرنے والا ہے اور موحدین کے دلوں کو توحید کی تجلیات سے جلادینے والا ہے اور کھول دیا ۔ علما کے سینوں کو قبول اسلام اور اتباع سید المرسلین کے لئے اور عارفوں کے قلوب کو معرفت دیگر زندہ کر دیا اور ان میں سے بعض کو انبیاء حق مجتہدین کی زیارت سے خاص فرمایا اور اخلاص کے باعث مخلصین کی طاعات قبول فرمائیں اور درود سلام اس کے حبیب اور اس کے بہترین مخلوق محمد رسول اللہ پر جو خاتم انبیا ہیں اور جو ظاہر کرنے والے ہیں ۔ احکام بیعت وارشاد اور دلایل و براہین کے اور وہ اس وقت نبی تھے جب کہ آدم آب وگل میں تھے اور ان کے آل واصحاب پر جنہوں نے مسلمانوں میں اپنے احکام رائج کرنے کی کوشش کی اور جو رہبر طریق اور یقینا ائمہ صدق و صداقت ہیں ۔ زاں بعد اللہ کا جو تمام روئے زمین کے بندوں پر انعام و اکرام فرمانے والا ہے کمترین بندہ اور مشائخین کامل کا خاک پا امیدوار رحمت الہی فقیر سید عبداللطیف حموی ابن سید طاہر قادری (اللہ اس کا ہوجائے اور اس کے ساتھ رہے) کہتا ہے کہ جب میں نے اپنے دینی بھائی (شیخ علی کو خدائے تعالیٰ اس کے وجود کو ہمیشہ رکھے اور ہر روز مجھے اس سے ملائے ۔ خلافت قادریہ کا مستحق اور احکام بیعت نبوی کا متلاشی اور فتوح کمالات کا جامع اور اپنے معاصرین کے درمیان نیک و پسندیدہ اور اطوار میں فایق او علمی حقایق میں مصروف نیک شمایل و نیک ہمت دیکھا (جیساکہ شاعر نے کہا ہے ۔

لہ ہمم لا منتھی لکبائرہا　　　　　وہمتہ الصغری اجل من الدہر

اس کی عالی ہمتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اس کی جو چھوٹی سی چھوٹی ہمت ہے وہ بھی سارے زمانہ سے جلیل القدر ہے۔ اور ا یہ ا میری خدمت میں بموافق قسمت ازلی زمانہ دراز تک رہے اور ہمیشہ میری صحبت میں رہے اور استفادہ کیا۔ مجھ سے برکت و امداد عنایات سرمدی اور درخواست کی مجھ سے خرقہ خلافت مصطفویہ کی صدق نیت اور پسندیدہ طریقہ سے اور طلبگار ہوئے مجھ سے منشور مشتمل بہ تشریح اجازت اور مزین و مستند بوقت عام اجازت کے تاکہ اس کی اطاعت کے موقع پر دشمنوں کا باعث رد ہو بوقت ضرورت لاحقہ اس سے تمسک کیا جاسکے لہذا اسپر میں نے بعد استخارہ اور اہل دانش سے استصواب و مشورہ کے بعد بحکم قرآن ان سے کام میں مشورہ کر اپنے ہاتھ سے خرقہ خلافت پہنایا اور زیور حکومت (باطنی) باندھا اور تخت پر بٹھایا۔ اپنی نیابت کے لیۓ بعد اور مطلق اجازت دی کہ اب وہ جسے چاہیں خلافت دیں اور تلقین کریں ان کو افکار اور اوراد اوراد مفید دعاؤں کی تاکہ وہ جو اس کا طالب اور سائل ہو اس کو مل سکے ہو اور فقراء اور علماء اور مشائخین کی صحبت اختیار کرے جو سید الانبیاء کی سنتوں پر پابند رہے اور اولیاء و اصفیا کے طریقہ کی ہمیشہ پابندی کرتے رہے اور میں نے ان کو شجرہ قادریہ اس شرط سے دیا کہ وہ اس مبارک سلسلہ کے قواعد کی پابندی کریں اور اس طریقہ پر چلیں جس کی میں نے ان کو تعلیم دی ہے۔ اور اس طریقہ مبارکہ کے طور طریق پر جو میں نے انہیں بتائے ہیں ثابت قدم رہیں اور طالبوں کی ارشاد۔ قادریہ سے ہدایت کریں اور مریدین و خلفا، کو شجرہ قادریہ دیں اور دنیائے دوں او خسیس مال کی جانب مایل نہ ہوں اور اہل دنیا سے عزلت اور تنہائی اختیار کریں اور خلایق اور ان کے اموال سے احتراز کریں۔ مخلوق سے اپنی امید منقطع کرلیں اور صرف اللہ عزوجل کی طلب اس کی غرض و نیت ہو۔ عشق و عرفان اس کا مطلوب ہو اور توحید ذات اور تفرید صفات میں مشغول ہو اپنے نفس اور وجود کو فنا کر دے۔ کیونکہ ہمارے شیخ اور پیشوا شیخ الاسلام والمسلمین اور امام ہمام عمدۃ العارفین برہان العاشقین قطب الاقطاب، فرد الاحباب محبوب ربانی، غوث صمدانی سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اپنے ملفوظ مجید میں بندوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا توحید۔ توحید۔ توحید سب کا اجماع توحید پر ہے نیز ہمارے شیخ اور آقا شیخ کامل اور محقق فاضل نے انتقال کے وقت تکرار فرمایا۔ اس دار فانی سے دار البقا کی جانب تین بار اور اس کو بتایا تمام صفات صوفیہ کا مدار اور ا ان صوفیوں نے ا کہا کہ توحید کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ عشق کا ہے دوسرا فنائے وجود ماسوی اللہ کا اور تیسرا بقائے وجود حق کا الغرض اس کی بڑی تفصیل ہے اس فقیر نے خرقہ

خلافت پہنا اور اجازت مطلقہ حاصل کی سید المشائخ ذی العزم المشائخ صاحب تصوف و سلوک عارف قلب دنیا و اہل دنیا جن کے نزدیک فقراء وزراء اور ملوک سب برابر تھے یعنے شیخ کل مرشد واصل میرے ملجاو ماوی مولانا السید احمد بن محمد الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ امام کامل و مربی فاضل عالم با عمل مولانا السید محمد بن قاسم الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل محقق اور مدقق مولانا السید قاسم بن عبدالباسط الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل واصل مولانا السید عبدالباسط بن شہاب الدین صالح احمد الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل واصل مولانا السید شہاب الدین احمد بن بدر الدین حسن الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کبیر اور مخدوم شہیر عارف باللہ القدیر مولانا السید بدرالدین حسن بن علاء الدین علی الحموی قدس اللہ سرہ اور وہ اپنے شیخ عارف باللہ مولانا السید علاء الدین علی بن شمس الدین محمد الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ اجل و اکمل مولانا السید شمس الدین محمد بن سیف الدین یحیی الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ اعظم و اکرم صاحب الورود الاخم مولانا السید سیف الدین یحیی الحموی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل الفاضل مولانا السید شمس الدین احمد بن ظہیر الدین ابوالسعود محمد بغدادی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل فاضل مولانا السید ظہیرالدین ابو مسعود محمد بن عماد الدین ابی صالح نصر بغدادای قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ عارف کامل مولانا السید عماد الدین ابی صالح نصر بن تاج الدین عبدالرزاق بغدادی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل حافظ عالم عارف مولانا سید تاج الدین عبدالرزاق بغدادی بن محی الدین عبدالقادر الجیلی قدس اللہ سرہ اور وہ اپنے شیخ قطب الاقطاب فردا لاحباب سلطان الاولیاء برہان الاتقیا محی ملت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت دین محبوب ربانی غوث صمدانی امام ابو محمد محی الدین سیدنا عبدالقادر حسنی حسینی جعفری جیلانی بن ابی صالح موسی جنگی دوست رضی اللہ عنہ وارضاہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل عارف باللہ تارک دنیا صاحب تصرف عالی ہمت الی اللہ شیخ ابو سعید جون المبارک بن علی المخزومی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل واصل شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن یوسف قریشی ہنکاری قدس سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کامل فاضل شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے عارف واصل شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمانی قدس سرہ سے اور وہ اپنے شیخ کبیر صاحب عزکبیر وقلب منیر عارف باللہ شیخ ابو بکر عبداللہ شبلی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ سید الطایفہ شیخ ابوالقاسم جنید بن عمر اکبر بغدادی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ اجل افضل و محقق کامل ابوالحسن عبداللہ سری مسقطی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ واصل طالبین کو مطلوب حقیقی تک پہونچانے والے مولانا۔

شیخ ابو محفوظ معروف کرخی بن فیروز بغدادی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ اعظم صاحب حقوق و نعم شیخ داؤد بن سلیمان طائی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ اعظم و اکرم صاحب اخلاق و شیم طریقہ صحابہ پر راسخ بھرپور نعمتوں کو حاصل کرنے والے شیخ ابو محمد حبیب عجمی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ امام اجل مرشد کامل الاعمال شیخنا و مولانا شیخ ابوالنصر حسن بصری بن علی المدنی قدس اللہ سرہ سے اور وہ اپنے شیخ زوج بتول ابن عم الرسول اسد اللہ الغالب امیر المومنین امام مشارق و مغارب مطلوب ہر طالب سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے شیخ و مرشد اور نبیؐ سید المرسلین خاتم النبین حبیب رب العالمین صاحب قاب قوسین رسولؐ الثقلین امام القبلتین جدالحسن والحسین احمد مجتبیٰ ابوالقاسم محمد مصطفےٰ ابن عبداللہ سے ان کی آل اور ان کے اصحاب اور ان کے وارث حال غوث اعظم پر درود و سلام ہو ۔ اے اللہ ہمیں ثابت قدم فرما اس طریقہ قادریہ میں آمین برحمتک یاارحم الرحمین ۔

اقسام بیعت:۔ شجرات قادریہ سے بیعت کے پانچ اقسام ہیں ۔ (۱) بیعت اسلام (۲) بیعت ہجرت جہاد (۳) بیعت توثیق فی الجہاد (۴) بیعت خلافت (۵) بیعت تمسک بحبل التقوی ۔ بیعت اسلام آنحضرت علیہ السلام کے زمانے میں تھی اور خلفائے راشدین کے زمانے میں اس لئے تھی کے ان کے زمانے میں اسلام میں لوگوں کا آنا قہر و سیف سے تھا نہ بتالیف و اظہار دلیل و برہان اور خلفائے راشدین کے زمانے کے سوا دوسرے زمانے میں اس لئے تھی کہ اکثر لوگ ظالم و فاسق تھے سنت کی پیروی کا اہتمام نہ کرتے تھے

بیعت ہجرت و جہاد ۔ بیعت توثیق در جہاد اوائل اسلام میں تھی اور جب دین قوی ہوگیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے تو اس بیعت کی ضرورت نہ رہی برضامندی و رغبت جہاد میں شریک ہوتے اور شرط توثیق بجالانے لگے ۔ اس طرح یہ بیعت قیامت تک باقی رہے گی ۔

بیعت خلافت بھی **بحکم الخلافة من بعدی ثلثون سنة** چھ ماہ حضرت امیرالمومنین امام حسین علیہ السلام کے زمانہ میں رہی ۔

بیعت تمسک بحبل التقوی ۔ زمانہ خلفائے راشدین میں متروک رہی اس لئے کہ اس زمانہ میں صحابہ کی کثرت تھی کہ جن پر بموجب حدیث **من رانی فقد رای الحق** یعنے سبب صحبت ولایت جمال جہاں آرائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اشیاء کے حقایق منکشف تھے اس لئے ان کو احتیاج بیعت تمسک بحبل التقویٰ نہ تھی لیکن خلفائے غیر راشدین کے زمانے میں اس بیعت کو شاید اس اندیشہ سے ترک کر دیا گیا

تھا کہ کوئی اس پر بیعت خلافت کا گمان نہ کرے اور فساد برپا نہ ہو صوفیہ صافیہ نے اس زمانے میں خرقہ کو قائم مقام بیعت کردیا تھا اور جب خلفائے غیر راشدین کا دور ختم ہوا اور فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ رہا تو صوفیہ نے بیعت تمسک بحبل التقوی کو پھر رائج کردیا اور امت مرحومہ کو علم لسانی و قلبی و روحی و سری کی تربیت دی اور یہ بیعت ظہور و خروج حضرت امام محمد مہدی موعود علیہ السلام تک باقی رہے گی۔

طریق بیعت:۔ حضرت سید علی ابن حضرت سید محی الدین ابن حضرت سید عبداللطیف ثانی عرف شاہ میاں صاحب کلاں ابن حضرت سید شاہ عبداللہ ابن جناب عالی حضرت سید شاہ عبداللطیف الحموی ادام اللہ تعالیٰ ظل ارشادہ المتعالی نے اس فقیر سے فرمایا تھا کہ جناب عالی لاابالی نے حضرت شیخ علی کو جب خرقۂ خلافت عطا فرمایا تو بیعت کرنے کا طریقہ بھی اس طرح کہکر مرحمت کیا کہ "جب طالب حق کسی کے نزدیک بیعت کیلئے آئے تو شیخ کو چاہئیے کہ پہلے اس کی صحت نیت اور صدق حال کو دیکھے" اس کے بعد اگر اس کو ثابت قدم پائے تو خود استخارہ کرے اور مرید صادق کو بھی تعلیم استخارہ دے استخارہ کے بعد اگر اطمینان قلبی حاصل ہو تو اس کار خیر کا اقدام کرے اور اس کے ارشاد و تلقین کی جرات کرے پہلے مرید کو حکم دے کہ ایک دوگانہ بہ نیت توبہ پڑھکر اس کا ثواب پیران سلسلہ کو نذر کرے۔ ہر دوگانہ کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ توحید اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص صوفیہ کا معمول ہے اس کے بعد مرید کو سامنے بلاکر ایمان مجمل و مفصل و کلمہ طیبہ وشہادت و توحید و تمجید و استغفار و ردکفر کی تلقین کرکے اس کے ہاتھ کو بطور مصافحہ پکڑے اور یہ آیت شریفہ مع درود مرحومہ پڑھوائے جو حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علے سیدنا محمد و علے آل سیدنا نبینا محمد و علے اصحاب سیدنا نبینا محمد و بارک و سلم بعدد کل معلوم لک ربنا انک حمید مجید۔

استغفر اللہ (تین بار)

و اتوب الی اللہ من جمیع ما کرہ اللہ قولا و فعلا و سامعا و ناظرا و حاضرا و غائبا و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انی مرید بر سوخ العزم و الجزم الی جناب سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء نائب رسول اللہ قائل قول. قدمی ھذہ علے رقبۃ کل ولی اللہ و ولیۃ اللہ المحبوب السبحانی الغوث الصمدانی شیخ الکل

محمد محی الملة والشریعة والطریقة والحقیقة والمعرفة والدین سیدنا و مولانا السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی الله تعالی عنه وارضاہ عنا ولا حرمنا من برکاته کما قال الله تعالی عزوجل ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علےٰ نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجرا عظیما۔

آیه کریمه :۔ لقد رضی الله عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافی قلوبهم فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا سنة الله التی قدخلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا۔

آیئه کریمه :۔ یاایُها الذین امنوااتقوا الله وابتغواالیه الوسیلة وجاهدوافی سبیله لعلکم تفلحون۔ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر (سه بار) ولله الحمد برحمتک یاارحم الراحمین وعلیٰ اصحابه المهتدین وسلم تسلیما کثیرا

اس کے بعد اسی طرح ہاتھ پکڑے ہوئے کہے کہ اے فلاں تجھے طریقہ قادریہ عالیہ کی برادری میں قبول کیا کیا تو نے بھی قبول کیا مرید کہے میں نے قبول کیا اور ان کلمات طیبہ کو تین بار دہرائے اور اس کے بعد کہے شریعت طریقت کی پابندی کرتے رہو۔ مرید کہے کے بصدق ارادت میں نے عہد کیا۔ اس کے بعد کہے تمام پیران سلاسل خاص طور پر پیردستگیر عالم کو اور اس فقیر کو اپنا شیخ جانے۔ مرید کہے جانتا ہوں اس کے بعد کہے آں جناب کی محبت و ارادت پر دل سے اعتقاد کئے۔ مرید کہے جی ہاں میں نے صدق دل سے اعتقاد کیا اس کے بعد اس تصور سے اس کے بیعت کی ہے گویا کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی سے کی ہے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے۔ **ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله** یعنے مرشد کے ہاتھ کو بوقت بیعت و مصالحت مرشدین سلسلہ نائب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے اور آنحضرت علیہ السلام کے ہاتھ کو بحکم ید اللہ فوق ایدیھم دست قدرت حق تعالی تصور کرے اور بیعت حاصل کرنے کے بعد مرید کو تمام حرکات و سکنات میں شیخ کی رضا جوئی لازم ہے۔ مرشد کے حقوق کو ظاہر میں سب سے زیادہ جانے کہ **الشیخ یحی و یمیت** آیا ہے۔

دیگر طریق بیعت:۔ دوسری روایت میں سند صحیحہ سے آیا ہے کہ حضرت عالی لا ابالی قدسنا اللہ تعالی بسرہ المتعالی اس عبارت کے ساتھ مریدین کو بیعت کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الله الذی خلق الانسان و علمه البیان و اعطاه نعمة الایمان و یقبل توبة من تاب عن الشرک والعصیان واصلی علے افضل البشر شفیع یوم الحشر محمد صلی الله علیه وآله و سلم۔ و بعد فانی واسطة بینک وبین القطب الربانی الغوث الصمدانی سلطان الاولیاو محی الدین عبدالقادر الجیلانی بن سیدابی صالح موسی جنگی دوست رضی الله عنه وانی ابا یعک ان لا تشرک بالله شیئاوان لا تقتل النفس وان لا تقذف المحصن والمحصنة وان لاتزنی وان لاتفر من الزحف وان لا تسحروان لا تاکل مال الیتیم وان لاتعق الوالدین المسلمین وان لا تلحد فی الحرام وان لاتسرق وان لاتسعی ببهتان وان لا تاکل الربوا وان لا تشرب الخمروان لا تلعب المیسر وابایعک ان تفعل المعروف وتجتنب عن المنهی۔ انی اعتقدت بما هو ثواب عند الله و قل اللهم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم به واستغفرک لما لا اعلم به تبت عنه واقول لا اله الاالله محمد رسول الله استغفر الله الذی لا اله الاهوالحی القیوم واتوب الیه من المعاصی جمیعا ماقدمت و مااخرت وما اسررت و ما اعلنت واشهدان لا اله الا الله وحده لاشریک له واشهدان محمدا عبده و رسوله آمنت بالله و ملائکته وکتبه و رسله والیوم الاخروالقدر خیره و شره من الله تعالی والبعث بعدالموت حق

اناث کی بیعت:۔ عورتوں کو اس آیت شریفہ سے تعلیم بیعت فرماتے اور معنی ظاہری موافق تفاسیر بیان کرتے۔

یا ایها النبی اذاجاء ک المومنات یبا یعنک علے ان لا یشر کن بالله شئیا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دهن ولا یا تین ببهتان یفترینه بین اید یهن

وار جلهن ولا یعصینک فی معروف فبا یعهن واستغفر لهن الله ان الله غفور رحیم

اس کے بعد بدستور سابق اپنی مشیخت کا اقرار واثق لیتے اور پھر استغفار پڑھواتے

بسم الله الرحمن الرحیم

اللهم اغفرلنا ذنوبنا و خطایا نا واهدنا وار حمنا وارزقنا و عافنا فی الدنیا والا خرة بحرمة محمد وآله و اصحابه اجمعین و صلے الله علے خیر خلقه نبینا محمد و بارک و سلم کما قال سبحانه و تعالی ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلو علیه و سلموا تسلیما۔

دیگر روایت:۔ دوسری روایت صحیحہ میں آیا ہے کہ جب جناب عالی لا ابالی کسی کو خلافت یا خرقہ فقر عنایت فرماتے تو اپنے ہاتھ سے اسکے سر پر طاقیہ رکھکر یہ آیت شریفہ پڑھتے۔

و لباس التقوی ذلک خیر پہلے بالوں کو سیدھی جانب سے تین اور پھر بائیں جانب سے تین بار تراش کر حلق کے وقت یہ آیت پڑھے۔ ان شاء الله امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذالک فتحا قریبا۔ اس کے بعد اس کو پانی یا شربت کا پیالہ پینے کے لئے عطا کرتے اور خود بھی اس سے پیکر مرحمت کرتے اور پیالہ دیتے وقت یہ آیت شریفہ پڑھتے۔

و سقاهم ربهم شرابا طهورا ان هذا کان لکم جزاء و کان سعیکم مشکورا۔

استخارہ بیعت:۔ استخارے کے کئی طریقے ہیں لیکن آسان استخارہ جو دن میں یا رات میں کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ پہلے وضو کرکے اور پھر مصلے پر بیٹھکر تین کاغذ کے پرزوں پر استخیر من الله العزیز الحکیم لکھکر اس کی پشت پر افعل لکھے اور کاغذ کے دوسرے تین پرزوں پر استخیر من الله العزیز الحکیم لکھ کر اس کی پشت پر لا تفعل لکھے اسکے بعد ان چھ پرزوں کو باہم خلط ملط کرکے جدا جدا مصلے کے نیچے رکھکر دو رکعت نماز استخارہ کرے اور اس طرح نیت کرے نویت ان اصلی لله تعالی رکعتین صلوة الاستخارہ القادریة متوجها الی جهة الکعبة الشریفة الله اکبر۔ اس کے بعد ہر

رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص بسم اللہ کے ساتھ تین بار پڑھے اور سلام کے بعد سربسجدہ ہوکر سو مرتبہ درود پڑھے اور تین بار **استخیر من الٰہ العزیز الحکیم** پڑھکر اپنی حاجت عجز و انکسار بدرگاہ حضرت حق اپنے دل میں یاد کرے اس کے بعد ان چھ پرزوں میں سے پانچ پرزے نکالے او ایک کو مصلے پر رکھے اور پانچ پرزوں کو دیکھے اگر تین پر افعل لکھا ہوا ہے تو اس کام کو کرے کہ مبارک ہے اور اگر تین پر لا تفعل لکھا ہوا نکلے تو وہ کام نہ کرے اور یہ سمجھے کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

طریق دیگر:۔ دوسرا آسان طریقہ استخارہ کا یہ ہے کہ یہ درود گیارہ بار پڑھے۔ **اللھم صل و سلم و بارک علی محمد و علی آل محمد** اور اس کے درمیان سورہ فیل با تسمیہ دس بار پڑھے اس کے بعد اپنے مقصد کی دل میں نیت کر کے اس طرح سو جائے کہ منھ قبلہ کی جانب ہو کچھ خوشبو بھی لگائے اگر اس استخارہ کے بعد اطمینان قلبی ہو جو علامت صفائی استخارہ ہے تو تعلیم و تلقین مرید کے لئے اقدام کرے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ خواب میں کوئی چیز معائنہ میں آئے۔

سیر و سیاحت:۔ قدوۃ الواصلین حضرت سید سیف الدین یحییٰ قدس سرہ سلسلہ رزاقیہ کے پہلے بزرگ ہیں جو بغداد سے حماہ (شام) تشریف لائے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی آپ کے بعد بھی آپ کی اولاد امجاد کی سکونت وہیں رہی حضرت سید الابدال کی ولادت با سعادت بھی حماہ میں ہوئی۔ شجرہ سے ظاہر ہوگا کہ آپ حضرت سید سیف الدین یحییٰ کی دسویں پشت میں ہوتے ہیں۔ حماہ میں آپ کی چچازاد بہن سے آپ کا رشتہ مناکحت بھی طے پاگیا تھا لیکن بامر الٰہی آپ کو اپنا وطن ماموں اور گھر بار چھوڑنا پڑا بمصداق

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست   می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

کرنول کی سکونت:۔ بلاد بغداد و شام سے خاندان عالیہ قادریہ کے جو سات افراد سرزمین دکن پر رونق افروز ہوئے وہ "سبعہ قادری" سے مشہور ہوئے انہی سبعہ عالیہ میں حضرت سید الابدال عالی لاابالی بھی ہیں جو حماہ سے متوجہ ملک دکن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ اور حضرت سید میراں حسینی الحموی کی ایک ساتھ تشریف آوری ہوئی ہر دو بزرگ عالی وقار نے کچھ عرصہ تک ایک ہی جگہ اقامت کی۔ ایک ہی مسجد میں ایک نے بازو ایک کا بستر رہا اس کے بعد سید الابدال نے کرنول میں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور شاہ ابدال سید میراں حسینی الحموی شہر حیدرآباد منتقل ہوئے۔ بوقت مفارقت ظاہری ہر دو کی زبان سے یہ کلمات نکلے کہ

اگرچہ بمصداق **هذا فراق بيني و بينك** مہاجرت درمیان آئی ہے اور مشیت ایزدی یہ معلوم ہوتی ہے کہ پھر طرفین میں ملاقات نہوگی لیکن ان شاء اللہ المستعان ہمارا رشتہ قرابت ہمیشہ قائم و جاری رہے گا **الا ماشاء الله** چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ حضرت سید شاہ محی الدین ثانی فرزند حضرت لاابالی قدس سرہ کرنول سے حیدرآباد تشریف لانے کے بعد حضرت سید عبدالقادر قادری ملکاپوری فرزند حضرت سید میراں حسینی الحموی کی صاحبزادی آپ کے حبالہ عقد میں آئیں الغرض دونوں بزرگوار ایک روح دو قالب تھے ۔

آں مظہر فتوت وایں مجمع کرم آں منبع کرامت وایں مطلع صفا
آں بحر رستگاری و ایں کشتئ نجات آں جرم راشفاعت وایں درد را دوا
آں کعبۂ سعادت و ایں قبلۂ مراد آں قدوہ مروت وایں ضامن رضا

صاحب لطائف قادریہ کا بیان ہے کہ جب سیدالابدال لاابالی حماہ سے بطریق سالکانہ "**سيرو افي الارض فانظر و اكيف بد االخلق**" سیاحت کناں سرزمین دکن پر قدم رنجہ ہوئے اس وقت آپ کا سِن عالم شباب تھا ۔ آپ کے ساتھ پچاس درویش تھے اس لئے آپ نے موضع عالم پور میں ایک مسجد میں جو آپ کے نام سے موسوم ہوگئی اقامت فرمائی ۔

پہلے دن کی پہلی کرامت:۔ کرنول عرف قمر نگر پر اس وقت راجہ گوپال کی حکمرانی تھی فسق و فجور کا ہر طرف دور دورہ تھا ۔ تبلیغ احکام اسلام کا کوئی موقع تھا نہ محل اتفاقاً آپ کی تشریف آوری کے روز ہی یا دوسرے دن راجہ گوپال کی لڑکی سانپ کاٹنے سے فوت ہوگئی اہل ہنود کے رواج کے مطابق نہایت اہتمام سے اس کی ارتھی اٹھائی گئی ۔ جس وقت آپ کے سامنے سے گزری آپ نے دریافت فرمایا "ایں چہ نوع تہنیت است" یہ کیا رسم تہنیت ہے ۔ فقراء نے عرض کیا غریب نواز یہ آرائش تہنیت نہیں بلکہ تزئین تعزیت ہے ۔ اس نواح کے ہنود کا یہ طریقہ ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کو اسی طرح جلانے کے لئے لیجایا جاتا ہے ۔ یہ میت راجہ کی لڑکی کی ہے جو سانپ کاٹنے سے فوت ہوگئی ہے ۔ یہ سنکر حضرت سیدالابدال کا بحر کرم جوش میں آیا ۔ اور یہ زبان حق ترجمان پر آیا کہ راجہ سے دریافت کرو کہ اگر بمصداق "**يخرج الحی من الميت و يخرج الميت من الحی**" لڑکی زندہ ہوجائے تو کیا تو مشرف باسلام ہوجائے گا ۔ راجہ نے بمجرد یہ مژدہ غیب سننے کے سر ارادت زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ اگر ہم غمزدوں کے لئے ایسی نوازش ظہور میں آئے تو زہے نصیب ۔ نہ صرف میں بلکہ میرے ساتھ تمام توابعین ولواحقین مشرف باسلام ہونگے اور تازیست ہماری گردن میں آپ کا

طوق غلامی رہے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ راجہ نے پہلے پہل انکار کیا۔ اس پر اس کی بیوی نے کہا ارے کیوں انکار کرتا ہے پہلے تو وہ مردہ کا زندہ ہونا ناممکن ہے لیکن جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں لڑکی زندہ ہوجائے تو از یں چہ بہتر اس وقت ہم سمجھیں گے کہ ان کا مذہب سچا ہے اور اسکو قبول کرلیں گے اور اگر لڑکی زندہ نہ ہوئی تو پھر ان کے حق میں سزا تجویز کی جاسکتی ہے۔ اس پر راجہ رضامند ہوگیا بہر حال جب یہ کیفیت سمع ہمایونی میں پہونچی تو حضرت لاابالی نے راجہ کی لڑکی کی نعش اپنے سامنے طلب فرمائی اور بیک نظر فیض اثر اس کو زندہ کر دیا حضرت مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اولیا را ہست قدرت ازالہ تیر جستہ بازگردانند زراہ

یہ بھی روایت آئی ہے کہ جب میت سامنے لائی گئی تو آپ نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر ایک نقش لکھ کر ایک پرندے کی گردن میں باندھ دیا۔ پرندہ یہ نقش لے کر اڑا اور آناً فاناً نظر سے غائب ہوگیا۔ کچھ ہی دیر کے بعد مختلف شکلوں کے سانپ نمودار ہونے لگے یہاں تک کہ تمام صحن مسجد ان سے بھر گیا۔ لوگوں میں ہراسانی اور دہشت پھیل گئی۔ حضرت نے انہیں اطمینان دلایا کہ اس طرح خوفزدہ اور سراسیمہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ ان سے مضرت اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں سب سے آخر ایک سفید رنگ کا سانپ سیاہ رنگ کے سانپ پر سوار ہو کر آیا اور اس سیاہ رنگ کی پیٹھ پر سے اتر کر آپ کے سامنے ہوا اور تین بار زمین کو بوسہ دیا اور اپنے دم پر ایستادہ ہو کر کچھ عرض کیا۔ آپ نے اس کی زبان میں حکم دیا کہ اس سانپ کے ڈسنے سے لڑکی فوت ہوئی ہے اس کو حاضر کیا جائے۔ اس سفید سانپ نے دوسرے سانپ کو حکم دیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ سانپ لرزاں و ترساں حاضر کیا گیا اور اس جگہ سے جہاں سے کاٹا تھا اپنا زہر چوس لیا اور راجہ کی لڑکی زندہ ہوگئی اس کے بعد حضرت سیدالابدال عالی نے ان سانپوں کے سردار سے عہد واثق لیا کہ آپ کی اولاد امجاد میں کسی کو کوئی سانپ نہ ڈسے آپ کے اس تصرف سے مومنین کے ایمان کو مزید تقویت ہوئی اور راجہ مع توابعین و لواحقین مشرف با سلام ہوا۔

راقم الحروف جو ایک ادنیٰ وابستہ آستان عالی ہے عرض پرداز ہے کہ اس واقعہ کو گزر کر دو سو سال سے زائد عرصہ ہوتا ہے لیکن آپ کی ذریت میں آج تک کسی کو سانپ ڈسنے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اکثر اوقات یہ دیکھا گیا کہ صاحبزادوں کے بستر میں سانپ تمام شب رہا لیکن اس سے نقصان نہ پہونچا۔

اس واقعہ سے حضرت سیدابدال کی شہرت ہوگئی اور اس کرامت باہرہ سے تمام عالم آپ کا معتقد وارادتمند ہوگیا۔ کئی لوگ آپ کی ذات گرامی سے فیضیاب ہوکر مقبول بارگاہ ایزدی ہوگئے اور مرتبہ ولایت و معرفت حاصل کیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اے دل آں شا ہے کہ اندر یک نگہ مردہ راجاں بخشد از حکم الہ
کے بماند مردہ دل بس زندہ پیش وے بیند چو بر صد سالہ رہ

پاس شریعت :۔ مزاج ہمایوں میں شریعت اور سنت رسالت اور پابندی اوامر الٰہی اور منہیات سے اجتناب کا اس درجہ خیال تھا کہ کبھی بدعت حسنہ کو بھی مثل تسبیح وغیرہ کے جو بدع دین سے ہیں پسند نہ فرماتے تھے اگر اوراد وادعیہ میں تعین تعداد کی ضرورت پیش آتی تو پتھر کے سیاہ کنکروں پر جو ندی کے بہتے پانی میں پائے جاتے ہیں طلب فرماکر اوراد پڑھتے اور بعد فراغت پانی میں ڈلوادیتے ۔ سماع کبھی سماعت نہ فرماتے اکثر اوقات نصف شب کے بعد لق دق جنگل کی طرف چلے جاتے اور صبح کی نماز تک وہاں مشغول بحق رہتے ۔ بجز حضرت شیخ علی کے کسی اور کو ہمراہ رکاب ہونے کی سعادت حاصل نہ ہوتی حضرت شیخ آپ کے محرم راز اور واقف اسرار تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ " دوستو اگر میں جناب عالی سیدناشاہ عبداللطیف لاابالی کو نہ پاتا اور آپ کے در فیض کی سترہ سال تک دربانی نہ کرتا تو یہ پیر سفید ریش مسلمان کہلانے کا مستحق نہ ہوتا اور اس دنیائے فانی سے بے ذوق ایمان گزر جاتا حق تعالے آپ کی ذات گرامی کے طفیل سے مجھے ایمان حقیقی کی دولت سرفراز کی ۔

یہ ہیچ مداں عاصی عرض کرتا ہے کہ اب تک آثار نگاہداشت حدود شرع روضہ منورہ حضرت لاابالی میں قائم و جاری ہیں یعنی تادم تحریر ہذا کوئی شخص حدود روضہ مبارک میں محفل سماع منعقد نہیں کرسکتا نہ دف نہ جلاجل بجاسکتا ہے ۔ ایام عرس میں بھی منہیات روا نہیں رکھے جاتے اگر احیانا کوئی ناواقف دف بجائے تو وہ درد شکم میں مبتلا ہوکر تڑپنے لگتا ہے اور جب تک باب الاسرار کے قفل کا پانی اس کو پلایا نہ جائے اسے کامل شفاء نہیں ہوتی چنانچہ ایک دفعہ ایک بزرگ زادے نے جو مجذوب وضع تھے عرس شریف کے دن آکر اس روز کے پورے مصارف اپنے ذمہ لئے بہت کھانا پکوایا اور خوب آرائش اور حد سے زیادہ روشنی کی ۔ اس کے علاوہ ارباب نشاط کو طلب کیا ۔ خادم درگاہ مسمی شیخ میراں نے جن کی عمر نود سال کی تھی ان کی خدمت میں گزارش کی

کہ اس ناچیز نے اپنی عمر کے اسی حصہ میں روضہ مبارک کے حدود میں کبھی رقص و سرور یا سماع ہوتے ہوئے نہ دیکھا لہذا خلاف معمول ایسی محفل منعقد کرنا حضور سیدالابدال کی ناراضگی کا موجب نہ ہو جائے اس بارے میں آپ پیش قدمی نہ فرمائیں تو مناسب ہے ۔ ان بزرگوار نے یہ نصیحت خاطر میں نہیں لائی بلکہ خادم درگاہ کو ناشائستہ الفاظ میں زجر وتوبیخ کی بہر حال لوازم سماع غیر شرعی مہیا ہوئے مغنی نے دو رویہ دف پر ہاتھ مارا ہی تھا کہ اس کے پیٹ میں درد شروع ہوگیا اور ماہی بے تاب کی طرح لوٹنے لگا ۔ وہ بزرگ زادہ بھی نا تجربہ کار تھے درد جگر میں مبتلا ہوگئے ۔ درد اتنا بڑھا کہ تحمل دشوار ہوگیا ۔ بالاخر ان کے ساتھی انہیں نہایت انکسار و تضرع کے ساتھ حضرت کے دروازہ پر لے گئے اور خادم درگاہ کو اپنا شفیع بنایا شیخ میراں نے ان کی تباہ حالت پر رحم کر کے روضہ منورہ کے دروازہ کے قفل کو پانی سے دھو کر وہ پانی پینے دیا ۔ بمجرد اس آب حیات کے پینے کے صحت کلی باقی محفل اور مغنی دونوں کو حاصل ہوگئی لیکن وہ کھانا اور روشنی وغیرہ بہ سبب ان کی گستاخی کے ناقابل اور ضائع گئی ۔

ہر کہ بافولاد بازو پنجہ کرد ساعد سمین خودرا رنجہ کرد

اسی لئے کہا گیا کہ

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں

بدز گستاخی کسوف آفتاب شد عزازیلے زجرئت روباب
بے ادب تنہانہ خودرا داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب
ہرچہ آید برتواز ظلمات و غم آں زبے باکی و گستاخیست ہم
ہر کہ گستاخی کند اندر طریق گردد اندر وادی حسرت غریق

نظارۂ وحدت:۔ یکرنگئی عالم توحید ویگانگئی مرتبہ وحدت الوجود کی جلوہ نمائی اس طرح وجود آنحضرت میں ظاہر ہوئی کہ معنئ حقیقت **ارنا حقائق الاشیاء کما ھی** آشکار و نمایاں ہوگئے جیسا کہ کہا گیا ہے

دوعالم نیست نقش صورت اوست چه جائے نقش صورت بلکہ خوداوست

مقام فنائے احدیت کا آپ پر استیلا و غلبہ تھا کہ ہر شئے میں آپ کا وجود جاری و ساری ہوگیا تھا اور اشیاء عین ذات ہوگئیں تھیں ۔ جس کے سبب حالت محویت و استغراق ہویت ذات باصفات میں اگر کوئی شخص آپ کے نشیمن بارگاہ صمدیت کے قریب لکڑی سے یا پتھر سے کسی جانور یا پرندہ پر ضرب لگاتا تو فوری اس مار کا نشان بعینہٖ آپ کے جسم مبارک پر نمودار ہو جاتا اور کبھی علامت ضرب اور آلہ ضرب کی آواز پشت ضارب پر نمایاں ہو جاتی اور اس وقت آپ فرماتے کہ مارنے والے اب تجھے مارنے کی قدر معلوم ہوئی

ہر اہل قال معنئ توحید کے کشود بنگر تو حال راکہ ہی وحدت الوجود

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے قرب وجوار میں ہندو لکڑہارا رہتا تھا اس کا آپ کے دولت خانہ کے سامنے سے گزر ہوا ۔ آپ باہر تشریف فرما تھے ۔ لکڑہارے نے بیل کو کوڑھا لگایا ۔ جس پر لکڑیاں لدی ہوئی تھیں ۔ معا حاضرین نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ زرد اور متغیر ہوگیا ۔ استفسار پر آپ نے کاندھے پر سے رداء مبارک نکالکر بتائی ۔ کوڑے کے جتنے ضرب ہیزم فروش نے اپنے بیل کو لگائے تھے وہ آپ کی پشت پر نمایاں تھے ۔ سب شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئے ۔ سبحان اللہ! کیا اعلیٰ مقام تھا کہ "**التوحید اسقاط الاضافات**" وجوداً حضرت سے ظاہر ہوئے اور عینیت حقیقی و محبت کا مشاہدہ ہوا جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں

دریکے گفتہ کہ ایں جملہ توئی می نہ گنجد درمیان ما توئی
ایں ہمہ آغاز تا آخر یکیست ہر کہ درد و بعد احوال مرد یکیست
تانہ زواز شکئے در تکگزری اے تواز گلزار وحدت برخوری

ہیزم فروش کے لئے ہدایت اسلام کا وقت آچکا تھا اس کیفیت کے مشاہدہ کے بعد مشرف باسلام ہوگیا ۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں اب تک آثار یکرنگئ توحید روضہ منورہ میں موجود و مشہور ہیں جن کی بناء پر کسی پرندے یا جانور کو پتھر یا لکڑی وغیرہ سے جو آلات ضرب ہوں مارا نہیں جاتا اگر کوئی ناواقف سہوا نادانستہ طور پر یہ عمل کرے تو اسکو اسی وقت سزا مل جاتی ہے اور بہت تکلیف پہونچتی ہے

من نہ دیدم درمیان کوئے او ہر در و دیوار الا روئے او
بو کہ گربر در زنم لیلی بود خاک گربرسر کنم لیلی بود
چوں ہمہ لیلے بود در کوئے او کوئے لیلی نیست ہم جز روئے او

رنگ طبیعت:۔ مزاج اقدس میں جمال اور جلال دونوں ایک ساتھ موجزن تھے لیکن چشم ظاہر میں تاا ٹم ظاہری صفت جلال کا بالفعل اور صفت جمال کا بالقوی تھا یعنی جلال جمال پر غالب تھا جیسا کہ کہا گیا ہے

تجلی گہ جمال و گہ جلال ست رخ و زلف ایں معانی رامثال ست
صفات حق تعالیٰ لطف و خیرست رخ و زلف تباں زاں دو ہمزاست

آمدم بر سر مقصود جب حجرہ مقدسہ کا دروازہ اشراق کے بعد کھولا جاتا تو اول نظر جلال ان پانی سے بھرے ہوئے گیارہ گھڑوں پر پڑتی جن کو آپ کا خادم دروازے کے سامنے رکھدیا کرتا تھا۔ یہ گھڑے تاب نظر جلال نہ لاکر یکے بعد دیگرے اس طرح ٹوٹ جاتے تھے کہ کوئی چیز ضرب بندوق سے پارہ پارہ ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد جمال جہاں آرا کا سب مشاہدہ کرتے اور آداب عقیدت و سجدہ ارادت بجالاتے ایک روز بقضائے الہی خادم نے سہوا بجائے گیارہ کے دس گھڑے قطار میں جماکر رکھے اور خود پیچھے کھڑا ہوکر حضرت کے مشاہدہ جمال کا منتظر تھا کے کب حجرہ منورہ کا دروازہ کھلتاہے اور کون تیر قہر جلال کانشانہ بنتاہے۔ بمصداق

اذانظر الله بالجمال طاب واذانظر علیه بالجلال ذاب

مشیت ایزدی سے تیر قہر جلال کمان سے اس طرح نکلی کے خود اس کانشانہ بن گیا اور اس کا سرانار کی طرح کھل گیا۔ آخر جاں بحق تسلیم ہوگئی۔

روشن شد جہاں زفروغ جمال شاں صد کوہ سرمہ گر دوازاوج جلال شاں
از قید ہست نیست بروں بردہ رخت خویش موصوف با صفات حق آمد کمال شاں

مولف بسند تحقیق عرض پرداز ہے کہ ابتک تاثیر جلال روضہ منورہ میں ایسی ہے کہ کسی کی یہ مجال نہیں کہ بے طہارت زیارت مزار اقدس کے لئے اندرون روضہ شریف جاسکے یا وہاں شب باشی کرے یا اندرون احاطہ روضہ جانوروں اور پرندوں کا شکار کرے یا غلیل سے مار کر تکلیف پہونچائے۔ اکثر دیکھا گیا کے

مارنے والے کو فوری درد شکم ہوگیا یا کوئی فوری مضرت پہونچی ۔

حکیم ابوالبرکات خان کا بیان ہے کہ ایک روز اپنے ایام طفولیت میں جب کہ میرا سکونتی مکان روضہ شریف کے بالکل قریب واقع تھا بافتضائے عمر کبوتروں کے بچوں کو پکڑنے کے لئے سر شام فرصت کا وقت پاکر میں روضہ شریف کے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر باہیبت وصولت تمام بجائے مزار انور بیٹھا ہوا ہے ۔ بجرد اس شیر کو دیکھنے کہ میں حواس باختہ ہوگیا ۔ ایسا معلوم ہوا کہ روح قلب سے پرواز ہوگئی پسینہ میں شرابور ہوکر لرزاں ترساں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا ۔ جب صحن روضہ تک پہونچا تو وہاں سے گھر کی جانب سرپٹ دوڑنا شروع کیا ۔ اور گھر پہنچ گیا ۔

عجب نیست بصورت اگراو شیر شود　　زاں جے فرزند عزیز اسد اللہ علیست

متاخرین میں ایک بزرگ مجذوب سالک تھے جن کا نام سید محمد بخاری اور عرف شاہ مسکین تھا حالت جذب سب پر عیاں تھی ۔ کرنول کے اکثر و بیشتر لوگ ان کے معتقد اور مرید تھے ۔ مذہب ملامتیہ کے مطابق ان سے حرکات سرزد ہوتی تھیں ۔ بزرگوں کے روضہ میں جاتے اور ان کی مزارات سے بے اعتدالی سے پیش آتے جو باطن میں عین ادب ہوتی چنانچہ کہا گیا ہے کہ **طرق العشق کلها** ادب لیکن کبھی حضرت عالی لاابالی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بے اعتدالی نہیں کی جب کبھی آتے تو دوسرے دروازے کے حدود تک آکر جو پہلے دروازہ کا صحن ہے واپس ہوجاتے اور کہتے کہ میاں یہاں شمشیر جلال برہنہ ہے اسکے بعد اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھ کر کہتے یہاں اگر حد سے بڑھو گے تو کان اور ناک کٹ جائیگی ۔

غرض تا حیات حدود ادب سے سر مو قدم باہر نہ رکھا اور کبھی روضہ شریف کے اندر داخل نہ ہوئے باقی کرنول میں کوئی ایسی جگہ نہ رہی جو بظاہر انہوں نے ترک ادب سے کام نہ لیا ہو اگرچہ وہ بھی حقیقت میں ادب طریقت تھا چنانچہ مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

نبض عاشق بے ادب ترمی جہد　　کیستین را درکف شہ می ہند
بے ادب ترنیست مدکس درجہاں　　با ادب تر نیست زدکس درجہاں

جاریہ عادت :۔ باوجود اس منزلت و مشیخت کے آپ کی عادت جاریہ یہ تھی کہ روزانہ بوقت نماز عصر اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوکر قمر نگر (کرنول) کے صحرا کی جانب تشریف لیجاتے اور کبھی سرراہ کسی تنہا جگہ پر

بیٹھ جاتے اور وہاں سے لوگوں کی آمد ورفت ملاحظہ فرماتے اگر کوئی بوڑھا بار بردار صحراء سے آتا ہوا نظر [illegible] کی کا پاؤں لکڑیوں کی وجہہ سے لڑکھڑانے لگتا تو ازراہ بندہ نوازی غریب پروری اس کی دستگیری کے لئے پہنچ جاتے اور اس کی پیٹھ پر کا بوجھ اپنی پشت پر لیکر اس کو سبکسار کردیتے اور کرنول کی آبادی تک پہنچا دیتے - اس کے بعد پھر واپس ہوجاتے اور اسی قسم کے موقع کے منتظر رہتے الغرض عنایات والطاف لطیفانہ سے تین چار آدمیوں کا اسی طرح بار ہلکا فرماتے اور قریب مغرب خانقاہ میں رونق افروز ہوکر شام کی نماز باجماعت ادا فرماتے لیکن کئی سال تک اس معاملہ کی کسی کو خبر نہ ہوئی اور کوئی آپ کے اس معمول سے واقف نہ ہوسکے

فروتنی ست دریں راہ نشان اہل کمال سوار راہ چو بمنزل رسد پیادہ شود

کشف و کرامت :- خوارق عادت وکمالات آں حضرت حد تحریر و انشا سے باہر ہیں مصنف کا یہ حوصلہ نہیں کہ انہیں تمام وکمال قید قلم میں لائے انشاء اللہ اگر وقت مہلت دے تو آپ کی روح طیبہ کی تائید سے ایک ملفوظ کبیر مرتب کرکے اس میں آپ کے چند مناقب تحریر کئے جائیں گے **بعون الملک الوہاب** یہاں مشتے نمونہ از خروارے بعض خوارق عادت درج کیجاتی ہیں -

ایک روز ایک ہندو بیراگی جو اپنے وقت کا بڑا مرتاض تھا آپ کی مہمان سرا میں حاضر ہوا - آپ کا یہ دستور العمل تھا کہ کوئی درویش یا مہمان آپ کی خانقاہ میں وارد ہوتا تو اس کو انعام ظاہری سے سرفراز فرماتے اور مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے اگر مہمان مسلمان ہوتا تو پکا ہوا کھانا مرحمت ہوتا اور اگر آنیوالا غیر مسلم ہوتا تو سوکھا برت عنایت ہوتا بہرحال بمصداق **اکرم الضیف ولو کان کافرا** اس بیراگی کو ایک روز کا برت عطا فرمایا لیکن وہ بیراگی دوسرے اور تیسرے دن بھی آیا اور آپ نے بدستور اس کو سوکھا برت عنایت کیا

ادیم زمین سفرہ عام اوست برایں خوان لغیماچہ دشمن چہ دوست

چوتھے روز بیراگی نے حاضر ہوکر گزارش کی کہ اس غلام نے کئی ممالک واقالیم کی سیاحت کی ہے لیکن آپ کی ذات والا صفات اور آپ کی ہمت شاہانہ کی مانند کوئی نظر نہیں آیا - میرے گرو نے بہت ریاضت اور تیس سال کے مجاہدہ کے بعد ایک عجیب و غریب کمیاب بلکہ نادر و نایاب کمان تیار کی ہے جو مجھ تک پہونچی ہے میں اس کمان کو صدق نیت اور خلوص کے ساتھ نذر گزران رہا ہوں تاکہ حضور کے کام آئے - گر قبول افتد زہے

غزو شرف

آپ نے بحکم مشرب لا ردو لا کد یہ کمان لے کر اس کی صفت دریافت کی ۔ بیراگی نے کہا اس کا ایک وصف اور کمال یہ ہے کہ جو شخص اس کمان سے تیر چلائے تو وہ تیر جہاں گرے وہاں کی تھوڑی سی مٹی کھودنے پر بحکم صانع اس جگہ سے دو ہزار روپیہ نقد برآمد ہوں گے اس پر قیاس کیا جائے کہ جتنے تیر پھینکے جائیں گے اسی قدر المضاعف مبلغ مطلوبہ حاصل ہوں گے یعنے اگر چار ہزار روپیہ مقصود ہوں تو دو تیر اگر دس ہزار منظور ہوں تو پانچ تیر چلانا کافی ہوگا ۔ حضرت سیدالابدال نے بیراگی سے اقرار واثق لیا کہ یہ کمان اس نے آپ کو بخلوص دل ہمیشہ کے لئے حوالہ کردی اور اب اس پر اس کا کسی قسم کا حق باقی نہیں رہا ۔ جب یہ اقرار مستحکم ہوگیا تو آپ نے کمان کی زہ قوت ولایت سے اس طرح کھینچی کہ کمان مذکور درمیان سے دو ٹکڑے ہوگئی ۔ بیراگی پیچ و تاب کھانے اور افسوس کرنے لگا کہ حیف اس کمان کا قدرداں یا اس کا صانع تھا یہ میرا گرو لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہوگیا ۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ایسی بے قدری کیجاتی تو اپنے پاس ہی رکھتا اور آپ کو نہ دیتا خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا لیکن اب میری کمان مجھے دیجئے ۔ آپ نے فرمایا کے اے بیراگی تو نے یہ کمان مجھے دیدی تھی ۔ میری ملک میرے ہاتھ سے ٹوٹ گئی تو اس سے تجھے کیا واسطہ ۔ بیراگی نے کہا کہ میں یہ کمان لیکر ہی رہوں گا ۔ الغرض اس نے ایک ہنگامہ برپا کردیا ۔ یہاں تک کہ کامل ایک گھنٹہ تک یہ گفتگو جاری رہی ۔ بہت تکرار کے بعد طبع عالی لاابالی پر آثار جلال نمودار ہوئے اور بالاخر زبان فیض ترجمان سے بیراگی سے یوں مخاطب ہوئے کہ اے بیراگی تجھے تیری کمان چاہئیے یا اس سے بہتر ۔ تیری کمان تو صرف دو ہزار کی تھی اگر تو چاہے تو چار ہزار، دس ہزار، پچاس ہزار، بلکہ ایک لاکھ کی کمان تک تجھے مل سکتی ہے ۔ بیراگی نے کہا کہ حد سے زیادہ مبالغہ مناسب نہیں میری کمان مجھے مل جائے تو کافی ہے وہی عطا فرمادیجئے ۔ حضرت لاابالی نے تبسم فرمایا اور ایک کاغذ کے ٹکڑے پر (من عبد اللطیف) لکھکر اس کو یاد اور ارشاد فرمایا کہ اے فلاں تو جس جگہ اور جس صحرا کو جانا پسند کرے جاسکتا ہے تیرے لئے شش جہت میں کوئی سمت میں مقرر نہیں کرتا لیکن جہاں بھی بڑا گول پتھر آئے اس کو یہ تحریر دکھا اور قدرت کا تماشہ دیکھ کہ پردہ عدم سے کیا راز آشکار ہوتا ہے ۔ بیراگی کاغذ کا پرچہ لے کر جنگل کا رخ کیا اور جو مقام اسکے پسند خاطر ہوا وہاں بڑا گول پتھر پاکر حسب حکم جلیل القدر اس کو یہ کاغذ دکھایا ۔ بمجرد کاغذ مذکور بتانے کے وہ پتھر شق ہوگیا اور اس میں ایک بڑا دروازہ پیدا ہوا ۔ اس دروازے سے دو اشخاص عرب کی شکل و صورت والے باہر نکلے اور بیراگی کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے ۔ بیراگی کا بیان ہے کہ

میرے سرپشت میں ایسے کارخانہ جات غیبی نظر نہ آئے ہوں گے جس طرف میں نے نظر کی عجیب سماں دیکھا ہوش اڑ گئے - ان دو اشخاص نے جو اس کام پر متعین کئے گئے تھے مجھ سے کہا کہ ہر جانب سے نظر بند کر لوں کہ میرے لئے صرف یہ حکم ملا ہے کہ کمان خانہ غیبی میں لے جاکر مجھے کمان بتائے جائیں اور جو کمان پسند آئے وہ مجھے دیدی جائے اس کے بعد ان دو اشخاص میں سے ایک نے ایک کمان لاکر سامنے رکھی اور کہا کہ یہ کمان دو ہزار کی ہے دوسرے نے دوسری کمان لائی اور کہا کہ یہ چار ہزار کی ہے اس کے بعد پہلے شخص نے ایک اور کمان لائی اور کہا کہ یہ دس ہزار کی ہے مختصر یہ کہ ان دو غیبی موکلوں نے دس ہزار سے لیکر ایک لاکھ تک کی کمان لاکر بیراگی کے سامنے رکھی اور کہا کہ اس سے زیادہ کی کمان کا تیرے لئے حضرت لاابالی کا حکم نہیں ہے - پس ان کمانوں میں سے تجھے جو کمان پسند آئے لے لے اس کی تجھے مطلق اجازت ہے - اس مشاہدہ کے بعد بیراگی کی ہدایت کا وقت آگیا - ان اسرار باطن کے معائنہ سے اس کا باطن منور ہوگیا اور یقین ہوگیا کہ حضرت کے جدامجد کا دین برحق ہے - اسلام کی طرف بہ دل راغب ہوکر کہنے لگا کہ تم مجھے جہاں سے لائے تھے وہیں پہونچادو - میں مشرف باسلام ہوکر بقیہ عمر مظہر آثار غیبی و مخزن انوار لاریبی لاابالی کی خدمت میں بسر کروں اور آپ سے مستفید و بہرہ ور ہوں - مکرر دونوں مردان غیب نے کہا تجھے خوف و ہراس کرنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے ان کمانوں میں سے جو کمان چاہے اٹھالے تجھے کوئی نقصان و مضرت نہ پہونچے گی - بیراگی نے کہا کہ تم کو اس سے کیا میری کمان مجھے پہونچ گئی - مجھے اپنے مقام پر پہونچادو - حاصل کلام یہ کہ بہت گفتگو کے بعد ان دو اعوان غیبی نے حسب استدعا اس بیراگی کو باہر لایا - جب حد سے باہر ہوا تو دیکھا کہ وہی پتھر ہے جو پہلے تھا - بہرحال ہدایت کا وقت آچکا تھا - پختہ اعتقاد اور صدق ارادت کے ساتھ بارگاہ لاابالی میں حاضر ہوا اور اپنی تمام عمر مثل خادم گزاردی سرارادت و نیاز زینہ عقیدت پر رکھ کر آپ کی بارگاہ فیض مآب میں حاضر رہ کر مقرب ہوگیا

یهدی الله بنورہ من یشاء

او کمانش نہ شکست بلکہ گمانش بشکست
آرے آرے چہ قدر کفر ہنائش بشکست
ایں بود معنی ہادی و فقرآں گویند
ورنہ کفریست کہ ہرگز نہ توانش بشکست

یعنے آپ نے کمان نہیں توڑی بلکہ اس کا گمان یعنے عقیدہ باطل کو توڑدیا - ہاں ہاں اس کے سارے

پوشیدہ کفر کو توڑدیا ۔ یہی ہادی کے معنے ہیں جس کو فقیروں نے بتایا ورنہ کفر ایسا ہوتا ہے کہ اس کو توڑا نہیں جاسکتا ۔

ایک اور کرامت سنئے :۔ آپ کے پاس ایک ایسی انگوٹھی تھی جس کو مہر سلیمانی کہا جائے تو بے جا نہیں یہ انگوٹھی ہمیشہ آپ کے دست حق پرست میں رہا کرتی تھی ۔ چالیس موکل اس کے تابع تھے لیکن کسی وقت آپ نے ان کو یاد نہ فرمایا اور نہ انہیں طلب کرنے کا موقع آیا ۔ اتفاق سے ایک دن چند درویش مسافر سیاح آپ کے مہمان سرا میں وارد ہوئے ایک روایت کے مطابق یہ چالیس فقراء تھے ان کی مہمان نوازی اور ضیافت کے لئے کوئی چیز موجود نہ تھی ۔ آپ کے دل میں یہ بات آئی کے اتنی مدت سے یہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہیں اور موکل اس کے تابع ہیں لیکن انہیں طلب کرکے کسی چیز کی زحمت نہیں دی گئی ۔ آج ان سے کام لینا چاہئیے چنانچہ آپ نے ان اعوان کو طلب کیا جو فورا حاضر خدمت ہوگئے ۔ حضرت نے فرمایا کہ آج چند فقراء مسافر اور سیاح فقیر کے مہمان ہوئے ہیں اگر کوئی چیز ان کیلئے وجہ حلال سے لائی جائے تو مناسب ہے ۔ اعوان نے عرض کیا کہ شاہا ہم مدت سے حضور کے احکام کے منتظر تھے ۔ آج ہماری سرفرازی کا وقت آیا انشاء اللہ بہت جلد لوازم مہمان نوازی لیکر حاضر ہوں گے ۔ غرض حضرت سے اجازت حاصل کرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں کھانے سے بھرے ہوئے جھولے لیکر حاضر ہوگئے ۔ جن میں ہرن کے گوشت کے سموسے تھے اور عرض کیا کہ چونکہ وجہ حلال سے مہمان نوازی کا حکم ہوا تھا ہم فقیروں کی صورت میں فلاں اقلیم کے بادشاہ کے دروازہ پر دریوزہ گری کی اس کا یہ معمول ہے کہ ہر وقت چالیس خوان ہرن کے گوشت کے سموسوں کے اس کے پاس موجود رہتے ہیں جب ہم اس بادشاہ مجازی کے دروازہ پر گداگروں کی صورت میں پہنچے تو اس نے ہم سے ہر ایک کو ایک خوان عطا کیا ۔ حضرت عالی لاابالی نے یہ سنکر تحسین وآفریں کی اور یہ سموسے ان مسافروں اور سیاحوں کو عطا فرمائے اس کے بعد یہ انگوٹھی اپنے ہاتھ سے نکال کر اس باولی میں جس کے کنارے پر آپ تشریف فرما تھے ڈال دی ۔ اور فرمایا کہ فقیر کے لئے خدا سے غفلت کی یہہ وجہ ہے درویش پر لازم ہے کہ بجز خدا کے کسی اور سے سروکار نہ رکھے یعنے بجز خدا کے کسی اور پر بھروسہ مناسب نہیں ۔ **و من یتوکل علے اللہ فھو حسبہ ۔**

اللہ اللہ ایں چہ ہمت اعلی ست	صد چند زہمت سلیمان بالاست
آں انگشتری از آب بحسبت ومی خواست	ایں انگشتری را آب حالا انداخت

یہ مضمون ایک ترانہ میں اس طرح نظم کیا گیا ہے

از غیر خدا والا تامل ایں ست — و زعین حقیقت است توسل ایں ست
ہمت چہ بود فنائے مطلق میداں — فقر ایں بود خاص تو کل ایں ست

دیگر کرامت :- ماہ صیام میں ایک دن آپ نے ایک خادم کو ایک روپیہ دے کر فرمایا کہ قمرنگر عرف کرنول جاکر شیرنی خرید کرلا کہ فقیر اسی سے افطار کرے گا ۔ خادم علی پور سے کرنول کو جو تین کوس کے فاصلہ پر تھا ۔ جاکر مٹھائی خریدی لیکن بہ سبب مسافت یا روزہ کی تکان کے باعث سوگیا جس وقت آنکھ کھلی تو آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا ۔ مجبورا حضرت شیخ علی کی خدمت میں حاضر ہوکر جو حضرت لاابالی کے خلفائے کاملین میں سے تھے اور اس شہر میں سکونت پذیر تھے صورت حال بیان کی اور کہا کہ اب جبکہ افطار کا وقت قریب آچکا ہے کس طرح میں یہ شیرینی بروقت حضرت کی خدمت میں پیش کرسکوں گا اور بہایت آہ وزاری شروع کی ۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے فلاں اس طرح جزع فزع نہ کر انشاء اللہ القادر وقت پر تو حضرت کی بارگاہ میں پہونچ جائے گا ۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے اس کو بیرون شہر پناہ ندی کے نزدیک کھڑا ہو کر فرمایا کہ وہ آنکھ بند کرلے اور سر حق کا معاینہ کرے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ۔ اس شخص کا بیان ہے کہ حسب الحکم میں نے آنکھ بند کرلی ۔ اور پھر حضرت شیخ نے مجھے پانی میں ایک غوطہ دیا اور فرمایا کہ آنکھ کھول ۔ جب میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت لاابالی کے در پر کھڑا ہوں ۔ جس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ۔ جب میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر آپ نے عتاب سے فرمایا کہ شیخ علی لوہار خانے میں سوئیوں کا بیوپار کرتا ہے خیر کیا مضائقہ ۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس وقت آپ تجدید وضو فرما رہے تھے ۔ اور ایک درویش آپ کے دست مبارک پر پانی ڈال رہا تھا ۔ ہاتھ دھونے کے بعد انتہائی غصہ کی حالت میں آپ محل مبارک میں تشریف لے گئے ۔ اور اس وقت یہ جملہ فرمایا ۔ اسی وقت حضرت شیخ کی ولایت سلب ہوگئی ۔ اور جب اس کی وجہ معلوم ہوئی تو شیخ لرزاں ترساں ، خوفزدہ اور غمگین حالت میں اندھیری رات میں پاپیادہ ہاتھ میں عصا لے کر افتاں خیزاں مسافت بعید طے کر کے آنحضرت کی دولت سرا پر پہونچے اور صبح ہونے تک گریہ وزاری کرتے رہے گویا اپنی زبان حال سے یہ عرض کر رہے تھے کہ

اے شہنشاہ جرم مارا درگذار — ماگنہ گاریم تو آمرزگار

صبح ہونے کے بعد بعض مخدرات عالیہ کی سفارش پر بالخصوص حضرت شاہ محی الدین ثانی کی مادر مشفقہ صاحب بی بی صاحبہ زاد اللہ تعالیٰ شرفہا کی شفاعت سے حضرت شیخ بحر عمیم لطف لطیف کے ساحل مراد عفو و عنایت پر پہونچے اور اس شعر کا مضمون آپ کے مطابق حال ہوا۔

ہر کس بدرگاہ تو آید بہ نیاز　　　　محردم زدرگاہ تو کے گردد باز

ایک ملفوظ قدیم میں یہ نظر آیا کہ اس روز رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ تھی اور ایک صاحبزادہ کا اس دن پہلا روزہ تھا دوسری روایت میں یہ درج ہے کہ اس روز ماہ صیام کی بیس تاریخ تھی اور حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کا عرس شریف تھا۔ غرض وہ شیرینی آپ نے رد کردی۔ اور ارشاد فرمایا کہ ان حلووں سے بوئے کشف و کرامت آتی ہے کھانے کے قابل نہیں ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیخ علی کو میں نے جن اسرار حق کی تلقین کی تھی وہ من وجہ اللہ تھی نہ کہ برائے اظہار کشف و کرامت اس نے کشف دریا سے کام لیا جس سے اس کی تنگ ظرفی ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا یہ قابل مظروف یعنے معلومات نہیں ہے۔

مولف عاصی سراپا معاصی وابستہ درگاہ آسماں جاہی عرض پرداز ہے کہ آنحضرت کی ذات ستودہ صفات کے فضائل و خوارق عادات اور کمالات باہرہ حد تحریر سے باہر ہیں سمندر مشک فام، قلم ارادت کہاں تک ان کو ضبط تحریر میں لاسکتا ہے۔ صحیفہ جہاں میں اتنی وسعت کہاں کہ مناقب عالی لاابالی اس میں سما سکیں ہنوز باب ولایت آنحضرت کشادہ ہے اور آپ کے تصرفات زندوں کے تصرفات کے مانند قایم و جاری ہیں چنانچہ ایک بزرگ شاہ اسد اللہ صاحب جو شاہ چندن حسینی کی اولاد سے تھے اور طریقہ چشتیہ کے ایک بزرگ عالم تھے اس حقیر کے عم مکرم سے بیان کیا کہ ایک رات یا ایک دو گھڑی گذرے تھے کہ ایک مرید صادق العقیدت نے پھول کے ہار بطور تحفہ لاکر پیش کیا۔ فقیر نے چاہا کہ اس کو حضرت سید الابدال لاابالی کی جناب میں پیش کرے لہذا روضہ منورہ پر آیا لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ درگاہ عالی کا دروازہ مقفل ہے لہذا مجاور کے گھر گیا معلوم ہوا کہ وہ کسی کی شادی میں گیا ہوا ہے اور دروازہ شریف کی کنجی اس کے ہاتھ ہے مجبوراً ارادہ کیا کہ دروازے کے قفل کے پاس ہی نیاز بجالاؤں۔ یہ ارادہ قریب الواقع تھا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت ولی کامل ہیں اگر ہماری نیاز آپ کو مقبول ہے تو قفل خود بخود کھل جائے گا ورنہ نہیں۔ بمجرد میرا ہاتھ قفل لگنے کے قفل کھل گیا لیکن اتنی ہیبت حق فقیر کے دل پر مستولی ہوئی کہ پسینہ پسینہ ہوکر بے خود ہوگیا جب ہوش و حواس بجا ہوئے تو نیاز بجالایا اور وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ معمر قدیم بزرگوں سے یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ کوئی شخص

اندرون روضہ کہ جائے تنگ ہے ہنیں جاتاہے اور یہ فقیر بھی تا حال درگاہ شریف کے اندر پاس ادب سے نہ جاکر روضہ منورہ کے باہرہی سے آداب ارادت بجالاتاہے اور اس شعر پر ناز کرتاہے

چوں کلید قفل دلہاد اشتن قفل ایں دررا کجانہ گذاشتن

زمانہ متاخرین میں ایک درویش صفاکیش معصوم شاہ نامی سالک مجذوب شاہ موسی کے گروہ درویشوں میں تھے اور بلدہ قمرنگر میں رہتے تھے ۔ مسکین شاہ مجذوب سالک اور یہ دونوں ہمعصر تھے ایک دن ان دونوں کی ملاقات ہوئی مسکین شاہ نے کہا اے معصوم بالاخر ہماراگھراندرون شہر ہوگااور تو فصیل کے باہر رہے گا ۔ معصوم شاہ نے کہا مسکین تو غلط کہتاہے تجھے معلوم ہنیں کہ اس آبادی کے مالک باطن میں جناب شاہ عبداللطیف ہیں اور مجھے آں جناب سے اندرون بلدہ قبر کی جگہ مل چکی ہے اب دوسرے کے لئے قبر کی گنجائش ہنیں ۔ ان شاء اللہ ہم شہر میں رہیں گے اور تو بیرون حصار فی الواقع اسی طرح ظہور میں آیا ۔ حضرت معصوم شاہ اندرون شہر آرام فرمارہے ہیں اور مسکین شاہ بیرون بلدہ مدفون ہوئے ۔ رحمۃ اللہ علیہما

حکیم ابوالبرکات خاں کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا ۔ آدھی رات گذری تھی کہ یکایک ایک دولھے کی شب گشت کی سواری میرے مکان کے پیچھے سے گذری نوبت وغیرہ بجنے کی آواز سے میں بیدار ہوا ۔ دیکھا کہ بہت آتش بازی جلائی جارہی ہے اور اکثر جلی ہوئی ہوائیں روضۂ منورہ میں گریں اقتضائے عمر کے مطابق میں نے چاہا کہ چونکہ علی الصباح روضہ کے لوگ ان کو لے لینگے مناسب یہ ہیکہ اسی وقت گھر کی چھت سے روضہ شریف کی دیوار پر ہوجائیں لہذا اٹھکر اپنے مکان کی چھت پر چڑھا جب روضہ کو دیکھاتو معلوم ہوا کہ ایک بڑا لشکر روضہ کے صحن اول میں اترا ہے ۔ چنانچہ چوپایہ ہاتھی قدم و حشم سب اپنی جگہ ہیں اور رات بھی روشن ہے یعنی چاند چمک رہاہے اور تمام صحن اسکی روشنی سے منور ہے حالانکہ چاند کے دن ہنیں تھے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ دونوں معاملے عجیب نظر آئے یعنے پہلے تو یہ اندھیری رات ہے اور آسماں پر چاند چمک رہاہے دوسرے کبھی درگاہ میں کوئی لشکر ہنیں اترا یہ خلاف معمول کیسے ہوا دل میں بھی یہ بات آئی کہ دوسرا دروازہ جو دروازہ اول کے بعد ہے بہت چھوٹاہے کوئی گھوڑا وغیرہ اندر داخل ہنیں ہوسکتا یہ تمام اسباب عظیم کس طرح اندر آسکے ۔ کچھ دیر متحیر اور متفکر رہااور پھر روضہ کے اندر جانے کاارادہ ترک کرکے پلٹ گیا بقیہ شب تردد میں رہا جب صبح ہوئی تو رات کا حال دریافت کرنے کے لئے روضہ منورہ میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہاں کسی گھوڑے یا اونٹ یا فوجی لوگوں کے آثار موجود، ونمایاں ہنیں ہیں اور بدستور قدیم فضائے صحن روضہ پاک و صاف ہے

مجاور درگاہ شریف کے پاس گیا اور اس واقعہ کو بیان کیا۔ شیخ میراں جاروب کش نے کہا کہ اے ابوالبرکات یہ دوستان خدا کے اسرار ہیں۔ اس میں دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ اس خصوص میں مولانا نے مثنوی شریف میں حکیم سنائی کی ابیات کی شرح اس طرح بیان فرمائی ہے۔

ابیات

بشنو از قول سنائی در رموز معنی تا واقف آئی بر کنوز
گرتو بکشائی ز باطن دیدہ ذو دیابی سرمہ بگزیدہ
آسماں ہاست در ولایت جاں کار فرمائے سماں جہاں
غیب را ابرو آبے دیگر ست آسماں و آفتابے دیگر است
ہمچنیں در غیب انواع ست ایں در زبان سود و در رنج و غمی
ایں دم ابدال باشدزاں بہار دردل و جاں رویدازدے سبزہ زار
ہمچنیں سرمہ و بادہ آفتاب برتفاوت داں و سر رشتہ بیاب
قول پیغمبر شنوائے جان من دورکن از خویشتن ابکارزن
آں کہ جامد بود خود واقف نہ شد وائے آں جانے کہ اوعارف نہ شد

بصحت صحیحہ یہ روایت پہنچی ہے کہ بیت المال سے کسی خادم روضہ نے ٹوٹے ہوئے مینار کی تعمیر کی کچھ عرصہ نہ گذرا کہ اس مینار پر کڑک کے ساتھ بجلی گری اور یہ مینار منہدم ہوگئی اور بجلی اس طرف کی دیوار کوشق کرتے ہوئے اندرون روضہ چند بار مزار مقدس کے اطراف چکر لگاکر دروازے میں سوراخ کرتی ہوئی نیچے سے باہر نکل گئی لیکن غلاف شریف کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ چنانچہ اس بارے میں مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

آتش ابراہیم رادندان نہ زد چوں گزیدہ حق بودچونش گذد
ز آتش شہوت نہ سوزد اہل دیں طاغیاں را بردہ تا خار زمن

عابد خاں جس کا تعلق قوم افغان سے تھا اس واقعہ کی تعبیر میں یہ کہتا ہے کہ اس سال سرحد کرنول میں بڑا قحط پڑا۔ اکثر لوگ ہلاک ہوگئے اور ہر طرف فساد ظاہر ہوا اور اب تک قہر لطیف کی آگ سرد نہ ہوئی۔ الہی

بخیریت جمال آنحضرت ہمارا خاتمہ بخیر کر

الحمد الله علي نعمائه واكرامه واحسانه جعل الاولياء نوابا لا حكامه واياته وبوابا لا ثار كمال ذاته و صفاته والحق يرجع الى مكانه

تکمیل سنت :۔ قمرنگر (کرنول) میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے بعد بھی زمانہ دراز تک حضرت سیدالابدال نے رشتہ ازدواج میں خود کو منسلک کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا تاآں کہ بعض عقید تمنداں اور مصاحباں ذی جرأت نے جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور جن کے شامل حال آپ کی عنایات تھیں گزارش کی کہ **الحمد لله والمنه** ہم خادموں اور غلاموں کو حضرت کے قدوم فیض لزوم سے شرف اندوز ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے نعمت دینی سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملا لیکن ہماری آرزو ہے کہ اسی طرح ہماری ذریت اور اولاد بھی آنحضرت کے صاحبزادوں کی دولت تلقین وارشاد سے مستفید ہو ۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ حضرت اپنے جدامجد کی سنت کو عملی جامہ پہنائیں ۔آپ نے بہت تامل کے بعد فرمایا **اذاارادالله شيئا فهيا اسبابه** یعنی جب خدا کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب بھی فراہم کردیتا ہے ۔ فقیر بغیر امر الہی کے کچھ نہیں کرسکتا ۔ انتظار کرو اور دیکھو کہ قدرت سے کیا اسباب پیدا ہوتے ہیں اور کیا صورت بنتی ہے ۔ جس وقت حکم الہی ہوگا اسی وقت حسب مشیت الہی جو چیز ہونے والی ہے ظہور میں آنے گی ۔زبان حق ترجمان سے یہ سننے کے بعد پھر کسی کو جرأت نہ ہوسکی وہ دوبارہ اس خصوص میں کوئی حرف زبان پر لائے ۔ اس کے بعد ایک طویل عرصہ گزر گیا لیکن آپ مجرد ہی رہے کہا جاتا ہے کہ بیس سال تک آپ بحالت تجرد زندگی بسر کی ۔ ایک روز آپ نے خود بخود حسب مدعائے معتقدین جو زبان فیض ترجمان کی جنبش کے منتظر اور خدمت میں حاضر تھے ۔ فرمایا کہ لوگو! بفضل الہی و بہ کرم غیبی آج یہ حکم الہی صادر ہوا ہے کہ بیک وقت ممکن ہوسکے تو دو عقد مناکحت کئے جائیں اگر بعون و عنایت حق تعالی ممکن ہوا تو جد بزرگوار کی سنت کی تکمیل ہوسکتی ہے ۔ مریدین و معتقدین کی جو اس خوشخبری کے منتظر تھے خوشی کی انتہا نہ رہی انہوں نے رشتہ تجویز کرکے خدمت عالی میں گزارش کی کہ حسب ارشاد دو پیام تیار ہیں ۔ایک صاحبزادی حضرت شاہ حمزہ حسینی کی ہیں ۔ جو اس وقت کے مشائخ اعظم شمار ہوتے تھے ۔ اور دوسری ایک امیر کبیر کی صاحبزادی ہیں اور یہ دونوں رضامند ہیں لہذا لوازم شادی کے لئے جو ارشاد ہو وہ شایان تکمیل ہوگا ۔ حضرت سید الابدال لاابالی نے

ایک مرید صادق الاعتقاد سے اور ایک روایت کے مطابق حضرت شیخ علی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو لوازم شادی تمہارے گھر میں رائج ہیں وہ عمل میں لائے جائیں ان شاءاللہ ہماری اولاد میں بھی یہی رسوم عقد کے دن رواج پائیں گے ۔ مولف عاصی کہتا ہے کہ واقعی تادم تحریر ہذا یہی مراسم خاندان عالی میں معمول و رائج ہیں۔؎

غرض حضرت سیدالابدال نے بیک وقت ان دونوں ماہتاب عصمت و عفت کو جائے عقد میں لایا اور دونوں کو اپنے گھر لے آئے ہر دو مسمات عالیہ میں ایسی موافقت تھی کہ ایک روح دو قالب کہ ایک کی اولاد کی پرورش دوسری کرتی ہیں ۔

صاحبزادوں کی ولادت:۔ ایک ماہ کے بطن سے دو ستارے فلک سیارہ اور دوسرے شکم صدف شیم سے تین گوہر آبدار جلوہ افروز زمین و زماں رونق بخش جہاں ہوئے ۔ ان شاء اللہ ہر ایک صاحبزادہ کا ذکر ان کے لطیفہ میں سپرد قرطاس ہوگا ۔

اگرچہ بہت صاحبزادے ان دو صدفین مرج البحرین سے پیدا ہوئے لیکن جب کوئی صاحبزادے کی ولادت ہوتی حضرت سیدالابدال کا یہ معمول تھا کہ مقام ولادت پر تشریف لاتے اور صاحبزادے کے کان میں اذان و اقامت کے بجائے ھذا میت فرماتے یعنی یہ مردہ ہے بمجرد اس کلام کے صاحبزادہ جان بحق تسلیم ہوجاتا اور "**ھذا میت**" کا ظہور ہوجاتا ۔ چند سال اسی انداز سے گزرے ۔ بعض مرید و معتقدین نے جو مقبول بارگاہ تھے گزارش کی یہ کیا راز سربستہ ہے معلوم ہنیں ۔ حضرت سیدالابدال عالی لاابالی نے ارشاد فرمایا کہ محبوب حقیقی سے ہمارا یہ معاہدہ ہوا ہے کہ جو لڑکا ہمارے مانند ہو وہی زندہ رہے اور جو ایسا نہ ہو پردہ پوش ہوجائے اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی سے ہمارا یہ عہد ہے کہ جو فرزند صاحب حیات و مرتبہ ولایت ہوگا وہی باقی و زندہ رہے گا اور جو صاحب عمر و معرفت نہو گا وہ ایام صغر سنی ہی میں فوت ہو جائے گا تاکہ موجب ملال خاطر نہو ۔

؎ اس مقام پر حضرت مولانا سید شاہ وحید القادری الموسوی عارف نے حاشیہ پر بہار شریعت سے یہ فتوی نقل فرمایا ہے
"رسوم کی بنا پر یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب سنت یا مستحب ہیں لہذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کو حرام یا ناجائز نہیں کہہ سکتے ۔ کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ۔مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کیجاسکتی ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہو ۔ دولھا دلہن کو بٹانا مانائیوں بٹھانا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے ڈال بری کی رسم کے کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز اور خالص پھولوں کا سہرا جائز بلا وجہ ممنوع نہیں کہا جاسکتا ۔ ولیمہ سنت ہے یہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ولیمہ کرو خویش و اقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ (بہار شریعت مختصراً صفحہ ۹۴-۹۵-۹۶)

جب یہ پانچ صاحبزادگان بلند اقبال اوج آسمان ولایت سے زیر بروج حمل برآمد ہوئے اور جہان تاریک کو اپنے نور عارض سے منور کیا تو حضرت سید الابدال عالی ذات خود تشریف لاکر سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہتے اور یہ فرماتے کہ یہ میرا لڑکا فلاں وقت میں فلاں مرتبہ اور مقام ولایت کو حاصل کرے گا چنانچہ چاروں صاحبزادوں کے بارے میں آپ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی اس کا اسی طرح ظہور ہوا۔ جب نوبت پانچویں فرزند کی آئی تو ان کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہ میرا لڑکا سید عیسیٰ اٹھارہ سال کی عمر میں مرتبہ شہادت حاصل کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کی شہادت کا ذکر بر محل لطیفہ ششم متعلقہ لطیفہ میں قلم بند کیا جائے گا یہاں یہ لکھدینا کافی ہے کہ جو کچھ حضرت نے ان صاحبزادوں کے مدارج عالی کے متعلق ارشاد فرمایا تھا اس کا ظہور ہوا اور ہر صاحبزادے اپنے وقت کے ماہتاب طریقت و آفتاب حقیقت ہوئے۔ مقصود کلام حضرت شاہ عبداللہ صاحب و حضرت شاہ عیسیٰ صاحب ایک مادری برادر تھے جو حضرت شاہ حمزہ حسینی صاحب کی صاحبزادی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور حضرت شاہ موسیٰ صاحب کلاں اور حضرت شاہ محی الدین ثانی اور حضرت شاہ طاہر ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم و نور اللہ تعالیٰ مضجعھم برادران یک مادری محل ثانی کے بطن سے تھے ان تینوں صاحبزادوں کی والدہ امیر کبیر وقت کی صاحبزادی تھیں۔ دوسری روایت کے بموجب شاہ عبداللہ صاحب و شاہ محی الدین ثانی اور شاہ طاہر قادری ایک ماں کے بطن سے اور سید شاہ موسیٰ قادری اور سید شاہ عیسیٰ قادری ایک والدہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ان حضرات خمسہ طیبہ نے اپنے والد ماجد کے فیض محبت سے بہت استفادہ کیا آپ کے وصال تک چار صاحبزادے سن تمیز کو پہنچ کر آپ کے زیر سایہ دامن عاطفت رہے اور جیسا کہ گزر چکا ہے۔ پانچویں صاحبزادے نے اٹھارہ سال ہی کی عمر میں جام شہادت نوش کیا۔

غیبی بشارت:۔ روایت ہے کہ ایک روز سید الابدال قمر نگر (کرنول) کے ایک رونق فزاء اور ہوادار مقام پر تشریف فرما تھے اور آپ کے دو صاحبزادگان۔ سید شاہ عبداللہ اور سید شاہ موسیٰ۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما آپ کے سیدھے اور بائیں حاضر تھے یہ دونوں خورد سال تھے اس اثنا میں ایک عقیدت مند نے دو اشرفی اور دو روپے بطور نذر خدمت عالی میں پیش کئے صاحبزادوں نے باقتضائے خورد سالی ایک اشرفی اور ایک روپیہ لے لیا۔ حضرت نے یہ حال ملاحظہ فرمایا لیکن قمرین منورین کو کچھ ارشاد نہ فرمایا اور دولت خانہ سے باہر نکل دریائے ہندری کا رخ کیا جو متصل شہر واقع ہے اور کامل نوروز تک اس دریا کی ریت میں سینے تک غرق رہ کر بہایت تضرع وزاری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ بارالہ میں نے از خود عقد کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

تیرے حکم اور فرمان پر میں نے عمل کیا اور یہ بچے عالم وجود میں آئے۔ ابھی یہ خورد سال ہیں ان پر حرص اتنی غالب ہے جب یہ بڑے ہوں گے تو ان کی حرص و آز کا کیا عالم ہوگا؟ اور یہ کیا درویشی کریں گے۔ نہ جانے نوروز کے بعد منجانب حق سبحانہ تعالی کیا الہام ہوا اور بشارت ملی کہ حضرت سیدالابدال رونق افروز بلدہ اور یہ خوشخبری دی کہ

آنانکہ برگزیدہ درگاہ خالق اند

آں از ازل جواہر مقبول لایق اند

در دام حرص و آز گرفتار کے شوند

ایشاں بنفس خویش بصدرنج شایق اند

یعنے الہام حق، مقرب حق کو ہوا کہ اے رازدار کنہ ہویت خاطر جمع رہ کہ تیرے سب بچے اپنے وقت میں مانند آفتاب زمین و زماں ہوں گے۔ ان کا کوئی نظیر نہ ہوگا۔ فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ ہر ایک بدر آسمان ولایت ہوا۔ غرض جب یہ الہام مسرت انجام محبوب حقیقی کی جانب سے سیدالابدال کی سمع ہمایونی میں پہنچا تو حضرت لاابالی نے وہاب مطلق سے عہد واثق حاصل کر کے مکرر رونق بخش بلدہ ہوئے

آنچہ محبوب از محب درخواستہ — بے گماں مطلوب و بے پیر استہ

بلکہ مختار خداوندی خویش — کرد او محبوب خود راپیش پیش

کہ محبیت بہ محبوبی رسید — خود فنا گشت و بایں خوبی رسید

جو الہام برحق ملہم غیبی سے ہوا تھا اس کے مطابق حالات شرف صدور ہوئے اور تھوڑے ہی زمانہ میں بلاکم و کاست وہی معاملہ جلوہ ظہور میں آیا۔ ان شاءاللہ تعالی آنحضرت کے ارشادات ان کے لطائف میں تحریر کئے جائیں گے۔

تقسیم وراثت:۔ حضرت سیدالابدال نے اپنے وصال سے پیشتر اپنے متروکات سے ہر صاحبزادے کو ایک چیز بہ طریق اجازت معنوی عنایت فرمائی اور اس کے کچھ دنوں بعد اس دارفانی سے سرائے جاودانی کا رخ فرمایا

ہے سند صحیح روایت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے فرزند سید شاہ عبداللہ کو جو آپ کے جانشین تھے اپنے سر کا تاج عنایت فرمایا - ایک اور روایت کے بموجب ایک کشتی عطا فرمائی جس کو حضرت خضر نے حضرت سیدالابدال کی خدمت میں پیش کی تھی - اس کشتی کا یہ تصرف تھا کہ جس وقت کھانا کم ہوتا تو حضرت اپنی ردائے خاص یا چادر اس پر ڈال دیتے تھے اور پھر حصص تقسیم کئے جاتے اور جتنے بھی لوگ ہوتے ان کے حصے پہنچنے کے بعد بھی وہ کشتی معمور رہتی اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ کوئی اور چیز تھی - واللہ اعلم و رسولہ۔ دوسرے صاحبزادے حضرت سید شاہ موسیٰ قادری کو وہ ہیکل شریف عطا ہوئی جو اکثر آپ کی کمر میں بندھی ہوئی رہتی تھی - اور اپنا جبہ خاص پیراہن شریف جو ہمیشہ آپ عبا کے نیچے پہنا کرتے تھے - آپ نے اپنے تیسرے صاحبزادے حضرت شاہ محی الدین ثانی کو عنایت فرمایا - دوسری روایت میں یہ ہے کہ اپنے پوشیدنی لباس سے آپ نے انھیں گوڈری عطا فرمائی تھی - چوتھے صاحبزادے حضرت سید شاہ طاہر ثانی کو حرز و دان وظیفہ خاص مرحمت ہوا ایک روایت میں ہے کہ حضرت سید شاہ طاہر کو اجازت علم دعوت کبیر مثل **حزب البحر و حرز الیمانی** اور دعائے سیفی وغیرہ جس کو تاحال سند صحیح و دعوت حقیر آپ کی اولاد مین باقی ہے عطا فرمائی تھی پانچویں صاحبزادے حضرت شاہ عیسیٰ کو آپ نے اپنے دست خاص کی تلوار عنایت کی یہی تلوار ان کی شہادت کے وقت ان کے ہاتھ میں تھی -

زرین وصیت : حضرت سید الابدال عالی لاابالی کے وصایا زرین حروف میں تحریر کئے جانے کے قابل ہیں - عربی زبان میں ہیں جو من و عن یہاں نقل کئے جاتے ہیں -

هذه وصية شريفة منى و نصيحة لطيفة عنى فاعلم يا بنى اوصيک اولا بتقوى الله و خشية فى جميع الاوقات والايام ولزوم حق الله تعالى و حق رسوله عليه الصلوة والسلام حق المشائخ اجمعين و كافة الانام و حق والديک فانه فرض ولا زم عليک يا بنى اترک الدنيا فان فى طلبها اذهاب دينک و عليک بالصلوة والصوم فان ذالک يشينک و هذا يزينک و كن خادما للمشانيخ والاخوان والقرابة والمساكين والجار ذى القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل بالمال والبدن واحفظ قلو بهم واو قاتهم و بسير تهم و لا تنكر عليهم شنيا الا ماخاف الجماعة و طريق اهل السنن

فانک ان انکرت علیهم لم تفلح ابدا وکنت واقعافی الشدايد والمحن واقنع من الدنیا بیسیر وارض من البلاء والفاقة والتعسیر وکل الحلال فانه مفتاح الخیرات والبرکة الکثیرةٍ وان یاتیک نذر و فتوح من غیر طلب و سؤال خذه ولا تردہ فانه فی الرّدو بال فان اخذت فاصرفه لحاجة نفسک وتوابعک واهل الاستحقاق جمیعا ولاتدخر شیئا لغد فان الله تعالی یاتی برزق مقسوم لانه ضامن به ویوصلک الرزق الی اجل معلوم وکن منجی النفس والقلب باذلا بما رزقک الله تعالی وایاک البخل والحسد واتق بمواعید الله تعالی فی امر الرزق فانه لا یخلف المیعاد بعد ماوعدو علیک بقراءۃ القرآن ظاهرا وباطنامدبرا و متفکرافی المعانی وکن وقت القراءۃ باکیا و حزینا ۔ واصرف اوقات عمرک العزیز فی الصلوۃ والذکر والمراقبة وتوجه شیخک ومربیک ۔ والزم علیک شعارالزهد و التقوی و دثار الرضا علی البلوی حتی یشربک شراب ۔ المعرفة ربک فترضی وکن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل و قلبک حزین ۔ و بدنک علیل و عینک دامعة وعملک خالص و شانک خلق ورفقاءک ۔ خلیل و بیتک مسجد و مالک فقه و زینتک زهد و مونسک رب جلیل واستعن الله واطلب العون من الله ومن اهل الاخرۃ ومن جمیع الصالحین اینما کانوا واطلبهم الدعاء صغیرهم وکبیرهم ولا تستحقر احدا منهم خاصة من قراء کتب الغزالی ومن له فی کتبه قراءۃ و مذاکرۃ فالزمه فی کل یوم اویوم بعد یوم ولا تخرج من دارک الا لضرورۃ وحاجة واقامة الاعیاد والجمعات والجماعة یابنی اقبل هذا المقدارمن نصیحة منی واکتف علی هذہ الکلمات من الموعظة عنی لان کلمات النصایح کثیرۃ مکتوبة فی کتب الغزالی مملوءۃ فی صنادیق کتب السابقین کاللآلی وان شئت الاطلاع علیها کلها فعلیک ببداية الهداية و منهاج العابدین و قسطاس المستقیم واحیاء علوم الدین لمن کان له قلب شاهدواذن واعیة الحرف الواحد کافٍ وافٍ ۔ اللهم وفقه بالعمل الصالح وجنبه من الفعل الطالح ۔ آمین

ترجمہ ــــــــــــــــــ : میری جانب سے یہ وصیت شریف اور نصیحت لطیف ہے پس اے بیٹے جان کہ میں تجھے پہلے تقوی اور تمام اوقات اور دنوں میں خشیت الہی اور اللہ تعالی اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام اور تمام مشائخین اور سب لوگوں اور اپنے والدین کے حقوق کی حفاظت کی وصیت کرتا ہوں جو تم پر فرض ہے اور اے بیٹے تجھ پر یہ بھی لازم ہے - دنیا کو چھوڑ کیونکہ اس کی طلب میں تیرا دین جائے گا - اور تجھ پر نماز اور روزے کی پابندی لازم ہے کیونکہ دنیا طلبی تجھے رسوا کریگی اور صوم و صلوۃ کی پابندی تجھے مزین کریگی اور مشائخین اور برداروں اور رشتہ داروں اور مساکین اور رشتہ دار ہمسایہ اور بازو - رہنے والے ہمسایہ اور ساتھی اور مسافروں کی مال اور ذات سے خدمت کر اور ان کے دلوں اور اوقات اور ان کی سیرت کی حفاظت کر اور ان پر کسی چیز کا انکار نہ کر بجز اس کے کہ جماعت کا اور اہل سنت کے طریقہ کے خلاف ہو کیونکہ اگر تو ان پر انکار کریگا تو کبھی فلاح نہ پائے گا اور سختیوں اور رنج و غم میں مبتلا ہوگا اور دنیا سے آسانی سے جو ملے - اس پر قناعت کر اور بلا فاقہ اور سختی سے راضی رہے اور حلال کھا کیونکہ وہ بھلائیوں اور بہت برکتوں کی کنجی ہے اور اگر تیرے پاس نذر و فتوح بغیر طلب و سوال کے آئے تو اس کو لے لے اس کو رد نہ کر کیونکہ رد کرنے میں وبال ہے بس اگر تو لے لے تو اپنی اور ماتحتوں اور تمام مستحقین کی ضرورت کیلئے خرچ کر اور کسی چیز کا کل کیلئے ذخیرہ نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ جو قسمت میں رزق ہے اسکو ضرور دیگا - کیونکہ وہ اس کا ضامن ہے اور وقت معین تک تجھے وہ پہنچ کر رہے گا - اور نفس اور دل کو جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے اس کو صرف کر کے نجات دے اور بخل اور حسد سے بچ اور اللہ تعالیٰ نے رزق کے بارے میں جو وعدے کئے ہیں ان پر وثوق رکھ کیونکہ وہ وعدہ کرنے کے بعد اسکے خلاف نہیں کرتا اور تجھ پر تلاوت قرآن علانیہ اور خفیہ طور پر معانی میں غور و فکر کے ساتھ لازم ہے اور قرات کے وقت رو اور غمگین رہ اور اپنی عمر کے اوقات نماز اور ذکر اور مراقبہ اور تیرے شیخ اور مربی کے توجہ میں صرف کر اور طریق زہد و تقویٰ اور مصائب پر شیوہ تسلیم و رضا کو لازم کرے یہاں تک کہ تجھے تیرا رب شراب معرفت پلائے اور تو راضی ہو جائے اور دنیا میں ایسا رہ گویا کہ تو مسافر یا رہ رو ہے اور تیرا دل غمگین ہو اور تیرا بدن علیل اور تیری آنکھیں آنسو بہا رہی ہوں اور تیرا عمل خالص اور تیرا حال خوش خلقی اور تیرے ساتھی علیل اور تیرا گھر مسجد اور تیرا مال فقہ اور تیری زینت زہد اور تیرا مونس رب جلیل ہو اور اللہ سے مدد مانگ اور اللہ سے اعانت طلب کر اور اہل آخرت اور تمام صالحین سے جہاں بھی ہوں اور ان کی طلب کو خواہ وہ

چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں اور ان میں کسی کو حقیر نہ کر خاصکر جو کتب غزالی پڑھا ہو اور جو ان کی کتابیں پڑھ لیتا ہے اور مذاکرہ کرتا ہے اسکی صحبت اخیتار کر ہر روز یا ایک دن آڑ اور اپنے گھر سے نکل مگر ضرورت کے لئے اور حاجت کیلئے یا عیدین اور جمع جماعت کے لئے اے بیٹے اس قدر میری نصیحت قبول کر اور نصیحت کے میرے ان چند کلمات پر اکتفا کر کیونکہ نصیحت کی بہت ساری باتیں غزالی کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں سابقہ بزرگوں کی کتابوں کی صندوقوں میں موتیوں کی طرح بھری ہوئی ہیں اور اگر ان سے پوری طرح واقف ہونا چاہتا ہے تو پھر ہدایۃ بدایۃ منہاج العابدین قسطاس المستقیم اور احیاء علوم دین کا مطالعہ کر جس کا دل شاد اور اس کے کان سننے والے ہیں اس لئے ایک حرف بھی بہت کافی ہے یا اللہ اس کو نیک عمل کی توفیق دے اور برے افعال سے روک ۔آمین

سفر آخرت:۔ بہ روایت صحیحہ حضرت سید الابدال عالی لاابالی کا وصال ۷/ ذی الحجہ ۱۰۴۹ ہجری کو ہوا اور دوسری روایت کے بموجب ۱۰۵۹ ہجری میں واقع ہوا ۔قطعہ تاریخ جو روضہ منورہ پر نصب ہے حسب ذیل ہے

۔خرد گفت تاریخ آں دستگیر بہ پنج آہ (**وهو اللطيف الخبير**)

مزار مقدس بلدہ قمر نگر (کرنول) کے محلہ کھڑک پورہ میں واقع اور زیارت گاہ معتقدین ہے آپ کا مسکونہ مکان اسی شہر میں محلہ دہلیز شریف تھا جہاں اب تک بارونق موجود و قائم ہے مزار مقدس ایک چوکھنڈی میں ہے جس کی تعمیر ایک خادم نے کروائی ہے ۔

قطعہ تاریخ سے سن وصال ۱۰۵۰ برآمد ہوتا ہے ۔مشکوۃ النبوت میں آپکا سن رحلت ۱۰۴۷ ہجری تحریر کیا گیا ہے ۔بہر حال سن وصال میں اختلاف ہے ۔

لطیفہ دوم

مناقب و حالات عارف باللہ مخزن انوار اللہ واقف اسرار اللہ خلف الصدق و جانشین مسند حضرت سید الابدال سید شاہ عبداللطیف لاابالیؒ

حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ تعالے علیہ

ولادت و بشارت: صاحب لطایف قادری رقم طراز ہیں کہ جب حضرت سید شاہ عبداللہ قادری شکم مادر سے جو حضرت سید شاہ حمزہ حسینی بیجاپوری کی صاحبزادی تھیں جلوہ گر ہوئے تو حضرت عالی لاابالی نے مقام ولادت پر تشریف لاکر پسر ارجمند کو اپنے دست حق پرست پر لے کر بعد ادائی مراسم مسنون اقامت و تکبیر فرمایا۔ یہ میرا فرزند سید عبداللہ اپنے زمانہ میں عالم علوم الہی و **علم آدم الاسماء کلھا** کے مصداق ہوگا۔ اسکے علاوہ علوم ظاہری بھی اتنا حاصل کریگا کہ علماء عصر و فضلائے زمانہ اس کے فضل و کمال کا اقرار کرینگے۔ اگر اس کے علم کو علمائے زمانہ کے علوم کے ساتھ موازنہ کریں تو اس کے علم کا پلہ دوسروں کے علوم پر ترجیح لے جائیگا اور وہ اکثر مسائل صوفیہ کو شریعت کے قالب میں بیان کریگا۔

علمی فضیلت: زبان فیض ترجمان حضرت سید الابدال سے جو پیش گوئی شرف صدور لائی تھی وہ حرف بہ حرف پوری ہوئی بارہ سال کی عمر ہی میں آپ تحصیل علوم دینیہ میں مشغول ہوگئے۔ ذہن عالی تھا۔ فطرتاً ذکی تھے اسلئے جس علم کی جانب توجہ فرمائی تھوڑے ہی عرصہ میں اس کو حاصل کر لیا۔ اولا علم فقہ، تفسیر و حدیث کی سند حاصل کی اور حافظ حدیث ہوگئے جب آپکے علم کی شہرت ہوئی تو ایک دن حسب ارشاد عالی لاابالی علمائے دکن نے بالاتفاق ایک مسئلہ پر اجماع کر کے فتوی صادر کر دیا اور آپ کا استعداد علمی معلوم کرنے کے لئے مقابلہ کے لئے آئے اور مناظرہ و مباحثہ شروع کیا۔ جس کا سلسلہ چند روز تک جاری رہا۔ ہر چند اپنے دعوے کی تائید میں علماء نے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے لیکن کامیابی کا سہرا حضرت کے سر رہا۔ بالاخر علماء کو آپ کی اس استعداد کامل اور قوت بیانیہ کو تسلیم کرتے ہوئے کہنا پڑا کہ یہ علم لدنی اور موہبت الہی ہے۔

ذالک فضل الله یو تیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم۔

حفظ شریعت :۔ فضیلت علمی کے ساتھ ساتھ آپ عامل بالسنۃ تھے ۔ آداب شریعت کا اسقدر لحاظ فرماتے کہ مسنونات غیر موکدہ اور مستحبات بھی آپ سے ترک نہ ہوئے اظہار کشف و کرامت سے ہمیشہ احتراز رہا ۔ ہمیشہ اپنا حال چھپائے رہتے ۔ اپنی زندگی میں کسی تصرف کا اظہار نہ فرمایا ۔ آپ کے وصال کے بعد میں اس کا اظہار ہوا جس کا ذکر آئندہ آئے گا ۔

بیعت و خلافت :۔ جب آپ کے پدر بزرگوار جناب عالی حضرت سید الابدال لاابالی کو مرض وصال حق لاحق ہوا تو تمام صاحبزادگان ، مریدین ، معتقدین آپ کے غم فراق اور الم مہاجرت ظل عاطفت میں مبتلا ہوگئے اور آنحضرت نے بھی سب کو اپنے عزم دارالبقا سے آگاہ کرکے ہر ایک کو ان کے حوصلے کے بموجب وصیت فرمائی اور اپنی متروکات سے چند چیزیں اپنی اولاد امجاد میں تقسیم فرمائیں ۔ چنانچہ اپنی عنایت و مرحمت خاص سے تاج اور ایک روایت کے مطابق ایک کشتی جو آپ کو حضرت خضر علیہ السلام سے پہونچی تھی اپنے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہ قادری کو عنایت فرمائی اور اس طرح ہر فرزند کو ایک ایک چیز عطا کی ۔ جبکہ آنحضرت کے مرض نے طوالت اختیار کی اور اس کا انجام بجز وصال الٰہی معلوم نہ ہوا تو حضرت سید شاہ عبداللہ نے اپنے والد بزرگوار سے اجازت خرقہ طلب کی اور حضرت سید الابدال لاابالی نے اس گزارش کو قبول فرمایا ۔ دوسرے دن حضرت سید شاہ عبداللہ نے مجلس آراستہ کی اور لوازم خرقہ پوشی فراہم کرکے حضور لاابالی میں عرض کیا اس پر سید الابدال خانقاہ مبارک میں جو دہلیز شریف کے نام سے مشہور ہے تشریف لائے اور تمام مریدین اور طالبوں کو جو حاضر نہ تھے یاد فرمایا جب سب حاضر ہوگئے تو اپنے خلیفہ کامل حضرت شیخ علی سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت سید عبداللہ کو اپنے ہاتھ سے خرقۂ خلافت پہنائیں ۔ حضرت سید عبداللہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ غلام کی یہ تمنا ہے کہ حضرت اپنے دست مبارک سے خرقہ عنایت فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ شیخ علی کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے تم بھی اسی طرح تصور کرو ۔ اگر تمہیں میرا خرقہ ، خلافت درکار ہے تو اس کو شیخ علی سے حاصل کرو اور پہنو کہ مشیت الٰہی اسی طرح ظاہر ہوئی ہے ۔ حضرت سید عبداللہ نے مکرر عرض کیا کہ بندہ کو دست مبارک سے سرفرازی چاہئیے ۔ اس پر حضرت سید الابدال نے نہایت جلال اور عتاب سے فرمایا کہ عبداللہ میری نعمت شیخ علی کے ہاتھ پر مقرر ہے اگر تم چاہتے ہو تو ان کے ہاتھ سے خرقہ پہنو ورنہ اس جگہ سے اٹھ جاؤ کہ یہ مقام عشق ہے خالہ یا پھپی کا گھر نہیں کہ ورثہ میں آئے ۔ یہ کلمات عتاب سن کر حضرت

سید عبداللہ شاہ خاموش ہوگئے - اور حضرت شیخ علی بھی اپنی جگہ حیرت زدہ کھڑے رہ گئے - غرض یہ کہ مجلس برخواست ہوگئی اور جلسہ درہم برہم ہوگیا - حضرت سید الابدال لاابالی محل میں تشریف لے گئے - اس واقعہ کے تقریباً تین چار روز بعد آپ عالم فانی سے جاودانی کورونق افروز ہوئے اور محبوب حقیقی سے جاملے - بمصداق **الموت جسر یوصل الجیب الے الجیب** آپ کی رحلت سے صف ماتم بچھ گئی ، مریدوں ، فرزندوں ، اور اس آستانے کے غلاموں کی نظر میں جہان روشن تاریک ہوگیا اور ان پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ جسے قید قلم میں نہیں لایا جاسکتا - جز صبر کے چارہ نہ تھا - جب تیسرا دن ہوا تو حضرت شیخ علی نے رسم زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر میں مجلس ترتیب دی اور صاحبزادہ والاتبار حضرت سید الابدال یعنے سید شاہ عبداللہ قادری کی خدمت میں آکر التماس کیا کہ صاحبزادے عالی اقبال میں وہی بوڑھا غلام ہوں جس کو آپ کے والد نے نوازا اور عزت و حرمت دی اگر صاحبزادے بھی اس حلقہ بگوش کو سرفراز کرکے اس ضعیف غلام کے گھر میں تشریف لائیں اور پدر بزرگوار کا ارشاد بجالائیں تو عنایت شاہانہ سے بعید نہیں ہے اور میرے لئے باعث افتخار دارین ہوگا - حضرت سید شاہ عبداللہ اپنے پدر بزرگوار کے حکم کے بموجب حضرت شیخ کے گھر تشریف لے گئے اور انکے ہاتھ سے اپنے پدر بزرگوار کا خرقہ پہنا اور آداب مشیخت شیخ بجالائے حضرت شیخ بھی بعد ادائی تہنیت خرقہ آداب بجالائے صاحبزادے سے عرض کیا کہ یہ غلام پیر سال آپ کے پدر بزرگوار کے غلاموں کا غلام ہے اس کی ایک تمنا ہے - امید کہ قبول ہوگی - حضرت سید شاہ عبداللہ نے فرمایا کہ یا شیخ میں نے آپ کے ہاتھ سے خرقہ پہنا ہے اب آپ کا جو حکم ہوگا بسر و چشم بجالاؤں گا - حضرت شیخ نے فرمایا کہ مرشدزادہ من! بندہ درگاہ کی یہ عرض ہے کہ حضرت اپنے اجداد کے شجرے میں اس غلام کا نام اپنے پدر بزرگوار کے اسم گرامی کے بعد تحریر نہ فرمائیں - صاحب و صاحبزادے کا نام کافی ہے - حضرت سید شاہ عبداللہ نے فرمایا کہ یا شیخ اس وقت اپنے پدر بزرگوار کے سامنے آپ سے خرقہ حاصل کرنا میرے لئے موجب عار نہ تھا لیکن میں نے اس توقع پر توقف کیا کہ اس خرقہ کی دولت آنحضرت کے دست مبارک سے حاصل ہوگی لیکن اب جبکہ یہ نعمت آپ کے ہاتھ سے میسر آئی ہے آپ یہ کیا بات فرمارہے ہیں - حضرت شیخ نے مکرر فرمایا کہ صاحبزادے اگر آپ کے نزدیک میری بات کا پاس و لحاظ ہے تو میری گزارش قبول فرمائیے - بالاخر حضرت سید شاہ عبداللہ نے حضرت شیخ کے ارشاد کو قبول فرمایا - یہی وجہ ہے کہ شجرات عالیات میں حضرت سید شاہ عبداللہ اور حضرت عالی لاابالی کے اسم مبارک کے درمیان حضرت شیخ کا نام نہیں کہا جاتا ہے لیکن اہل طریقت فاتحہ میں پیشوایان متعلق سلسلہ اور

اپنے پیران طریقت کے ساتھ حضرت شیخ کانام وردجاں رکھتے ہیں اور حضرت سید شاہ عبداللہ اپنے والد کے مسند خلافت و سجادگی پر متمکن ہوگئے لیکن بارہ سال تک آپ کا عمل رہا کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے وصال کے دن مراسم صندل کی ابتداء حضرت شیخ علی سے کرواتے ہر چند کہ وہ انکار کرتے لیکن آپ فرماتے کہ میری گزارش قبول فرمائیں اور سبقت کریں چارناچار حضرت شیخ صاحبزادے کی مرضی کے مطابق پیش قدمی فرماتے اور اس کے بعد صاحبزادے یہ رسم انجام دیتے ۔

مولف عاصی کہتا ہے کہ یہ ایک باریک دقیقہ ہے جو آیۃ کریمہ **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی** کی جانب مائل ہے ۔ خلیفہ کے یہ معنی ہے کہ وہ ہمیشہ پیچھے رہے تاکہ خلافت کے سزاوار ہو ۔

دوسری خلافت :۔ حضرت سید الابدال عالی لا ابالی کے وصال کے بعد صاحبزادہ بلند اقبال حضرت سید شاہ عبداللہ قادری ۔ حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری بیجاپوری کی صاحبزادی سے منسوب ہوئے حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے تھے یہ قطب وقت تھے جن کی ذات گرامی خطہ دکن اور خاص کر شہر دارالمظفر بیجاپور میں مشہور آفاق ہے ۔ حضرت سید عبداللہ نے ان سے بھی فیض صحبت اور خرقۂ خلافت حاصل کیا اور اپنے خسر محترم سے سلوک کے مراتب اور درجہ کمال کو سرحد مقصود پر پہنچا کر بیجاپور سے کرنول واپس تشریف لائے ۔ حضرت شیخ علی اس وقت بقید حیات تھے جب انہیں اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو صاحبزادے کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی غلام نے سنا ہے کہ آپ نے نعمت تازہ و خرقہ اپنے خسر محترم سے حاصل فرمایا ہے ۔ میری تمنا ہے کہ اس نعمت باطنی سے مجھے بھی بہرہ مند فرمائیں تاکہ آپ کے والد بزرگوار کا نام لیوا از سرنو سرفراز ہوسکے ۔ حضرت سید عبداللہ نے آداب شیخ کے پیش نظر صریح انکار فرمادیا ۔ حضرت شیخ بھی مقام پیر پرستی میں ثابت و صادق تھے ۔ صاحبزادے پر عطائے خرقہ کے لئے اصرار کیا اور بالآخر آپ کو اس فرمائش کی تکمیل کرنی پڑی بمصداق **الامر فوق الادب** لیکن بشرط مذکور جو پہلے حضرت شیخ نے ان سے لی تھی یعنے حضرت شیخ اور حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری کے اسماء گرامی کے درمیان حضرت سید عبداللہ کا نام تحریر نہ کیا جائے ۔ حضرت شیخ نے انکار کیا لیکن صاحبزادے کے اصرار پر فرمایا کہ آپ میرے صاحب کے صاحبزادے ہیں اور اب پیر ہوگئے ۔ آپ کے حکم کی تعمیل مجھ پر واجب ہے ۔

شہادت و کرامت :۔ صاحب لطایف قادری لکھتے ہیں کہ حضرت سید شاہ عبداللہ کا معمول تھا کہ آپ چند روز قمر نگر (کرنول) میں قیام فرماتے اور چند روز شہر بیجاپور میں اپنے خسر محترم کے دولت خانہ میں اقامت

فرماتے ۔ آخر مرتبہ جب آپ بیجاپور سے اپنے وطن مالوف کو واپس ہورہے تھے اتفاق قضا و قدر سے آپ کا گزر قصبہ چیتل درگ سے ہوا ۔ بطریق سیر و تفریح چند روز آپ وہاں تشریف فرمارہے آپ کے ہمراہ رکاب بڑا قافلہ تھا ۔ ایک دن مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گذارش کی ہم سب مسلمان ہیں اور آپ کے جد پاک کے احکام شریعت کے پابند ہیں لیکن یہاں کا حاکم سخت کافر ہے اس کے مصاحب و رفیق بھی کافر ہیں اسلام کا یہ مطلق اعزاز واکرام نہیں کرتے اور ہمیشہ امور دین میں ہم کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور اسلام کی اہانت کرتے ہیں ۔ خاص طور پر چند روز سے غلو کرکے فلاں مسجد میں اذان کی ممانعت کردی ہے اور نماز پڑھنے سے روک رہے ہیں ۔ اب آپ جو حکم دیں اس کو ہم بسر و چشم بجالائیں گے حضرت عبداللہ نے یہ سننے کے بعد فرمایا کہ اسلام کا یہ تقاضا ہے کہ ہم جہاد میں سبقت کریں ۔ حق سبحانہ تعالے اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے **وجاهدوافی سبیله لعلکم تفلحون و فضل الله المجاهدین علی القعدین درجة** آیا ہے ۔ یہ فقیر تمہارے ساتھ شریک جہاد رہے گا ۔ حضرت کے اس ارشاد پر سب مستعد بجہاد ہوگئے اور آپ کے ساتھ چل پڑے ۔ دس طلبائے علم دین بھی ان میں شریک ہوکر حضرت کے ساتھ ہوگئے ۔ جب اس کی اطلاع راجہ کو ہوئی تو اس نے بھی جنگ کا حکم دیدیا اور خود اپنے گھر کی چھت پر کارزار مقتل کے معائنہ کے لئے نکلا ۔ دونوں طرف صف آرائی ہوئی ۔ مسلمانوں نے جہاد میں سبقت کی ۔ بہر حال میدان کارزار گرم اور سخت مقابلہ ہوا ۔ تمام مسلمان اور وہ دس طالب علم شہید ہوگئے حضرت نے بھی اکثر کافروں کو جہنم واصل کیا ۔ اور بالآخر سورای سے نیچے آکر مقتل میں گرپڑے لیکن رزم گاہ میں گرنے کے بعد غازیانہ دست بازی فرماتے رہے ۔ دست مبارک میں شمشیر کی ایسی گرفت تھی کہ جو کوئی لینے کیلئے آتا تو آپ اس کو دو پارہ کردیتے ایک شخص حضرت جان بحق تسلیم ہونے کے بعد تلوار لینے کے لئے قریب آیا ۔ آپ نے اس کو شمشیر سے ایسی ضرب لگائی کہ پاؤں کی دونوں پنڈلیاں قلم ہوگئیں اور وہ جہنم واصل ہوگیا اس کے بعد آپ کی نعش کے قریب کسی کافر کو آنے کی جرات نہ ہوسکی ۔ جب رات ہوئی معرکہ کارزار ختم ہوگیا ۔ تو راجہ تماشہ گاہ مقتل سے گھر آیا اور آدھی رات کے بعد اپنے بستر پر سونے کے لئے گیا ۔ ابھی آنکھ بند کی تھی کہ دیکھا کہ ایک بزرگ نے جو عرب کی شکل میں تھے آکر نعش کے ساتھ اس کو ہوا میں لیجاکر چاہا کہ اوپر سے زمین پر پھینکدیں ۔ فوری اس کی آنکھ کھل گئی اور پریشانی دامن گیر ہوئی ۔ پھر اس کو خیال آیا کہ یہ خواب کی بات ہے اور سوگیا ۔ کچھ دیر گزری تھی کہ بیدار ہوگیا اور دیکھا کہ وہی بزرگ شاہل میں کھڑے ہوکر نہایت غصہ سے فرمارہے ہیں کہ اے

کا کیا تو نہیں جانتا کہ ہم آج شہید ہوئے ہیں اور فلاں شخص ہیں - دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے کہ ہمارے لاشہ تن کشتہ کو مقتل سے نکال کر اعزاز و احترام اہل اسلام کے ساتھ میرے پدر بزرگوار کے روضہ میں پہنچادے ورنہ تجھے زمین میں غرق ندامت و مذلت کردوں گا اس کلام سے راجہ پر ہیبت طاری ہوگئی اور توبہ کے ساتھ اقرار کیا کہ حکم کی تعمیل کروں گا - باردوم زمین پر آیا اور لرزاں و ترساں باقی رات گزار کر علی الصباح مصاحبوں سے پوچھا کیا کل مسلمانوں میں کوئی مہارشی مرگئے ہیں - مخبران خاص نے عرض کی کہ واقعی اس طرح کہ ایک صاحب نے شہادت پائی ہے اور مقتل کے حالات کی تفصیل بیان کی راجہ نہایت اعتقاد سے حضرت کی نعش کے قریب آیا دیکھا کہ گزشتہ شب میں جس بزرگ کا جمال اس نے خواب اور بیداری کی حالت میں دیکھا تھا ان ہی کی نعش ہے - اس نے آپ کے قدم چوم لیئے - حاضرین نے چاہا کہ آپ کے دست مبارک سے تلوار جدا کرلیں فوری ہاتھ کو حرکت ہونے لگی اور ایسا معلوم ہوا کہ نہایت قوت سے آپ قبضہ شمشیر پکڑے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر اس کے جسم میں رعشہ پیدا ہوگیا - سب حاضرین نے آپ کی ولایت کا اقرار کیا - راجہ نے نہایت اعزاز و احترام سے آپ کی نعش مبارک کرنول روانہ کردی باقی شہداء وہیں عزت و احترام کے ساتھ دفن کردیے گئے - جب حضرت کی نعش مبارک کرنول پہنچی تو ہم عصر بزرگوں نے چاہا کہ تدفین سے قبل حضرت کے دست مبارک سے شمشیر جدا کرلیں اس مجمع میں سے ایک بزرگ جن کا نام شاہ درویش قادری تھا اور جو آپ کے ہم زلف تھے قبضہ پر ہاتھ رکھا تھا کہ پھر حضرت کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی جس کو تمام حاضرین نے اپنی چشم سر سے دیکھا بالاخر صلاح ہوئی کہ مع قبضہ شمشیر حضرت کو دفن کردیا جائے اور اسی طرح آپ مع قبضہ شمشیر مدفون ہوئے آپ کی مزار مثل روضہ حضرت سیدالابدال لاابالی ایک چبوترہ پر آپ کے پدر بزرگوار کی قبر انور کے برابر زیارت گاہ معتقدین ہے - **نور اللہ تعالے مرقدہ عطر اللہ مضجعہ و روحہ** تاریخ وصال ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۸۱ھ ہے -

ذریت :- یہ گزر چکا ہے کہ حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری بیجاپوری کی صاحبزادی آپ کے حبالہ عقد میں آئیں تھیں ان کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے (۱) سید عبداللہ ثانی (۲) سید عبداللطیف ثانی عرف شاہ میاں صاحب کلاں جن سے ان کے عم محترم حضرت سید شاہ محی الدین ثانی قادری کی دو صاحبزادی منسوب ہوئیں اور یہی اپنے والد بزرگوار کے بعد مسند نشین سجادگی روضہ حضرت لاابالی ہوئے ان کے دو صاحبزادے تھے (۱) سید طاہر ثانی (۲) سید محی الدین قادری رحمہما اللہ تعالی لیکن خدمت سجادگی حضرت سید محی الدین قادری کو ملی ان کے

پانچ صاحبزادے تھے ۔ (۱) سید عبداللطیف عرف شاہ صاحب میاں خورد (۲) حضرت سید علی اسد اللہ قادری (۳) حضرت سید محی الدین (۴) حضرت سید لطیف (۵) حضرت سید صاحب رحم اللہ تعالی علیہم اجمعین ۔

خدمت سجادگی روضہ حضرت سیدالابدال عالی لا ابالی، حضرت سید شاہ علی اسد اللہ قادری کی ذات ستودہ صفات کو ملی جن کا وصال ۱۱/ ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ کو ہوا ۔ آپ کا مزار ایک روایت کے بموجب روضہ عالی لا ابالی میں ۔ اور دوسری روایت کے بموجب کاسی پور نزد عالم پور میں واقع آپ کے دیگر برادران کے مزارات موضع تلکنٹہ جاگیر میں واقع ہیں جو شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ سے روضہ عالی کی جاگیر ہے ۔ موجودہ سجادہ مولانا سید شاہ لطیف بادشاہ صاحب قادری، حیدری ۔ حضرت سید شاہ علی اسد اللہ قادری کی اولاد امجاد سے ہیں ۔ آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے ۔

حضرت سید علی اسد اللہ قادری

سید عبداللطیف ثانی الثانی (مرقد در روضۂ حضرت لاابالی (کرنول)

سید شاہ عبداللہ حسین بادشاہ قادری اولیٰ (متوفی ۶/ رجب ۱۲۹۰ھ مزار در روضہ حضرت لاابالی، کرنول)

سید شاہ دستگیر بادشاہ قادری (ایضاً)

سید شاہ عبداللہ حسین بادشاہ قادری ثانی عرف حسینی میر (متوفی ۱۹/ ذی حجہ ۱۳۴۸ھ مزار حضرت لاابالی

سید شاہ لطیف بادشاہ قادری
حال سجادہ حضرت لاابالی ولادت ۲۵/ رمضان ۱۳۹۵ھ جمعرات

سیدہ خیر النساء بی بی
زوجہ سید شاہ غلام قاسم قادری الموسوی

سید شاہ عبد اللہ حسن بادشاہ قادری
عرف سید حسین پیر قادری

سید قادر محی الدین قادری

سید سفیع پاشاہ قادری
عرف سید قمر پیر بادشاہ قادری

سید سعید بادشاہ قادری

علیہ بی بی عرف طاہر پاشاہ
زوجہ الطاف حسن رشید

سیدہ شیم بادشاہ

لطیفہ سوم

مناقب و احوال حضرت قدوہ عرفاء، زبدہ شرفاء، مظہرآیات حق افضل التارکین ، سلطان المحققین

سیدی و مولائی حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ و جعلنا اللہ تعالی من توابعہ

ولادت و بشارت :۔ صاحب لطایف قادری کا بیان ہے کہ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری حضرت سید الابدال عالی کے دوسرے صاحبزادے تھے ۔ جب شکم مادر سے تولد ہوئے اور جہان تاریک کو اپنے نور عارض سے منور کیا تو جناب عالی لطیف لاابالی فرزند ارجمند کے مقام ولادت پر رونق افروز ہوکر بعد ادائی مراسم مسنون اقامت و تکبیر فرمایا کہ یہ میرا فرزند فلاں وقت میں مرتبہ ترک ماسوی اللہ و تجرید الی الحق حاصل کریگا **الترک راس الفتوت و ترک الدنیا راس کل عبادۃ** آیاہے اور تجرید کا مطلب تفرید ہے ۔ اور اس شعر کا مضمون فرمایا ۔

نخستیں درقدم تجرید باید	زدون حق بہ دل تفرید باید
دراین رہ مرد راتجرید و تفرید	بباید تاکشاید کار توحید
زدنیا ترک گیر ازبہر دیں تو	توکل بر خدا کن بالیقیں تو
نباید بست دل بازن و فرزند	بباید بود تنہا باخداوند

غرض اس نظم کا مطلب ادا فرمایا کہ مقام ترک و تجرید سلوک کا افضل تریں مقام ہے ۔ اس بارے میں بہت سی باتیں تحریر کی جائیں گی انشاء اللہ المستعان حاصل تحریر یہ ہے کہ حقیقت میں اس روز حضرت کا لقب افضل التارکین ہوگیا ۔ اگرچہ بظاہر عرصہ دراز گزرنے کے بعد حضرت اس لقب سے نامزد ہوئے پس مرید صادق پر لازم ہے کہ جہاں کہیں اس کتاب میں یہ لقب دیکھے یا اس کی نظر سے گزر جائے یہ سمجھ جائے کہ اس کا اشارہ آنجناب سے ہے ۔

شرف بیعت :۔ صاحب لطایف قادری کا یہ بھی بیان ہے کہ جب افضل التارکین پندرہ سال کے ہوئے

تو اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت کی حضرت لاابالی نے بوقت بیعت فرمایا کہ میرے فرزند سید موسیٰ کو میرے ہاتھ سے یہ بیعت بہت کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے والد بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ نے حضرت شیخ علی سے جو آپ کے والد کے خلیفہ عالی قدر تھے اجازت خرقہ اجداد حاصل نہیں کی یعنی اپنے والد کی بیعت پر اکتفا کیا۔

سیر و سیاحت:۔ حضرت عالی لاابالی کی رحلت کے بعد غلبہ عشق اور جذب الہی سے اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ سے جہاں آپ بیٹھے ہوئے تھے اٹھ کر با لہام ملہم غیبی متوجہ شہر دارالظفر بیجاپور ہوئے۔ جب آپ قمرنگر سے باہر نکلے اور ہندری ندی کے پاس جو آبادی سے قریب ہے آئے تو اس ندی میں وضو کیا۔ وقت عبادت دل میں یہ بات آئی کہ فقیر اس طرح گھر سے تن تنہا نکل کر کہ اپنے والد کی کوئی چیز یہاں تک کہ شجرہ اجداد تک ساتھ نہیں لیا۔ ابھی یہ بات آپ کے دل میں آئی تھی کہ ایک منقوش کاغذ آب پر بہتا ہوا آپ کی جانب آیا۔ جب نزدیک آیا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے اس کو لے لیا اور دیکھا تو وہی شجرہ اجداد تھا جس کو آپ کے پدر بزرگوار نے آپ کو مرحمت فرمایا تھا۔ آپ نے بوسہ دیکر اس کو اپنے سر پر رکھ لیا اور پھر عازم بلدہ مذکور ہوئے۔

مٹ کی اقامت:۔ بعد طے مراحل و قطع منازل جب آپ حدود بیجاپور میں پہنچے تو پہلے موضع رام گیر میں جو اب علی پور دروازے کے نام سے مشہور ہے اترے یہ قریہ شہر کے قریب واقع تھا۔ اور وہاں ایک مکان تکیہ گاہ کافراں تھا۔ جس میں گوسائیں رہتے تھے اور مسلمان کی صورت بھی دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔ آپ اس مٹ میں اس روز اتر گئے۔ کافروں نے بہت گڑبڑ کی یہاں تک کہ آپ کو اس مٹ سے باہر کردیا۔ افضل التارکین کچھ دیر کے بعد وہاں واپس ہوئے اور فرمایا کہ اے کافرو میں یہاں باختیار خود نہیں آیا ہوں بلکہ مجھے لایا گیا ہے۔ انشاء اللہ اب یہیں رہوں گا اور یہیں مرونگا۔ اور یہیں دفن ہونگا کہ ہمارا آخری مکان یہیں ہوگا۔ یہ کلام معجز سن کر بعض گوسائیں بہت طیش میں آئے اور بعض نے کہا کہ یہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے۔ دیوانگی اور خبط کی باتیں کر رہا ہے۔ آج اگر یہاں رہتا ہے تو رہنے دیا جائے۔ الغرض حضرت وہاں ٹھہر گئے اور چند روز تک وہیں ٹھہرے رہے اسکے بعد عازم بلدہ قلعہ دارالظفر ہوئے۔

شمیم غوثیت:۔ آپ کے شہر بیجاپور میں وارد ہونے کے قبل تین دن سے حضرت میراں سید محمد مدرس ابن سید عبدالرحمن جو حضرت عارف باللہ سید شاہ صبغتہ اللہ شطاری کے حقیقی بھتیجے تھے قلعہ کے اطراف چکر لگاتے اور فرماتے کہ "یاراں مرا ازیں نواح بوئے حضرت غوث الاعظم می آید" یعنی دوستو! مجھے اس جانب سے

حضرت غوث اعظم کی بو آرہی ہے۔

شاندار مشایعت:۔ حضرت میراں سید محمد مدرس نے بالآخر اپنے صاحبزادگان شاہ زین الدین اور عبدالرحمن ثانی سے فرمایا کہ فلاں ہندو کے مکان کو جاؤ وہاں سید اعلی نسب حضرت غوث اعظم کی اولاد سے ۔ ے ہوئے ہیں ان سے ملاقات کرنا اور ہمارے پاس لانا۔ یہ دونوں صاحبزادے ابھی وہاں پہنچے نہ تھے کہ حضرت افضل التارکین حضرت میراں سید محمد مدرس سے ملنے کے لئے آتے ہوئے راستے میں مل گئے اور پھر یہ سب مل کر حضرت میراں سید محمد مدرس کے پاس آئے۔ جب نزدیک پہنچے تو سید محمد مدرس نے ان کا استقبال کیا اور جوش و خروش سے ملاقات کی۔

خلوت و جلوت:۔ بعد مصافحہ و معانقہ حضرت سید محمد مدرس حضرت افضل التارکین کو ہاتھ پکڑ کر اپنے حجرے میں لے گئے اور اندر سے حجرے کا دروازہ بند کر لیا۔ سید عبدالرحمن فرزند حضرت سید میراں محمد مدرس فرماتے ہیں کہ تین شبانہ روز حجرے کا دروازہ نہ کھلا اور دونوں بزرگ اندر رہے۔ میں حجرے کے دروازہ پر کھڑا حاضر رہا۔ جب تین روز گزر گئے ان ہر دو بزرگوں کے اسرار گاہ یعنی عبادت کدہ کا دروازہ کھلا۔ اور یہ دونوں حضرات باہر نکلے سبحان اللہ عجیب واقعہ دیکھنے میں آیا جس کو ضبط تحریر میں نہیں لایا جاسکتا میں نے اپنے چشم سر سے دیکھا کہ اس وقت دونوں حضرات ایک ہی شکل و صورت اور ایک ہی جسامت کے ہوگئے ہیں ان میں امتیاز کرنا دشوار تھا۔ ہر چند میں نے تجسس کیا کہ ان دونوں میں میرے والد بزرگوار کون ہیں لیکن نہ پہچان سکا اسی طرح غرق حیرت تھا کہ حضرت سید شاہ موسی قادری نے رفع اشتباہ کے لئے میرے پدر بزرگوار کے چوبی کھڑاویں سیدھے کر کے میرے والد ماجد کے سامنے رکھدیئے اور آداب مشیخت بجالائے یعنی آپ نے میرے پدر بزرگوار سے نعمت فیض شطاریہ حاصل کی اور میرے والد ماجد نے ان سے سند اجازت قادریہ عالیہ کی تجدید کی

دوسرے راوی کا بیان ہے کہ شاہ محمد کریم صاحب نے جو حضرت سید محمد مدرس کے چھوٹے فرزند تھے فرمایا کہ دونوں حضرات جس وقت حجرے سے باہر آئے میں موجود تھا۔ دونوں اس طرح ایک رنگ و روپ اور دونوں کا ایک ہی حلیہ ہونے سے سہواً میں نے اپنے والد کے جوتے حضرت سید شاہ موسی قادری کے پاؤں کے سامنے اور ان کے نعلین غلطی سے اپنے والد کے سامنے رکھدیئے۔ دونوں حضرات نے تبسم فرمایا اور اس کے بعد ہر ایک نے اپنا کفش پہن لیا۔

مولف عاصی کہتا ہے کہ وہ حجرہ منورہ شہر بیجاپور میں آداب گاہ اہل ارادت ہے کہ کسی کو جوتا پہن کر

داخل ہونے کی اجازت نہیں دیجاتی۔

سلسلہ طریقت:۔ سند صحیحہ سے یہ روایت پہونچی ہے کہ افضل التارکین نے خرقۂ شطاریہ حضرت سید محمد مدرس کے ہاتھ سے پہنا اور سید موصوف نے آپ سے طریقہ قادریہ کی اجازت حاصل کی۔ حضرت سید محمد مدرس کے بعض خانوادہ میں حضرت سید شاہ موسی صاحب قادری کے توسط سے حضور غوث الثقلین تک سلسلہ پہونچتا ہے اور بعض سلسلہ افضل التارکین کا بتوسط حضرت سید شاہ محمد مدرس حضرت سید شاہ محمد غوث گوالیاری تک جاملتا ہے۔

مولف عاصی عرض پرداز ہے کہ مجھے اپنے بزرگوں کا یہ ارشاد اب تک یاد ہے کہ افضل التارکین نے ایک عرصہ تک حضرت سید محمد مدرس کی صحبت میں رہکر علوم ظاہری و باطنی کی نعمت حاصل کی۔ ان دونوں کے درمیان حددرجہ اتحاد و اتفاق تھا ایک عرصہ دراز کے بعد جب حضرت سید محمد مدرس نے دوسری بار حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا تو افضل التارکین نے بھی آپ کی ہمراہی کا اردادہ فرمایا لیکن، ملک جہاں جو سکندر ثانی کا وزیر اور آپ کا نہایت معتقد تھا مانع ہوا۔ لہذا حضرت سید محمد مدرس اس کی خاطر افضل التارکین کو شہر بیجاپور میں چھوڑ کر زیارت حرمین کے لئے تشریف لے گئے۔

درخشاں کرامت:۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ملک جہاں خاں کو جو آپ کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہوا کرتا تھا بادشاہ مذکور نے ایک موتی کبوتر کے انڈے کی سائز کا دیکھ کر کہا کہ اگر اس کا ثانی تم فراہم کردیں تو اس کی جو قیمت ہوگی دیدی جائیگی۔ وزیر موصوف ایک عرصہ تک تلاش میں رہا اور کئی جوہریوں کو بادشاہ کا دیا ہوا موتی بتایا تاکہ اس جیسا موتی فراہم ہوسکے۔ اتفاقاً ایک دن جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ موتی ساتھ لیتا آیا تاکہ آپ کو بتائے حضرت نے اس کو دیکھ کر پسند فرمایا اور کہا کہ اگر فقیر کا اعتبار ہے تو اس موتی کو میرے پاس رکھ چھوڑو ملک جہاں خاں آپ کا معتقد تھا۔ بادشاہ کی یہ امانت حضرت کے پاس اس نے چھوڑی جب دوسرے دن حاضر خدمت ہوا تو حضرت افضل التارکین نے موتی کے دو دانے وزیر موصوف کو دیکر فرمایا ملک جہاں خاں ان دو موتیوں میں سے اپنا موتی شناخت کر کے نکال لو ملک جہاں خاں نے ہر چند کوشش کی لیکن امتیاز نہ کرسکا۔ بالاخر عرض کیا کہ اگر حضرت اجازت دیں تو ایک نظر بادشاہ کو بتالاؤں فرمایا کہ مضائقہ نہیں لہذا وزیر موصوف نے لیجاکر دونوں موتی بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے اور کیفیت واقعہ سنائی اس کے ساتھ حضرت کی بزرگی کا ذکر اور آپ کے فضائل و کمالات جو اس نے بچشم خود دیکھے تھے بیان کئے۔

سکندر ثانی بہت خوش ہوا اور موتی کو پسند کر کے کہا کہ تاج شاہی کیلئے اس کی ضرورت تھی ۔ ہماری جانب سے ان بزرگ کو سلام پہنچاو اور کہو کہ اس موتی کی جو قیمت بتائیں پہونچادی جائیگی ۔ ملک جہاں خاں نے حضرت کی خدمت میں سکندر ثانی کا یہ پیام پہونچایا اور دونوں موتی آپ کے ہاتھ میں رکھدئے ۔ حضرت افضل التارکین بادشاہ کے جواب میں عتاب سے فرمایا کہ ہم فقیر لوگ ہیں سوداگر نہیں ہیں کہ خرید و فروخت کی بات چیت کریں ۔ اگر تیرے بادشاہ کو موتی مطلوب تھا تو کیوں درویشوں سے طلب نہ کیا اور خریداری کی بات کے لئے تجھے بھیجا ۔ اور پھر نہایت جلال سے ان دو موتیوں میں سے ایک موتی اٹھاکر فرمایا ملک جہاں خاں یہ دانہ مروارید تیرے بادشاہ کی امانت ہے اور دوسرے موتی کو ہاتھ میں لیکر اس باولی میں جس کے کنارے آپ تشریف فرما تھے ڈالدیا اور بحالت غضب گھر میں چلے گئے بادشاہ آنحضرت کی یہ حرکت سن کر کشیدہ خاطر ہوگیا جیسا کہ نظم میں کہا گیا ہے ۔

ہر کہ بادشاہان دین آرد نیاز	بادر مقصود وے او را رساند
چوں سکندر کرد عرض ناسزا	اوز درِ بے بہا محروم ماند

اس تصرف کے مشاہدہ کے بعد ملک جہاں کا اعتقاد حد سے زیادہ ہوگیا اور اس روز سے نہایت خلوص و رسوخ سے اس کی آپ کی خدمت میں اکثر آمد و رفت ہونے لگی ۔

تکمیل سنت :- ایک دن باعتقاد خلوص تمام اس نے گزارش کی کہ پہلے کے بزرگوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے خادموں کو سرفراز کیا کرتے تھے ۔ اس بندہ درگاہ کو بھی آنجناب سے یہی امید ہے ۔ فرمایا بتا تیرا مقصد کیا ہے عرض کیا غلام کی ایک لڑکی ہے اگر شرف خدمت وضو کیلئے اس کو درجہ پذیرائی عطا کیا جائے تو زہے عز و شرف ، افضل التارکین نے فرمایا ملک جہاں ہم فقیر لوگ ہیں اور تم امرائے دکن سے ہو بادشاہ وقت کے وزیر اور اس زمانہ کے امیر کبیر ہو کس طرح یہ کام مناسب و موزوں ہوگا ۔ خاں مذکور نے عرض کیا کہ یہ بندہ درگاہ حضرت سے نسبت پیوندی نہیں بلکہ اپنی عاجزہ کو بطور کنیز خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے ۔

افضل التارکین نے فرمایا کہ ملک جہاں خاں اگر یہی امر کہ تیرے مرکوز خاطر ہے تو فقیر بطریق سنت جد شریف حاضر ہے یعنے یہ فقیر اس کام کے کئے ایک مستعار سواری پر چند خدمت گزار فقراء کے ساتھ تمہارے پیچھے ہی حاضر ہوجائے گا ۔ عقد شرعی کرکے اپنی لڑکی میرے حبالہ عقد میں دیدو ۔ ملک جہاں خان رضا مند ہوگیا حاصل کلام خان معزز نے گھر آکر اپنی لڑکی کو نہلا دھلا کر خوشبو اور زیور سے آراستہ کرکے فعل مسنون

بجالایا اور اسی سواری ڈولی میں جس کو افضل التارکین بازار سے کرایہ پر لائے تھے سوار کروایا اور بہایت اعتقاد و رسوخ کے ساتھ روانہ دولت خانہ کردیا۔

فقر کی دولت:۔ حضرت افضل التارکین نے اس بانوے باعصمت و عفت کو اپنے گھر میں لاکر پرانے بوریئے کے فرش پر جو کھجور کے پتوں کا بنا ہوا تھا بٹھادیا۔ ہند اور دکن کی مستوارت کا یہ قاعدہ ہے کہ دلہنوں کو آنکھیں بند کروا کے حجاب کیساتھ بٹھاتے ہیں۔ اس طرح یہ بانوئے عصمت و عفت بھی بیٹھی ہوئی تھی حضرت افضل التارکین نے فرمایا اب تم کو حق تعالی نے میرے عقد میں لایا اور میرا محرم راز بنادیا ہے۔ لہذا تم کو چاہیئے کہ مجھ سے حجاب نہ کریں اور سیدھے شرفا کی طرح بیٹھیں۔ بمجرد یہ جملہ سننے کے بعد اس بانوئے عصمت و عفت نے اپنے رخ آفتاب سے چادر حجاب کھینچ لی اور سیدھا ہوکر بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا اگر اس فقیر کی دلجوئی منظور ہے اور فقیر کو چاہتے ہو تو یہ ناپاک زر و زیور جو تمہارے جسم پر ہیں اتار کر فقیر کے سامنے رکھو تاکہ درویشوں کو دیدیا جائے۔ یہ سنتے ہی بی بی صاحبہ نے جن کا نام زہرہ صاحبہ تھا ایسا ہی کیا یعنی تمام زیور جو آپ پہنی ہوئی تھیں لاکر آپ کے سامنے رکھدیا۔ اس کے بعد افضل التارکین نے فرمایا کہ اے اہل خانہ تم یہاں آنے کے بعد تمہارے والد نے بطور جہیز جو جواہرات وغیرہ بھجوائے ہیں وہ بھی پیش کرو۔ ماں صاحبہ نے ایسا ہی کیا یعنی صندوقچوں سے ان کو بھی نکال کر خدمت میں پیش کیا۔ ملک جہاں خاں نے چند سونے چاندی کے برتن اور اقسام کے فرش و ملبوسات زرین جو اپنی لڑکی کے پیچھے روانہ کئے تھے ان کو بھی افضل التارکین نے طلب فرمایا اور تمام زیورات اپنے دست مبارک آوند میں کوٹ کر ریزہ ریزہ اور پارہ پارہ کردیا اور فرش و لباس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور اس کے بعد کوٹے ہوئے زیورات کو کپڑے کے ٹکڑوں میں باندھ کر اپنے دولت خانہ کے در فیض کے سامنے پوٹلیاں رکھدیں اور اعلان فرمایا کہ جو درویش آکر سوال کرے وہ بطور ہدیہ ایک پوٹلی اٹھالے ایک درویش نے لالچ سے دو پوٹلیاں اٹھالیں۔ ہر چند کہ خدام بارگاہ نے منع کیا پوٹلیاں اٹھانا تھا کہ اسی وقت درد شکم سے بے تاب ہوکر گرپڑا۔ خدام نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک درویش صحیح و تندرست آکر بیمار ہوگیا ہے۔ فرمایا کہ شاید لالچ سے دو پارچے اٹھائے ہونگے اس سے کہو کہ ایک پارچہ رکھدے اور ایک اٹھالے انشاء اللہ درد جاتا رہے گا اور صحت ہوگی۔ خدام نے درویش کو یہ پیام پہنچایا اور وہ اپنی حرکت پر تائب ہوکر حسب ارشاد عالی عمل کیا۔ اسی وقت اس کو درد سے نجات حاصل ہوئی۔ اسلئیے ایک شاعر نے نظم میں کہا ہے کہ

ہمت سیف اللہ زبان اولیاء | کہ کند بر ہر کہ انداز و خطا
قہر لطف ست جوہر سیف زماں | سیف آہن بس فقط داروزباں

بہر حال افضل التارکین نے اپنی شریک زندگی کو ایک ہی دن میں اپنے رنگ میں رنگ دیا اور دولت دنیا کے عوض دولت فقراء سے مالا مال کر دیا۔

لطافت:۔ لطایف قادری میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت افضل التارکین جس روز سے اس مخدومہ شریفہ کو اپنے خانہ فیض آشیانہ لے آئے تھے پھر آپ نے ان کے والد کے گھر کو رخصت نہیں کیا۔ البتہ ایک دفعہ اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ اتفاق ایسا ہوا جب ام المریدین کو شاہ عبداللطیف ثانی عرف بڑے پیر صاحب کا حمل تھا ان کی والدہ نے جو حضرت شکر باراں کی اولاد سے تھیں حمل کی اطلاع پاکر اپنی لڑکی سے ملاقات کا بہت اشتیاق ظاہر کیا افضل التارکین جو اس وقت شاداں و فرحاں تھے فرمایا ملک جہاں مضائقہ نہیں۔ لیکن دو شرط سے اجازت دیجاتی ہے۔ ایک تو یہ کے کوئی کھانے پینے کی چیز تمہارے گھر کی کھلائی پلائی نہ جائے دوسرے یہ کہ چار گھڑی کے اندر پھر اپنے گھر واپس آجائیں۔ خان مذکور نے غنیمت سمجھ کر دونوں شرطیں قبول کرلیں۔ حضرت افضل التارکین نے دستور کے موافق ماں صاحبہ کو کرایہ کی ڈولی میں دو فقیروں کے ہمراہ ان کے والدین کے گھر کو روانہ فرمایا اور یہی دو شرط بوقت روانگی بھی تاکیداً مخدومہ سے فرمائے۔ الغرض ام المریدین حضرتہ زہرہ صاحبہ بنت ملک جہاں خانصاحب اپنے والدین کے مکان میں آئیں تو ماں کی ملاقات اور کلمات فراق وغیرہ میں مقررہ وقت گزر گیا۔ ام المریدین نے والدہ سے واپسی کی اجازت طلب کی والدہ نے کہا بیٹی کوئی چیز کھاکر سوار ہو لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر سے بھوکی نہیں جایا کرتی۔ ام المریدین نے کہا کہ حضرت نے مجھے اس بارے میں منع فرمایا ہے۔ میں کچھ کھا نہیں سکتی۔ ماں نے کہا حضرت اپنے گھر میں تشریف فرما ہیں کوئی مضائقہ نہیں کچھ کھا کر جاؤ۔ مجبوراً ماں صاحبہ قبلہ نے والدہ کی خاطر سے کہا کہ امی جان اگر مرغی کے انڈے کا تلا ہوا چیلا لایا جائے تو بہتر ہے کہ میرا دل اس کو کھانا چاہتا ہے غرض پکانے والی فوراً چیلہ تیار کر کے لے آئی اور ام المریدین اس کے چند ٹکڑے کھاکر کئی دفعہ اپنا منہ پانی سے دھوکر پان لوازم خوشبو کے ساتھ کھایا تاکے منہ سے انڈے کی بو نہ آسکے۔ الغرض وقت مذکور گزرنے کے بعد جب حاضر خدمت ہوئیں تو حضرت افضل التارکین نے فرمایا۔ اھلی اھلا و سھلا اپنے وعدہ پر آگئیں۔ لیکن دوسری شرط پوری نہیں ہوئی انڈے کے چند ٹکڑے تمہارے پیٹ میں چلے گئے حق تعالی تمہارے بطن میں لطیف کو رکھا ہے اور یہ کثافت اس تک نہ

پہونچنی چاہئیے ۔ اس کے بعد چند پیسے املی کے پانی میں ملا کر اسکا آب زلال ماں صاحبہ کو پلایا ۔ جس سے قے ہونے لگی حاصل تحریر کہ حضرت روشن ضمیر نے اتنا پانی پلایا کہ قریب کہ حمل ہی ساقط ہو جائے ۔

حایل آید چو سد درد دیوار	پیش روشن دلاں حجابے نسیت
بر زمیں ماندہ عرش رادیدن	ایں صفت ہم درافتا بے نسیت

کچھ دیر کے بعد جب ماں صاحبہ کے منھ سے خالص سفید پانی نکلنے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ اب تمہارے پیٹ میں لطیف ہے ۔

راوی کہتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت شاہ عبداللطیف ثانی ابن حضرت افضل التارکین رحمہ اللہ تعالے گفتگو میں فرمایا کرتے تھے کہ " لطیف، لطف مادرزاد ہے " اس کا اشارہ اس جانب ہے کہ اہل دنیا کے طعام کی کثافت حضرت کی والدہ کے شکم میں نہ پہونچ سکی جیسا کہ اوپر گذرا ۔

جلالی طبیعت :۔ حضرت افضل التارکین کی مزاج میں صفت جلالی تھی آپ بدرکمال و مظہر آثار قہر جلال تھے تمام اوقات میں اسمائے جلال حق کا ظہور ہوتا تھا ۔ اسلئے حضرت ماں صاحبہ کسی کو اپنا پس خوردہ نہ دیتی تھیں ۔ اور حضرت بھی اس بارے میں بہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے ۔ آپ کا کھانا بھی ام المریدین بہایت طہارت سے خود اپنے ہاتھ سے پکاتی تھیں اور افضل التارکین کھانا کھانے کے بعد بچا ہوا کھانا دوسری بچی کچی چیزوں کے ساتھ جیسے پانی، نمک، جلی ہوئی لکڑی، راکھ وغیرہ کو باؤلی میں ڈالدیتی تھیں ۔ جو اس باولی کا پانی پی لیتا تھا اسی وقت آثار جذب اس میں پیدا ہو جاتے ۔ چنانچہ ایک عورت نے جس نے حضرت سے خرقہ پہنا تھا اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں سرگرم رہا کرتی تھی ایک روز اتفاقاً قضاء و قدر سے کوئی چیز آپ کی پس خوردہ بہ نیت امتحان عمداً و قصداً کھالیا کچھ ہی دیر میں علامت خبط و جنون ظاہر ہوگئے اور اس نے یاد گوئی شروع کردی بہت علاج معالجہ کیا گیا لیکن فائدہ نہ ہوا ۔ مختصر یہ کہ چند روز اسی عالم دیوانگی میں رہ کر بالآخر فوت ہوگئی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ آنحضرت کی فاتحہ کا کھانا بہایت طہارت سے پکایا جائے تو علامات قبولیت نیاز ظاہر ہوتے ہیں ورنہ آثار نامقبولیت پیدا ہو جاتے ہیں ۔ بارہا اس کا تجربہ ہوا اس فقیر کے پیر دستگیر کو اس بارے میں بہایت احتیاط و پاس داری حد سے زاید تھی اور فرماتے تھے اے دوستو اور اس خاندان سے محبت رکھنے والو آنحضرت کے عرس کی نیاز میں طہارت کاملہ ملحوظ رکھو اور آپ کے عرس کے روز نیاز کو واجبات طریقت سے سمجھو کیونکہ بجز آپ کی آل کے بظاہر آپ کا سلسلہ اولاد منقطع ہو چکا ہے اگرچہ ہم تمام غلام آپ کی

باطنی ذرمت ہیں۔

قوت و شجاعت :۔ سکندر ثانی کا ایک ہاتھی تھا جس کو وہ بہت عزیز رکھتا تھا۔ یہ ہاتھی ہمیشہ مست رہتا اس کے لئے بادشاہ کی جانب سے لوگوں کا خون معاف تھا۔ اس کو منصب ہزاری مع جاگیر دیکر "فرعون" کے نام سے سکندر نے نامزد کیا تھا اس ہاتھی کی بدمستی اور کینہ پروری سے کئی لوگ ہلاک ہوگئے۔ دستور یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک بار یہ باہر نکالا جاتا اور فیل بان اس کو گشت کے لئے صحرا لے جاتے۔ اس روز شہر بیجاپور کے لوگ گھوڑے پر سوار ہوکر اس کے مقابل یا بازو نہ آتے کیونکہ وہ گھوڑے کا دشمن تھا گھوڑے کو دیکھتے ہی اس کا تعاقب کرتا اور جب تک اس کو ہلاک نہ کردیتا چین نہ لیتا اور گھانس و دانہ نہ کھاتا۔ یہ بات مشہور ہوچکی تھی لیکن حضرت افضل التارکین اس روز اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تلوار یا نیزہ اپنے ہاتھ میں لے کر فرماتے دوستو! آگاہ ہوجاؤ آج فرعون باہر آرہا ہے۔ ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ کیلئے موسی بھی نکلے لہٰذا آپ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اس کے سامنے سے بھی کئی طرح گذرے ہرچند متعینہ لوگ آپ کو منع کرتے کہ حضرت اس سرکش حیوان کے مقابل تشریف نہ لائیں تو زیادہ بہتر و مناسب ہے لیکن آپ ان کی گذارش قبول نہ فرماکر کئی بار برق رفتار اس کے سامنے سے گذر جاتے اور کبھی نہایت تیزی سے اسکے قریب جاکر تلوار یا نیزے سے اسکی پیٹ یا سونڈ پر ضرب لگاکر اس طرح جست لگاتا کہ ہرچند وہ ہاتھ پاؤں پٹکتا اور تعاقب کرتا لیکن آپ کے گھوڑے کی نعل کی گرد تک بھی نہ پہونچ سکتا پھر حضرت دوسری طرف گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے لاتے اور دوسری ضرب لگاتے غرض تمام دن حضرت کا یہی مشغلہ رہا آخر فرعون مجبور ہوکر سر پر مٹی اڑاتا اور تھک کر ٹھہر جاتا پھر حضرت اسکی نظر سے پوشیدہ جانب سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے اس کے مقابل آتے اور اسکی پیٹ پر تلوار کا ضرب لگاتے اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے نکل جاتے ہاتھی پھر گھوڑے کا تعاقب کرتا لیکن اسکی نعل کی گرد تک نہ پہونچ سکتا۔ خلاصہ یہ کہ صبح سے شام تک یہ کیفیت رہتی۔ حضرت کی مزاج وہاج میں اس بازی گری کا ایسا میلان تھا کہ ہر کس و ناکس اس روز اپنے مشاغل روزگار چھوڑ کر یہ عجیب و غریب تماشہ اور آپ کی قوت کاملہ کا مشاہدہ کرنے بلدہ دارالظفر بیجاپور کی حصار پر جمع ہوجاتے الغصہ ہفتہ میں ایک روز حضرت کا یہی معمول تھا جب دن ختم ہوجاتا آپ رات کے وقت گھر تشریف لاتے اور فرماتے کہ ہاں ہر فرعون کے لئے ایک موسی ہے جس کی فتح اس کو دیکنی ہے۔ حاصل کلام بعض حضرت کے گھوڑے کی تعریف کرتے اور بعض آپ کی اسپ رانی کی مدح کرتے۔ حضرت افضل التارکین ارشاد فرماتے دوستو آگاہ ہو انشاء اللہ القادر فقیر جس گھوڑے پر خواہ سست

ہویا قوی سوار ہوگا ۔ یہ صفت سواری ظاہر ہوگی اور وہ اسی طرح تیزگامی کا مظاہرہ کریگا ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہاہے ۔

نیست وصف جست اسپ برق   بلکہ باشد وصف ذات شمساد
گر بہ مرکب راکسے ناقص بود   خودبہ مرکب از عدو ہا لک بود
لیک آں راکب کہ دارد صدکمال   نیستش ہیچے زدشس در خیال

مثنوی شریف

اسپ بے راکب چہ داند رسم دراہ   شاہ باید تاہد اند شاہ را

جفر میں مہارت :۔ صاحب لطایف قادری کہتے ہیں کہ ایک روز ایک جفار آپ کا متحان کمال لینے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کو علم جفر اور کشف بسایط میں بڑی مہارت ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس خصوص میں حضرت کچھ بیان فرمائیں اور اس علم کے عجائبات سے کوئی چیز بتائیں ۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کو زمانہ سابق میں اس علم اور فن کی مشق کا خیال دامن گیر تھا اس کو ایک عرصہ ہوگیا ۔ اس علم وفن کے قواعد بسایط اور انضمام ذہنی سے اتر گئے تمہاری خاطر کوئی چیز بتادی جائیگی ۔ پھر آپ نے کسی خادم سے فرمایا تین چار لوہے کہ بڑے خم جو حلوہ فروش استعمال کیا کرتے ہیں لے آئے اور فلاں صحرا میں فلاں طرف تیار رکھے تاکہ اس علم کے عجائبات ظہور میں آسکیں خادم نے اسی طرح کرکے خدمت میں گزارش کی اس کے بعد حضرت اس جفار کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے اور ان پیسوں میں جفر کا ایک نقش لکھ کر ان کو اونچے درختوں پر لوہے کی زنجیروں سے لٹکا دیا ۔کہتے ہیں کہ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ وہ خم خالص سونے کے ہوگئے اور ان میں اشرفیاں ظاہر ہونے لگیں تاآنکہ تمام خم اشرفیوں سے لبریز ہوکر اشرفیاں نیچے گرنے لگیں کامل دوگھنٹہ تک یہ واقعہ تمام حاضرین نے چشم شہود سے دیکھا ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے فلاں یہ ایک بسط تضاعف کا قاعدہ تھا جو تو نے دیکھا اسی سے اس علم کے تمام بسایط کو خیال کرلے ۔ راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھ کر جفار کے تن بدن میں لرزہ پڑگیا اور اپنے قول پر نادم و شرمندہ ہوکر حضرت کے قدموں پر گرپڑا جیسا کہ اک بزرگ فرماتے ہیں ۔

اے برادرآں بنود علم جفر دارد اسم اعظمش چندیں اثر
بر جماد وہم نبات اعلام شاں حکم نافذ داشت برجن وبشر

حضرت افضل التارکین نے اس عجیب واقعہ کے مظاہرہ کے بعد اجنہ کو یاد فرماکر حکم دیا کہ یہ تم فلاں باولی میں جو آبادی سے بہت دور واقع ہے ڈال دیئے جائیں ۔ اجنہ نے حسب ارشاد تعمیل کی ۔

غیرت و حمیت :۔ آپ کے آخر زمانے میں حضرت شاہ امین الدین علی اعلی علیہ الرحمہ معاصر تھے بیجاپور میں ان دو بزرگوں کی بہت شہرت تھی ایک روز حضرت افضل التارکین ایک خادم کے گھر تشریف لے جارہے تھے آپ کا گذر ان کے سامنے سے ہوا شاہ امین الدین علی مجذوب سالک تھے ۔ بمجرد آپ کو دیکھنے کے ایستادہ ہوگئے اور آپکے گزرنے تک اسی طرح ایستادہ رہے ۔ اسکے بعد موصوف حضرت افضل التارکین کے گھر میں آکر صحن مکان میں جہاں شاہ عبداللطیف ثانی بمقتضائے امام طفولیت دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے انھیں اٹھالیا اور اپنے گھرلے آئے اور ان سے دریافت کرنے لگے کہ آپ کو کونسی سرزمین کا مالک اور کونسی ولایت کا قطب کروں ۔ کبھی کہتے معلوم نہیں آپ کے والد کیا فرمائیں گے ۔ غرض کچھ دیر اسی طرح گفتگو کرتے رہے اس اثنا میں افضل التارکین اپنی خانقاہ میں رونق افروز ہوئے اور وہاں آپ کو معلوم ہوا کہ اس طرح کا واقعہ ہوا ہے ۔ فوری کمال جلال غیض و غضب میں شمشیر حمائل کرکے اپنے گھر سے باہر نکل کر حضرت شاہ مجذوب کے گھر پہنچے ۔ آپ کے منہ سے غصہ سے کف نکل رہا تھا انہیں بالفاظ مذکور کلام میں مشغول دیکھ کر اپنے فرزند ارجمند کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ صاحب کسی قسم کی تکلیف نہ فرمائیں ۔ فقیرزادہ قادری ہے اس کا مقسوم اس کے وجود کے ظہور سے قبل ہی معین ہوچکا ہے ۔ جو اس کو پہونچ کر ہی رہیگا ۔ شاہ امین الدین علی جس طرح حضرت کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوے تھے اسی طرح کھڑے رہے اور کچھ نہ کہا اور حضرت افضل التارکین اپنے فرزند کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر تشریف لائے ۔ ایک شاعر نے کہا ہے

منعمے فرزند خود راکے کند محتاج غیر کس پرد احسان چہ خواہد کر دزاں ہم عار داشت

اخوت و محبت :۔ حضرت افضل التارکین اور حضرت سید شاہ محی الدین ثانی ایک روح دو قالب تھے باوجود برادران حقیقی ہونے کے آداب طریقت ملحوظ رکھتے اور ایک دوسرے سے مراتب صاحبزادگی اور مدارج شیخیت ادا کرتے ۔ حضرت افضل التارکین کا معمول تھا جب کوئی دارالظفر بیجاپور سے حیدرآباد آجاتا اور آپ کی

خدمت میں بغرض حصول اجازت حاضر ہوتا تو آپ اس سے فرماتے جب تم شہر حیدرآباد پہونچو تو وہاں میرے بھائی سید شاہ محی الدین ثانی ہیں ان کو میری جانب سے سجدہ تحیت پہونچانا ۔ اسی طرح حیدرآباد سے کوئی بیجاپور جانے کا ارادہ کرتا اور حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کی خدمت میں اجازت کے لئے حاضر ہوتا تو حضرت فرماتے کہ اگر تم کو میرے بھائی افضل التارکین کی خدمت میں جانا ہو تو میرا سجدہ تحیت پہونچانا ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

بہ روح و جاں یکے بودند لیکن	دو جسم آمد بظاہر نے ، بباطن
مگر ایں اشتیاق و آرزوہا	کہ فیما بین خود کردند یکتا
بحب ظاہر آمد ورنہ اے دل	نہ ہجراست و حجاب ست و نہ منزل

مقام رحلت :۔ یہ گزر چکا ہے کہ پہلے آپ جب حدود بیجاپور میں داخل ہوئے تھے ایک مٹ میں فروکش ہوئے اور جب آپ کو وہاں سے خارج کرنے کی کوشش کی گئی تو فرمایا کہ انشاء اللہ اب یہیں رہوں گا اور یہیں مروں گا ۔ گوسائیوں کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا آپ نے حضرت سید شاہ محمد مدرس سے بیان کیا اور تائید باطنی کے طالب ہوئے ۔ جس پر حضرت شاہ صاحب بھی متوجہ ہوئے کافر بھی سحر میں درجہ کمال رکھتے تھے انھوں نے سحر و جادو سے سخت مقابلہ کیا لیکن بفضل تعالیٰ بمصداق **فوقع الحق و بطل ماکانو لیعملون** افضل التارکین نے اس سرزمین کو اپنی قوت ولایت سے تسخیر کیا اور تمام گوسائیوں نے مقہور ہوکر راہ فرار اختیار کی اور آپ نے اسی جگہ موافق حکم ازل سکونت اختیار کی چنانچہ یہ مقام علی پور دروازہ کے نام سے مشہور گیا اور جب رحلت پائی تو حسب ارشاد کرامت بنیاد یہیں مدفون ہوئے ۔

صدق اللہ و صدق الرسول و اولیائہ

جاریہ کرامت :۔ کمالات و خوارق عادات اور تصرفات جلیلہ آنحضرت ان گنت و بیشمار ہیں اراں جملہ ایک تصرف ظاہر اور کرامت جو شہر بیجاپور کے باشندوں کے زبان زد اور مشہور ہے یہ ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہاں کے لوگوں کا دستور ہے فوری دستک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی بحرمت حضرت شاہ موسیٰ گم شدہ چیز بتادے فی الواقع یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ اس طرح دہائی سے کچھ عرصہ میں کھوئی ہوئی چیز مل جاتی ہے یہ بھی معمول ہے کہ وہ چیز ملنے کے بعد گیارہ پیسوں کی شیرینی حضرت کے نام سے نذر گزرانی جاتی ہے ۔

تاریخ رحلت:۔ حضرت افضل التارکین کی وفات بتاریخ ۱۴/جمادی الثانی ۱۰۸۱ھ میں ہوئی مورخ خوش گو نے حسب ذیل مادہ تحریر تاریخ کیا ہے ۔

سال و فاتش بگفت ہاتفے بے ریب وطن　　　موسی عالی نسب کرد بجنت وطن

۱۰۸۳ھ

مزار شریف متصل علی دروازہ بیرون شہر چبوترہ پر زیارت گاہ خلق ہے

اولاد کی حالت:۔ آپ کے دو فرزند ارجمند اور چار صاحبزادیوں میں سے ایک مسماۃ سلطانی صاحبہ شاہ زین الدین ابن سید شاہ محمد مدرس سے منسوب ہوئیں جن کی نسل تا حال قائم و جاری ہے ۔ دوسری تین صاحبزادیاں ناکتخدا فوت ہوئیں ازاں جملہ مسماۃ جمال شاہ صاحبہ جو آپ کی تیسری صاحبزادی تھیں ۔ نہایت صاحب تصرف تھیں جنکے تاحال خوارق عادات بیجاپور میں مشہور و معروف ہیں وہاں کے باشندوں کی یہ عادت جاریہ ہے کہ جب کوئی سفر درپیش ہو تو ان کے مزار مطہرہ پر جاکر چند سنگ ریزے یا فرش کی ریت سفر میں حفاظت کی نیت سے اٹھاکر اپنے ساتھ رکھ لیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں کہ ماں صاحبہ اگر ہم بعافیت سلامتی اپنے مکان کو واپس ہونگے تو انشاء اللہ یہ سنگریزے جو آپ کی امانت ہیں پھر یہاں پہونچادیں گے لہذا یہ سنگریزے آپ کی ضمانت ہیں اور آپ ہم سب کی ضامن و محافظ ہیں ۔ روای یہ کہتا ہے کہ اکثر اوقات دیکھا گیا کہ شہر کہ مرد اور عورتیں سفر سے واپسی کے بعد ان سنگ ریزوں کو جہاں سے اٹھالے گئے تھے وہاں رکھ کر اپنی حیثیت کے مطابق ماں صاحبہ کی نیاز کرتے ہیں ۔

راوی کا یہ بھی بیان ہے کہ حضرتہ سیدہ کا جمال جہاں تاب مثل آفتاب تھا کہ کسی کو روئے انور دیکھنے کی تاب نہ تھی بناء برآں آپ اپنے چہرے پر نقاب رکھتی تھیں جو دوسری دو صاحبزادیاں تھیں ان کا نام بی بی صاحبہ و شریفہ صاحبہ تھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما ۔ بی بی صاحبہ مردانہ صفت تھیں کہ اکثر اوقات مردانی لباس زیب تن اور مردانی گفتگو کرتیں تھیں ۔

ان تینوں صاحبزادیوں کے مزارات ایک دوسرے سے متصل اپنے والد بزرگوار کے قریب واقع ہیں ۔

نوٹ: اس رسالہ میں سن وصال ۱۰۸۱ھ تحریر کیا گیا ہے لیکن مادہ تاریخ سے سن یک ہزار تراسی برآمد ہوتا ہے ان دونوں سن سے مختلف مشکوۃ النبوت ۱۰۸۲ھ درج ہے واللہ اعلم بحقیقتہ الحال ۔

لطیفۂ چہارم

مناقب و احوال قدوۃ العارفین، زبدۃ الکاملین، فخر المتاخرین، قبلۂ محققین امام المریدین المحبین عاشق حقانی، مقبول سبحانی، محبوب محبوب ربانی حضرت سید شاہ محی الدین ثانی الملقب من اللہ

حضرت پیر شاہ صاحب قبلہ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار الودود و نور اللہ قلوبنا بانوار الشہود

ولادت و بشارت :۔ آپ حضرت سید الابدال عالی لا ابالی کے تیسرے صاحبزادے تھے ۔ پیر شاہ محی الدین کے لقب سے مشہور و معروف ہیں ۔ جب اس خانۂ جہاں تاریک کو آپ نے اپنے جمال پرنور سے منور کیا تو حسب دستور جیساکہ پہلے دو صاحبزادگان کی ولادت کے وقت ہوا حضرت سید الابدال مقام ولادت پر رونق افروز ہوئے اور اپنے فرزند سعادت پیوند ازلی کو اپنے دست حق پرست پر لیکر بعد ادائی رسوم شریعت یعنی تکبیر و اقامت پیشانی پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید محی الدین چالیس سال کی عمر میں کہ ایام بلاغت طریقت میں مرتبہ قطبیت حاصل کرے گا اور مصاحب خضرؑ ہوگا ۔

طفلی میں کرامت :۔ آپ مادرزاد ولی اور بطن مادر سے صاحب خوارق تھے ۔ جب آپ کی عمر سات سال کی تھی آپ کے پدر بزرگوار کا مکان تعمیر ہورہا تھا ۔ ایک شہتیر طول میں آدھا گز عمارت کے لئے کم پڑی اور نجار اس فکر میں تھے کہ اس کے بجائے دوسری لکڑی فراہم کریں کہ حسن اتفاق سے حضرت شاہ محی الدین ثانی مکتب سے محل سرا کو تشریف لائے ان لوگوں کو متردد و متفکر دیکھ کر آپ نے دریافت کیا کہ اس لکڑی کو کیوں کام میں نہیں لارہے ہیں ۔ عرض کیا گیا یہ طول میں کم ہے ۔ آپ کے دل میں کیا بات آئی کہ خود بدولت نزدیک آکر کھڑے ہوگئے اور اس لکڑی کا ایک سرا مضبوط پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کہ اب یہ لکڑی تمہارے حسب منشاء لانبی ہوچکی ہے کام میں لے آؤ ۔ جب یہ لکڑی ناپی گئی تو واقعی مطلوبہ مقدار کے موافق لانبی پائی گئی اس واقعہ کے مشاہدہ سے تمام حاضرین متحیر ہوگئے ۔ اور یہ کیفیت آپ کے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کی حضرت عالی لا ابالی نے فرزند ارجمند سے مخاطب ہوکر فرمایا بابا! سید محی الدین، تم ان ایام طفلی میں خوارق

ظاہر کر رہے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ قمر نگر میں ہمارے پاس نہ رہوگے اور یہاں تم کو چھوڑا بھی نہ جائیگا ۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد آپ حیدرآباد رونق افروز ہوئے اور یہیں سکونت اختیار کی اور اسی مقام کے صاحب ولایت ہوئے ۔

بیعت و خلافت :۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے تو حضرت سیدالابدال عالی لاابالی نے ایک روز پیرہن مبارک جو جبہ کے نیچے آپ پہنا کرتے تھے اور ایک روایت کے بموجب صوفیوں کی گوڈری اور ایک روایت کے مطابق ایک کفنی اپنے فرزند دلبند کو عطا فرمائی اور بیعت سے مشرف کیا ۔ بارہ سال کی عمر سے بائیس سال کی عمر تک حضرت سید شاہ محی الدین ثانی نے نعمت باطنی اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کی لیکن بحسب ظاہر ، و مشیت ایزدی مسند خلافت اور نعمت خلافت پدری حضرت سید الابدال کی فاتحہ چہلم کے روز حضرت شیخ علی رحمہ اللہ کے دست حق پرست سے جو حضرت لاابالی کے خلیفہ جلیل القدر و جلیل المراتب تھے حاصل کیا اور آداب مشیخت بجالائے راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے بھی صاحبزادے کے مراتب میں تقدیم فرمایا اور عرض کیا کہ یہ آپ کے والد کا بوڑھا غلام ہے بشرط اجابت اس کی گزارش ہے ۔ حضرت شاہ محی الدین ثانی نے کہا کہ یا شیخ فقیر نے آپ کے ہاتھ سے خرقہ پہنا ہے جو کچھ آپ فرمائیں گے بسر و چشم حکم بجالائیگا ۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ صاحبزادے جو مراتب خدمت گزاری میری گردن پر واجب تھے ۔ میں نے بجالائے اور حضرت مرشدی یعنے جناب منیف شاہ عبداللطیف لاابالی کو بھی مجھ سے اسی قدر خدمت منظور تھی الحمد للہ علی کل حال و مقال کہ مجھ سے یہ عمل میں آئی اب عرض خدمت یہ ہے کہ آپ میرے صاحبزادہ طریقت ہیں چاہیئے کہ شجرہ اجداد عالیہ میں اس غلام کا نام درمیان نہ لائیں یعنی اس حلقہ بگوش کے بغیر واسطہ اپنا نام سید الابدال کے نام کے بعد تحریر فرمائیں ورنہ اس غلام کی خاطر شکنی ہوگی حضرت شاہ محی الدین ثانی نے مطابق **الامر فوق الادب** خدمت شیخ میں عرض کیا کہ یا شیخ بمصداق **سمعنا و اطعنا** کہ اطاعت و انقیاد حکم واجبات طریقت سے ہے میں نے قبول کیا ۔

مولف عاصی کہتا ہے کہ اسی وجہ سے جو شجرے ان غلاموں اور کمترین خاکروبان آنجناب کو مرحمت ہوئے ہیں ۔ اسم شریف حضرت شیخ بظاہر عبارت میں اگرچہ کہا جاتا ہے لیکن حقیقت میں آپ کے اسم مبارک کو ورد جان و دل و حرز ایمان کامل سمجھتے ہیں اور حضرت شیخ کو اپنا پیشوا شمار کرتے ہیں ۔

ظاہری و باطنی فضیلت :۔ حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کو آغاز شعور سے تحصیل علم کی جانب توجہ

تھی ہمیشہ علم ظاہر حاصل کرنے میں مشغول رہتے کچھ ہی عرصہ میں اپنے معاصرین پر آپ فوقیت لے گئے اس کے بعد علوم باطنی کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار سے کی ۔ بموجب تحریر صاحب لطائف قادری کسب علوم ظاہری و معنوی اور اشغال باطنی و ریاضات و مجاہدات راہ حق کی جانب آپ آغاز ایام شباب سے طالب و راغب تھے کہ اکثر نغمات طریق عشق آپ اپنے پدر بزرگوار سے پائے ہیں ۔ ترک و تجرید میں آپ کا کوئی نظیر تھا ۔ چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

فیض بطوں سینہ بہ سینہ رسید گوہر معنی بہ سفینہ رسید
کابدہ از بحر فیوضات حق در مسلسل بہ قرینہ رسید

بحر فیض سے یہاں مراد جناب عالی لاابالی ہیں **دام فیضہ و افاضنا اللہ تعالیٰ من فیو ضاتہ**

حیدرآباد کی سکونت:۔ قمر نگر (کرنول) سے عین عالم شباب میں باجازت مطلقہ پدر بزرگوار آپ حیدرآباد تشریف لائے اور چندروز سواد شہر حیدرآباد میں اس طرح سکونت پذیر رہے کہ کوئی آپ سے واقف نہ ہوا اور اس کے بعد شہر کا ارادہ کیا اور دروازہ پل بادشاہی سے رونق بخش آبادی ہوکر اس ندی کے کنارے جہاں قدیم مسجد واقع ہے اس کو پسند فرماکر اس مسجد میں نزول فرمایا ۔

رفع ملامت:۔ مشہور تھا کہ اس مقام پر آسیب کے اثرات ہیں چنانچہ حاضرین وقت اور جو لوگ آپ کے ہمراہ رکاب تھے انھوں نے عرض کیا کہ یہاں ایک سخت خبیث ہے ۔ جس کی وجہ سے یہاں کوئی نہیں رہتا بلکہ شہر کے لوگ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد راستے سے نہیں گزرتے ٹھیرنا درکنار ۔ بعض نے کہا کہ جب رات ہوتی ہے اس گنبد کے صاحب اور اس مسجد کا بانی ملک عنبر نامی جو خبیث ہوگیا ہے راستہ چلنے والوں کو تکلیف پہونچاتا ہے ۔ بلکہ ہلاک کردیتا ہے ۔ اور اکثر کو دو ٹکڑے کرکے اس مسجد کی باولی میں ڈال دیتا ہے ۔ یہ باولی لوگوں کی ہڈیوں سے معمور ہوگئی ہے جو آسیب ہونے کی دلیل ہے ۔ حضرت تشریف نہ رکھیں ۔ یہ بھی بیان کیا کہ آدھی رات کے بعد وہ قبر سے نکلتا ہے ۔ اور لوگوں کی نظروں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے ۔ اس کا قد دو تاڑ کے برابر نظر آتا ہے اور اپنی پنڈلی کھول کر لوگوں کی آمدورفت کے راستہ میں کھڑا ہوجاتا ہے ۔ اس کے دونوں بیضے مثل قبۂ کلاں نظر آتے ہیں جو زمین تک لٹکتے رہتے ہیں ۔ غرض اس کی شکل و شمائل کریہہ اور وضع قبیح ہے ۔ یہ بلند نعرے لگایا کرتا ہے ۔ راہروں کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور روزآنہ توبہ کی آواز اس کی قبر

سے نکلتی ہے جس کے سننے سے عالم تباہ ہوجائے حضرت سید شاہ محی الدین ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ سرہ السامی نے فرمایا کہ جہاں بلا اور آسیب ہو فقرائے بلانوش کی وہی جگہ ہے کہ اہل صفا کی صفائی باطن سے وہ کدورت دفع ہوجاتی ہے اس کے بعد آپ اندرون حصار مسجد تشریف لاکر ایک رات دن گنبد میں رہے ایک روایت ہے کہ ایک ٹھیکری پر ایک نقش لکھ کر اس کے لوح مزار پر رکھ دیا جس سے معاً قبر سے آواز نکلنی بند ہوگئی اور اس روز سے آج تک یہ آواز پھر باہر نہ نکلی اور کسی نے اس کو پھر نہ دیکھا - اس کے اذیت پہنچانے کا کیا سوال ہے اس کے بعد حضرت کچھ عرصہ تک اس مسجد میں معتکف رہے کہ یہ براعت استقلال تھے - اپنے مدفون ہونے کی جگہ وہی بتائی جہاں مرقد انور آنحضرت واقع ہے -

درس استقامت :- جب حضرت اس مسجد میں معتکف ہوئے اکثر فقراء آپ کے ساتھ تھے دو تین روز کے بعد ان فقراء نے گزارش کی حضرت مسجد میں اعتکاف فرماتے ہیں اور عبادت حق میں مشغول ہیں لیکن ہم بھوک سے بے تاب ہوگئے ہیں - فرمایا کہ ساتھیو استقامت سے کام لو غیب سے فتوحات حاصل ہونگے کہ **الصبر مفتاح الفرج** آیا ہے - دوسرے روز مکرر ان فقراء نے گزارش کی اب طاقت بشری باقی نہیں رہی فرمایا فکر کی بات نہیں تم اسی طرح حاضر رہو روزآنہ بستر کے نیچے ہاتھ ڈالو نقد دو روپیہ مل جائیں گے - کہتے ہیں اس روز سے درویشوں کا یہ دستور تھا کہ وقت معینہ پر حضرت کے بستر کے نیچے سے دو روپیہ لے لیا کرتے اور اس کو اپنی وجہ معاش سمجھتے - ایک مدت تک یہ عمل درآمد رہا اس کے بعد جب ایک عالم آنحضرت کی ذات گرامی سے خوب واقف ہوگیا اور ان فتوحات کی اطلاع بھی خلائق کو ہوگئی تو آپ نے ان فقراء کو گدائی کا حکم دیا اور غیب سے درویشوں کی نذر غائب ہوگئی حضرت نے **ترک ماسوی اللہ** کو ترجیح دی باوجودیکہ ایک زمانہ آپ کے خوارق وکشف وکرامات سے واقف ہوکر آپ کی طرف رجوع ہوگیا تھا لیکن آپ نے اتنی احتیاط برتی کہ بیعت سے بھی بہت کم لوگوں کو مشرف فرمایا یعنے آپ کے صرف گیارہ مرید ہوئے -

رشتہ مناکحت :- جیسا کہ حضرت سید الابدال کے حالات میں گذر چکا ہے آپ اور حضرت شاہ ابدال سید میراں حسینی الحموی جو قطب وقت تھے نہ صرف ہم عصر تھے بلکہ دونوں ایک ساتھ حماہ سے دکن آئے تھے اور ایک عرصہ تک دونوں نے ایک ہی جگہ اقامت اختیار کی - اس کے بعد حضرت لاابالی کرنول میں قیام پذیر ہوئے اور حضرت سید میراں حسینی الحموی حیدرآباد منتقل ہوئے - بوقت مفارقت ہر دو کی زبان سے یہ کلمات نکلے تھے کہ اگرچہ بمصداق ہذا فراق بینی وبینک یہ مہاجرت درمیان آئی ہے اور مشیت ایزدی معلوم ہوتی ہے

کہ پھر طرفین میں ملاقات نہ ہوگی **انشاء اللہ المستعان و علیہ التکلان** ہمارا رشتہ قرابت و ازدواج ہمیشہ قائم و جاری رہے گا **الا ماشاء اللہ** چنانچہ جب حضرت سید شاہ محی الدین ثانی حیدرآباد منتقل ہوئے اور حضرت سید شاہ میراں حسینی اور آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبدالقادر ملکاپوری سے ملاقات ہوئی تو موخرالذکر کی صاحبزادی مسماۃ بی بی صاحبہ سے آپ کا رشتہ طے پاگیا اور یہ رشتہ مناکحت بظاہر حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کے حیدرآباد میں قیام کا باعث ہوگیا کہا جاتا ہے کہ جب آپ **متاہل** ہوئے تو تین چار سال تک اپنے خسر بزرگوار کے مکان میں قیام پذیر رہے اس دوران میں صحبت محرمانہ رہی جس کو قلم تحریر کرنے سے قاصر ہے ۔

قدر و منزلت:۔ روایت ہے کہ جب حضرت سید شاہ عبدالقادر ملکاپوری، حضرت شاہ محی الدین ثانی کو دور یا نزدیک سے دیکھتے تو معاً تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوجاتے اور آپ کے آنے تک اسی طرح استادہ رہتے اور ہمیشہ گفتگو میں لفظ شاہ سے مخاطب کرتے ۔ ایک روز حسب معمول حضرت محی الدین ثانی خسر بزرگوار کی خدمت میں آئے ۔ سید محی الدین احمد نے جو حضرت سید عبدالقادر ملکاپوری کے بڑے فرزند اور حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کے برادر نسبتی تھے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت آپ اتنی تعظیم و تکریم کیوں فرماتے ہیں ہماری طرح ان کو بھی آپ سے نسبت خوردی ہے ۔ حضرت قطب الدین سیدنا عبدالقادر ملکاپوری نے فرمایا بابا محی الدین احمد تم اس کو نہیں سمجھ سکتے ۔ فقیر ان کی تعظیم کے لئے از خود نہیں اٹھتا ہے ۔ جب میں ان کو دور یا نزدیک سے دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص میرے مونڈھے پکڑ کر مجھے کھڑا کر رہا ہے ۔ اس کی وجہ سے میں اٹھ جاتا ہوں اور ان کی تعظیم کرتا ہوں ورنہ جیسا کہ تم کہتے ہو صحیح ہے ۔ حضرت سید شاہ محی الدین ثانی بھی اپنے خسر بزرگوار کو والد کی طرح سمجھتے تھے ۔ اور اس طرح ادب سے پیش آتے جیسا کہ والد سے پیش آنا چاہئیے اس وجہ سے ان کی بعض اولاد کا خیال ہے کہ حضرت

---

[1] آپ کی وفات ۱۸/ ذی قعدہ ۱۰۹۹ھ کو ہوئی قبر کاروان بیرون شہر روضہ حضرت سید میراں حسینی بغدادی میں واقع ہے ۔

کو اپنے خسر بزرگوار سے خرقۂ تبرک ملا تھا لیکن یہ غیر صحیح ہے ۔ اگر ایسا ہوتا بھی تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ خسر کا درجہ باپ کا ہوتا ہے غرض ہر دو حضرات ولی برحق تھے ایک دوسرے کی قدرو منزلت خوب جانتے تھے ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

قدر زر ، زرگر بداند قدر جوہر جوہری
قدر گل بلبل شناسد قدر قنبر یا علی

دوسرے شاعر نے یہ نظم تحریر کی ہے

ہر کسے را کہ داد حق تعظیم | چوں نہ سازند اہل دیں مکتریم
ہر کہ باپادشاہ مقرب شد | باندیمان وے مہذب شد

مجاہدہ و ریاضت :۔ آپ کو حضرت بی بی صاحبہ کے بطن سے تین فرزند اور ایک صاحبزادی اور بعض ثقات کی روایت کے بموجب دو صاحبزادیاں ہوئیں ۔ اس کے بعد بمشیت ایزدی ارادہ ترک ماسوی اللہ کا مصمم ہوگیا اس وقت آپ کی عمر شریف پچاس سال کے قریب پہنچ گئی تھی چنانچہ بحکم آیت **فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع** ایک روز بستر سے اٹھ کر صحرا کا رخ فرمایا اور پھر اپنے فرزند سید شاہ عبدالمحی الدین قادری کی رحلت تک خسر بزرگوار کے گھر نہ آئے ۔

صاحب لطائف قادری تحریر کرتے ہیں کہ حضرت شاہ محی الدین ثانی عالم متبحر و عارف کامل تھے ۔ ریاضات ، مجاہدات ، زہد و ورع ، تجرید ، ترک ماسویٰ اللہ اور تفرید میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ۔ پینتالیس سال تک اور ایک روایت کے بموجب کامل پچپن سال تک حیدرآباد کے سواد میں بعالم تنہائی و یکتائی سیر و سیاحت میں مشغول بحق رہے دو دو مہینوں تک شہر مذکور کے لوگوں کی نظر سے غائب رہتے کسی کو حضرت کا پتہ یا نشان معلوم نہ ہوتا اکثر اوقات کچول بنڈہ کے غار میں جو بلدہ حیدرآباد سے جانب مغرب تین کوس کے فاصلہ پر چلہ کش رہے چنانچہ اب تک آپ کے چلہ کی جگہ آپ کے اسم گرامی سے موسوم و مشہور ہے ۔

عالم محویت :۔ اکثر اوقات آپ مغلوب الحال رہتے تھے اور کبھی افاقہ ظاہری ہوتا تھا ۔ بعض وقت استغراق اس درجہ بڑھ جاتا اور اس قدر محویت طاری ہوجاتی کہ ایک ایک ہفتہ ایک ہی ہئیت کے ساتھ نشست فرماتے عالم شہادت کی کوئی خبر نہ ہوتی اگرچہ کہ مظہر عالم الغیب و الشہادۃ تھے اور پھر جب عالم

ناسوت میں آتے تو بہت کم وقت اس کی جانب متوجہ ہوتے اور اس کے بعد غلبہ حال میں مستغرق ہو جاتے۔ چنانچہ ایک روز آپ حقہ نوش فرما رہے تھے یکایک فنائے احدیت کا غلبہ ہوا اور حالت استغراق و محویت میں حقہ کی آگ دست مبارک پر پڑی جس سے وہ جلنے لگا اور چنگاری ہاتھ کی ہڈی تک پہونچ گئی لیکن مسکر عشق حق و محوذات الٰہی جس طرح مستغرق تھے ویسے ہی رہے۔ الغرض جب چمڑا جلنے کی بو وہاں اطراف و اکناف سے آنے لگی تو ایک درویش نے جو ترک دنیا کر کے آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور چند روز قبل حضرت نے ان کو خرقہ فقراء عطا فرمایا تھا لیکن کوئی نام نہیں رکھا تھا۔ آپ کے نزدیک آکر دیکھا کہ آپ یاد حق میں مستغرق ہیں اور دست مبارک مشعل کی طرح جل رہا ہے درویش کو صبر و تحمل کی طاقت نہ رہی بے تامل و تردد آں حضرت کو ہلا کر بیدار کیا اور عرض کیا کہ یا شاہ ہوشیار ہوئیے کہ ہاتھ جل رہا ہے روای کا بیان ہے کہ حضرت نے ایک بار آنکھیں کھول کر درویش کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ "عجیب حیوان ہو" درویش اس وقت حقیقت حال سے خبردار ہو کر نادم و پشیمان ہوئے اور پھر دل میں خیال آیا کہ حضرت پیر و مرشد نے لباس درویشی سرفراز کرنے کے بعد مجھے کسی نام سے یاد نہیں فرمایا بجز اس وقت مجھے حیوان سے خطاب کیا، بس یہی وجہ موجہ بہتر ہے کہ میرا نام حیوان شاہ ہو چنانچہ اس روز سے لوگ ان کو حیوان شاہ کے نام سے پکارنے لگے آخر میں یہ درویش صاحب ارشاد ہوئے سبحان اللہ کیا اعلیٰ مقام ہے کہ سالک کامل کو غلبہ حقیقت حال نے مطلق مجاز کی جانب نہ پلٹایا اور اللہ اللہ کیا اونچا مقام ہے کہ آتش عشق جس میں پڑ جاتی ہے اس کو اپنا ہم رنگ بنا لیتی ہے بلکہ سب کو اس کی نظر میں وہی کر دیتی ہے

ایں عجب قدرتیست ربانی	گفت حیواں و داد انسانی
محی الدین ثانیش خوانند	جد او بود شاہ جیلانی

حاصل کلام یہ کہ استیلائے حال اور غلبہ احدیت نے آنحضرت کو اس قدر فانی کر دیا تھا کہ لوگوں کی جان پہچان خواہ وہ اولاد احفاد ہوں یا اہل قرابت وغیرہ ہوں باقی نہ رہی تھی۔ ان سے ملاقات کے بعد فوری انھیں آپ نہیں پہچانتے تھے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تاتوئی درمیان ہست دوئی	اوو تو ایں یگانی نبود
محو شو تاشوی یگانہ بہ حق	او بماند توئی و تو برود

کہ حقیقة التوحید الفناء فی التوحید کہا گیا ہے۔

ایک روز آپ ایک مسجد میں جو قلعہ گول کنڈہ کے عقب میں واقع ہے اپنے بستر پر مستغرق تھے ایک درویش سیاح ہندوستان سے سیاحت کرتے ہوئے وارد ہوا اور اس مسجد میں آپ کے بستر کے نزدیک اپنا بستر لگایا۔ جب رات گذر کر صبح ہوئی تو دیکھا کہ حضرت اسی طرح عالم استغراق میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ درویش نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا اے دزد درویش ہوشیار ہو اور استغراق مکر دور کر کہ بظاہر خود کو صوفی ظاہر کرتا ہے اور باطن میں سارق ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرے بستر میں دو اشرفیاں تھیں جو اب غائب ہیں رات میں تمہارے سوائے میرے نزدیک کوئی اور نہ تھا خیریت اسی میں ہے کہ میری اشرفیاں مجھے واپس دیدو اس میں تمہاری بزرگی چھپی رہے گی ورنہ میں سخت اذیت دوں گا ناشائشتہ طور پر پیش آؤں گا اور شہر کے کوتوال کے پاس لے جاؤں گا۔ حضرت نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اسی طرح مراقبہ وحدت میں مشغول رہے جیسا کہ پہلے تھے۔ درویش نے ناشائستہ گفتگو شروع کی بالآخر زبان درازی سے بڑھ کر اپنی کمر کی رسی نکال کر آپ کے دونوں ہاتھ باندھ کر نہایت بے ادبی اور گستاخی سے قوت کے ساتھ کھینچا جب ہاتھ کھینچنے کی حرکت محسوس ہوئی تو آپ بستر سے اٹھے اور درویش کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے غرض مسجد مذکور سے یا موضع ملکاپور سے کہ اس میں اختلاف روایت ہے۔ شہر کے قریب پہونچے حسن اتفاق سے آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت شاہ عبدالحی الدین و حضرت شاہ عبداللطیف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہما خادموں اور مریدوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ جو کسی خادم کی دعوت کے سلسلے میں شہر کو گئے تھے واپس ہو رہے تھے اثنائے راہ میں دور سے دیکھا کہ پدر بزرگوار بہ ہیئت مذکور تشریف لا رہے ہیں پہلے انھوں نے تفحص کیا و تامل کیا جب نزدیک پہونچے تو صاحبزادہ کلاں نے دوسرے صاحبزادہ سے فرمایا کہ بھائی دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یقینی طور پر حضرت ہی ہیں لہذا دونوں حضرات اپنی سواریوں سے اترے اور پدر بزرگوار کے قریب حاضر ہوئے پہلے درویش سے حضرت کے ہاتھ باندھنے کی وجہ دریافت کی۔ گستاخ درویش نے کہا کہ کل رات کو ہم دونوں ایک مقام پر بازو بازو بستر لگائے ہوئے تھے۔ میرے پاس دو اشرفیاں تھیں جن کو میں نے بستر کی تہ میں چھپا رکھا تھا۔ وہ دونوں اشرفیاں

گم ہیں میرے نزدیک ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ میرا گمان غالب ہے کہ انھوں نے ہی یہ اشرفیاں لے لی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا لیکن نہ یہ ہاں کہتے ہیں نہ نہیں کہتے ہیں۔ خاموشی سے مطلب ادا کرتے ہیں۔ لہذا ان کو کوتوال کے پاس لے جارہا ہوں تاکہ سزائے واقعی دلاؤں ہر دو صاحبزادوں نے اس بارے میں تکرار یا گفتگو کرنا مصلحت وقت نہ جان کر تمام آلات طلائی اسلحہ جو حاضر تھے دوگنا یا سہ گنا اس درویش کو دے دیا اور کہا کہ اب ان بزرگوار کے باندھے ہوئے ہاتھوں کو کھول دے کہ یہ ہمارے پدر بزرگوار ہیں جب درویش نے ہاتھ کھول دیئے اس وقت دونوں صاحبزادگان والا مناقب عالی کرامت نے پدر بزرگوار کے قدم پر گر کر کف پا کو بوسہ دیا اس وقت عالم استغراق و محویت شہود حق سے افاقہ میں آکر اپنی آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ ہر دو صاحبزادوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت کے غلام ہیں۔ سیاق کلام اور ان کی آواز پہچان کر ارشاد فرمایا بابا عبداللطیف اور عبدالمحی الدین آپ لوگ اس جاہل درویش کے ارادے کے مانع ہوئے، درویش کے اس سخت برتاؤ اور اس کے حرکات سے میں خوشنود تھا جو کچھ اس نے کیا کہ اس میں میری عین رضا تھی کہ میری آتش عشق اس سے اور تیز ہورہی تھی اور اس راستہ کا ذوق و شوق ہر قدم پر اس کی کوشش سے بغیر کسی کوشش کے بڑھ رہا تھا اور مزے پر مزہ مل رہا تھا۔ صاحبزادے ہاتھ باندھے ہوئے یہ سن کر متحیر اور ساکت ہوگئے درویش کا ضبط و تحمل بھی جاتا رہا آخر میں اس نے اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھدیا اور کہا کہ میں ہندوستان میں جو میرا وطن مالوف ہے سنا تھا کہ حیدرآباد میں ایک بزرگ اس نام کے ہیں جو بے نفس اور مجاہدہ نفس کش ہیں جن میں مطلق نفسانیت بشری نہیں ہے۔ ہندوستان سے میرا یہاں آنا محض بغرض امتحان تھا۔ حق تعالیٰ کی وحدت کی قسم کہ ان کی انکساری اور نفس کشی کی حد نہیں ہے میں نے جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا اور ان ابیات کا مضمون ادا کیا ہے

بے ریاضت نہ تواں شہرۂ آفاق شدن ماہ لا غر شود انگشت نمائی گردد

مثنوی شریف

نفست اژدرہاست او کے مردہ است — از غم بے آلتی افسردہ است

از سموم نفس چوں ما علتی — ہرچہ گیری تو مرض را آلتی

مات کن او را و ایمن شوزمات — رحم کم کن نیست از اہل صوات

ہر خسے را ایں تمنا کہ رسد — موسیٰ باید کہ اژ در راکشد

نفس خد راکش جہانے زندہ کن — خواجہ راکشت است اور ابندہ کن

او لبوے اصل خود ہمچو خلیل — بگزر از استادہ و چرخ علیل

اس کے بعد وہ درویش حضرت کی خدمت میں رہا اور بقیہ عمر آپ کے حضوری میں بسر کر کے فیض باطن حاصل کیا ۔ جب فوت ہوا تو اس کو روضہ مقدسہ میں جہاں مزار حضرت ہے دفن کیا گیا یہ درویش بھی آپ کے گیارہ مریدوں میں سے ایک مرید تھا ۔

ایک روز ایک خادم نے جو حلقہ ارادت و بندگی کو گوش صداقت میں مستحکم رکھا تھا حضرت کو بتقریب دعوت اپنے گھر میں قدم رنجہ ہونے کی زحمت دی حضرت نے اس کے خلوص و رسوخ کی بنیاد پر دعوت قبول فرمائی اور تشریف لے گئے ۔ خادم ساتھ ساتھ تھا ۔ آپ ایک پستہ قد اور لاغر گھوڑے پر سوار تھے اور بطور مراقبہ حالت تفکر سربہ گریباں تھے ۔ احتیاطاً ایک طرف صاحبزادے حضرت شاہ عبداللطیف ثانی رکاب پکڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف آپ کے بڑے پوتے حضرت شاہ درویش محی الدین قادری اپنا ہاتھ رکاب پر رکھے ہوئے چل رہے تھے کہ حضرت کہیں گھوڑے سے نیچے نہ آجائیں ۔ غرض گھوڑے پر آپ اس طرح مراقب و مستغرق تھے کہ سر مبارک زمین اور گھوڑے کی گردن تک پہنچ گیا تھا ۔ اسی ہیئت سے داخل شہر حیدرآباد ہوئے اور دروازہ پل بادشاہی سے اندرون شہر گزر کر قریب حسینی علم اٹھائے راہ میں حضرت قدوۃ مجازیب حقانی حضرت شاہ علی عباسی حسینی بنشاہ ابوالحسن حیدر ثانی جو مجذوب سالک تھے ایک جگہ بر سر راہ مادر زاد بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے دور سے دیکھا تو بمجرد حضرت کو دیکھنے کے کسی سے چادر لے کر ستر عورت شرعی کر کے فرمایا ہمدمو! انسان آرہا ہے اس سے ستر کرنا لازم ہے تم جانور ہو ، اس کے بعد خود بدولت آم فروش کی دوکان سے پانچ دانے آم تخم لے کر حضرت کی سواری کے سامنے آکر چند قدم ہمراہ رکاب سعادت رہے بہت دیر تک ملنے کا

انتظار کرتے رہے جب دیکھا کہ حضرت مشغول بحق ہیں اور افاقہ کی صورت نہیں ہے تو اس ہدیہ کو شاہ درویش محی الدین کے ہاتھ میں دے کر فرمایا! آپ کے دادا حضرت سیر عالم اعلیٰ میں مشغول ہیں جس وقت اس عالم ناسوت کی جانب جو فانی مطلق ہے توجہ فرمائیں تو میری جانب سے یہ تحفہ حضرت کی خدمت میں پیش کر دینا اور اشتیاق عشق عاشق جو معشوق کے سزاوار ہوتا ہے میری طرف سے ظاہر کرنا ۔ حضرت شاہ درویش محی الدین فرماتے ہیں کہ حضرت جد بزرگوار کو راستہ میں محویت رہی یہاں تک کہ اس خادم کے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے اور اس وقت آپ عالم استغراق سے بیدار ہوئے ۔ اس کے بعد حضرت شاہ درویش محی الدین نے ان آم کے دانوں کو جد بزرگوار کے سامنے رکھ کر جو کچھ شاہ مجذوب نے کہا تھا خدمت اقدس میں عرض کر دیا ۔ حضرت آم لے کر دیر تک سونگھتے رہے اور فرمایا ۔ بابا غلام درویشںشاہ علی عباس کتنا اچھا مجذوب ہے کہ اس میں عشق کی حلاوت ہے ۔ روای کا بیان ہے کہ ان دونوں بزرگوں میں یہی ایک ظاہری ملاقات ہوئی اگرچہ باطن میں دیرینہ مواصلت قلبی حاصل تھی لیکن حضرت مجذوب موصوف زمانہ آخر میں آنحضرت کے معاصر تھے کہ اس واقعہ کے بعد چند ہی دنوں میں حضرت نے رحلت فرمائی اس وقت شاہ مجذوب کا عالم شباب تھا ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت کی فاتحہ سوم میں شاہ مجذوب حاضر تھے باآداب صوفیانہ چند پھول مزار انور پر رکھ کر واپس ہوئے **رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ۔**

کیمیائے حقیقت :۔ ایک روز ایک کیمیا گر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے صنائع و بدائع کے اظہار میں نہایت مبالغہ کیا آپ اس کے جواب میں صرف ہاں ہاں فرماتے رہے اور کچھ ارشاد نہ فرمایا ۔ جب اس نے یہ استغنا لا پروائی دیکھی تو کہا کہ حضرت جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کو یقین جانیئے اگر ارشاد ہو تو اس میں سے کسی پر عمل کر کے بتاؤں ۔ حضرت نے فرمایا اگر تمہارے دل میں یہ بات آرہی ہے تو مضائقہ نہیں فقیر بھی معائنہ کر لے گا ۔ غرض اس شخص نے اس جگہ درخت سے پتہ لاکر تانبے پر طلا کیا اور آگ میں ڈالدیا اور تانبے کو پگھلا کر چند قطرے اس پر ڈالے تھوڑی ہی دیر میں تانبا اکیسر خالص ہوگیا ۔ اس کے بعد اس میں سے تھوڑی سی راکھ لے کر زر سرخ اور چاندی کی قلب ماہیت کی یعنے تانبا، سونا اور قلعی چاندی ہوئی ۔ اس کے بعد اس نے خدمت میں عرض کیا کہ اگر منظور خاطر ہو تو یہ حضرت کی نذر ہے ۔ آپ نے سکوت فرمایا ۔ کیمیا گر سمجھا کہ حضرت مائل ہیں ۔ کہا حضرت یہ قدرت و قوت و تاثر فلاں درخت کی ہے جو کیمیا گروں کے لئے جزؤ اعظم ہے ۔ مکرر آپ نے کچھ نہ فرمایا ۔ کیمیا گر کو دل ہی دل میں شرمندگی ہوئی اور اپنے قول و فعل پر پیچ و تاب کھانے لگا ۔

حضرت نے اس کے فاسد خیالات معلوم کرکے فرمایا اے فلاں اس مکان کے پیچھے ایک بڑا پتھر ہے کیا تو نے دیکھا ہے ۔ کیمیا گر نے کہا کہ ہاں جانتا ہوں، اور بارہا دیکھا ہوں اس کے بعد حضرت نے برائے قضائے حاجت بول اٹھ کر اس پتھر پر بیٹھ کر استنجا کیا ۔ اس وقت وہ پتھر بمجرد پیشاب کے قطرے پڑنے کے زر خالص ہوگیا اس کے بعد آپ نے کیمیا گر کو یاد فرمایا ۔ اور پوچھا کہ یہ وہی پتھر ہے یا دوسرا ۔ کیمیا گر نے کہا وہی پھتر جو زر احمر ہوگیا ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے فلاں یہ صناعی صناع حقیقی خدائے تعالیٰ کی ہے کہ قدرت قلب ماہیت کی اس نے ہمیں دی ہے لیکن یہ ہمارے کام نہیں آتی ہمارے کرنے کا دوسرا کام ہے کیمیا گر نے یہ حال اور خرق عادت دیکھ کر محبان حق کی قدرت کا اقرار کیا اور آپ کے گیارہ مریدوں میں شامل ہوگیا ۔

حضرت مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں

جان فشاں اے آفتاب معنوی	مرجہان کہنہ رابینی نوی
تا یدآں الا کہ برخاصاں پدید	باقیاں فی لبس من خلق جدید

ایک عجیب دعوت:۔ صاحب لطایف قادری تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نے اپنے بڑے پوتے حضرت شاہ درویش محی الدین قادری سے فرمایا ۔ بابا غلام درویش تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں عرض کیا کہ دادا جان چار پانچ پیسے حاضر ہیں ۔ فرمایا ان پیسوں سے روٹی اور حلوہ ۔ حلوہ فروش کی دوکان سے خرید کر لاؤ مجھے کام ہے ۔ شاہ درویش محی الدین قادری فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے پیچھے پیچھے چند قدم نہ گیا تھا کہ ایسا محسوس ہونے لگا کہ زمیں قدم کے نیچے سے طے ہورہی ہے کچھ دیر نہ گذری کہ ایک کالا کتا نمودار ہوا جو بہت لاغر و کمزور تھا جب قریب ہوا تو حضرت کے نزدیک آکر آدمی کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا ۔ حضرت نے فرمایا بابا غلام درویش اس لقمہ ماحضر کو جو تمہارے ساتھ ہے اس کتے کے سامنے رکھدو اور کسی جگہ مٹی کا کوئی ٹوٹا ہوا برتن ہوگا لاکر اس میں پانی بھی اس کے سامنے رکھدو ۔ حضرت شاہ درویش محی الدین فرماتے ہیں کہ فقیر نے حسب الحکم جدامجد عمل کیا ۔ حضرت اس کتے کے نزد کھڑے رہے اور جب کھانے پینے کے بعد جنگل کا رخ کیا تو حضرت شہر واپس ہوئے میں نے بہت چاہا کہ ضبط کروں ممکن نہ ہوا آخر دریافت کر بیٹھا کہ دادا جان یہ کیا معاملہ تھا اگر حضرت بیان نہ فرمائیں تو تمام عمر اسی خیال اور فکر و تردد میں رہوں گا فرمایا کہ تم میرے راز دار ہو تم سے کہنا ضرور ہوا ۔ یہ ایک ولایت کے قطب تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے اور ان کو یعنی اس قوم کو صوفیا کی اصطلاح میں "سراللہ" کہتے ہیں لیکن جب تک میں زندہ رہوں راز آشکار نہ کرنا ۔ حضرت شاہ درویش محی الدین

قادری فرماتے ہیں حسب ارشاد حضرت کے زمانہ حیات تک اس معمہ کو میں نے آشنائے لب نہیں کیا۔ کہنا تو کجا حضرت مولانا مثنوی فرماتے ہیں۔

چوں سگ اقطاب راد او ندوست	شد سرشیراں عالم جملہ پست
چہ زبانستش ازاں نفس تصور	چونکہ جانش غرق شددر بحرنور
چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز	جسم موسیٰ ازکلوخے بودنیز
ہست ترکیب محمد لحم و پوست	کہ درو ترکیب ہرتن جنس اوست
اندریں ترکیب ماند معجزات	کہ ہمہ ترکیب ہاگشتند مات
گوشت دارد پوست دارد استخواں	ہیچ ایں ترکیب را ماند ہماں

جلال ولایت: ایک روز شیخ میراں صاحب نامی جو اپنے زمانے کے بڑے جفار اور علم دعوت و تکبیر میں کامل تھے آپ سے ملاقات اور امتحان کی غرض سے آئے۔ خارجاً انھیں مسموع ہوا تھا کہ حضرت بھی علم جفر اور تکبیر میں استعداد وافر رکھتے ہیں۔ بعد ملاقات اثنائے کلام میں کہا کہ سیدی سنا گیا کہ آپ کو خوب معلومات جفر ہیں اور آپ اس کے بسایط کے حاکم ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اپنے شاگردوں میں مجھے شامل کرکے انضمام کی تعلیم فرمائیں کہ میں اس علم کا شوقین ہوں۔ حضرت روشن ضمیر نے فرمایا کہ فقیر کو کسی زمانہ میں اس علم کی طلب دامن گیر تھی لیکن مدت ہوئی کہ اس علم کا خیال گوشہ خاطر سے نکل چکا ہے۔ کوئی چیز ذہن میں نہیں آتی کہ تمہارے سامنے بیان کی جاسکے۔ میراں صاحب کو یہ خیال ہوا کہ حضرت مجھ سے یہ علم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں مکرر گزارش کی کہ اگر خاطر عاطر سے یہ جا چکا ہے تو کوئی چیز مجھ سے دریافت فرمائیں کہ **خیر الناس من ینفع الناس** آیا ہے۔ حضرت نے فرمایا مضائقہ نہیں لیکن فقیر کو اپنی باقی عمر یاد الٰہی میں صرف کرنا چاہئیے اور اس کے سوائے کسی اور چیز پر توجہ نہ کرنی چاہئیے ورنہ کوئی چیز تم سے ضرور حاصل کرتا۔ جفار مذکور کو دونوں صورتوں میں مایوسی ہوئی دل میں پیچ و تاب کھا کر چلا گیا۔ جب گھر آیا تو علم جفر کی قوت سے ایک آتشین اژدہے کو جو سراپا آتش بار تھا کریہہ و مہیب شکل میں حضرت کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ اتفاق سے آپ پیشاب سے فارغ ہوکر مشی کلوخ میں تھے کہ وہ آتشیں اژدہا پہونچا۔ حضرت نے دریافت کرلیا کہ یہ اسی جفار کا بھیجا ہوا ہے اگرچہ بظاہر علم جفر کے لئے کامل طہارت درکار ہے بغیر پاکی یہ کارگر نہیں ہوتی لیکن اس طاہر و مطہر کعبہ باطنی نے کہ **طھر بیتی للطائفین** ان کی شان ہے اپنی قوت ولایت کے بغیر کچھ پڑھے یا کہے دست مبارک سے

مارنے کا اشارہ کیا کہتے ہیں کہ فوراً اژدہا جس طرح تیزی سے حضرت پر حملہ آور ہوا تھا اسی طرح واپس چلا گیا ۔
حاصل کلام یہ کہ اژدہا شعلہ میں لپٹا ہوا نہایت غضب سے عامل موصوف کے گھر میں جہاں وہ ایک عمل پڑھنے میں مصروف تھا آیا اور سر پکڑ کر پھاڑ ڈالا تمام اعضائے بدن غصہ سے کاٹ کر اس کی ہڈیوں کو تک ریزہ ریزہ کردیا ۔ جب صبح ہوئی روزآنہ دستور کے موافق شاگرد حاضر ہوکر استاد کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگے وقت گزرتا گیا لیکن استاد باہر نہ آیا مقررہ وقت گزرنے کے بعد انھوں نے آواز دی جواب نہ ملا مجبوراً دروازہ توڑ دیا دیکھا کہ حجرہ کے اندر ایک مٹھی بھر ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں ۔ سب حیرت زدہ ہوگئے ۔ ان میں سے ایک شاگرد نے جو آپ کی حضرت سے ملاقات سے واقف اور مطلع تھا کہا کہ یہ تیر جستہ جو نشان پر لگا فلاں بزرگ کی کمان سے نکلا ہوا ہے ۔ آخر شاگردوں نے ان خاکستر ہڈیوں کو اس جگہ دفن کردیا ۔ اس کے بعد جب یہ واقعہ حضرت کی سماعت میں آیا آپ نے فرمایا کہ اس کا بھلا ہو کہ اس کا منہ اور دہن سے مجھ سے مقابلہ کے لئے آیا تھا اور اس شعر کا **مضمون** ہندی زبان میں ارشاد فرمایا

ہر کہ بافولاد باز و پنجہ کرد　　　　ساعد مسکین خودرا رنجہ کرد

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے

ہرآں کہتر کہ باقہرے ستیزد　　　　چناں افتدکہ ہرگز بر نخیزد

اس کے بعد فرمایا **اللھم اغفر لہ وارحمہ**

صاحب لطائف قادری تحریر کرتے ہیں کہ حضرت کے آخری زمانہ میں نواب رستم دل خاں مرحوم فرزند جاں سپار خاں مشہدی جو سلطان ابوالحسن تاناشاہ کی جانب سے ناظم بلدہ حیدرآباد تھے ۔ حضرت کی خدمت میں ان کو اعتقاد کامل تھا ۔ اکثر آپ کی خدمت میں اس کی آمدورفت رہتی تھی سلطان ابوالحسن کو بھی بہ زبانی ناظم مذکور غائبانہ اعتقاد پیدا ہوکر اس کو آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا ۔ بارہا خان معزکی وساطت سے اس نے اجازت طلب کی لیکن آپ نے سلطان سے ملاقات نہ فرمائی خان موصوف مجبور تھے نہ وہ حضرت کو بادشاہ سے ملاقات کے لئے راضی کرسکتے تھے اور نہ بادشاہ سے کہہ سکتے تھے کہ حضرت سے ملاقات کا خیال دل سے محو کردے کہ یہ دونوں کی مزاج سے واقف تھا ۔ اس کو معلوم تھا کہ حضرت سلطان سے ملاقات نہ فرمائیں گے الغرض ۔ سلطان ابوالحسن ۔ کمال شوق ملاقات میں آپ کے جلوس کی جگہ دریافت کرکے جو اکثر صحرا میں ہوتی

کہ یہی مرغوب طبع تھی خود بھی بہ عزم شکار اس طرف اس توقع میں گزرتا کہ شائد ملاقات میسر ہو جائے ۔ لیکن حضرت کا دستور تھا کہ اس کے آنے سے قبل ہی وہاں سے اٹھ کر کسی طرف تشریف لے جاتے اور جب سلطان کو وہاں سے حضرت چلے جانے کی خبر ملتی تو پھر جاسوسوں سے دوسری نشست کی جگہ دریافت کرکے وہاں کا عزم کرتا لیکن حضرت وہاں سے بھی اٹھ کر دوسری جگہ چلے جاتے کئی سال تک آپ کے اور سلطان ابوالحسن کے درمیان یہی واقعہ پیش آیا ۔ بعض وقت ناظم مذکور گستاخی سے سلطان کی خدمت میں کہتے کہ خلاف مرضی مبارک اقدام کرنا مناسب نہیں ہے آئندہ اختیار ۔ الغرض اس طرح زمانہ گزرتا گیا لیکن ملاقات کی کوئی صورت نہ بنی البتہ ناظم مذکور کو اجازت تھی اور کبھی کبھی ملاقات کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا ۔ لیکن یہ بھی معلوم تھا کہ جس وقت اس سے ملاقات منظور خاطر ہوتی تو آپ جہاں جلوہ آرا ہوتے اسی جگہ بیٹھے رہتے ۔ اور جب طبیعت ملاقات کی طرف راغب نہ ہوتی تو اس کے آنے سے قبل بستر خواب و استراحت پر لیٹ جاتے اور آرام فرماتے پس واقف مزاج درویش جو آپ کے اس نہج اور طریقہ سے واقف تھے آگے بڑھکر ناظم مذکور کے سواری سے نیچے اترنے سے قبل ہی کہدیتے کہ ہمارے شاہ آرام فرمارہے ہیں تم سے ملاقات کی مرضی شریف نہیں ہے چاہئیے کہ واپس ہوجاؤ اس پر ناظم مذکور واپس ہوجاتے یہ بھی دستور تھا کہ جب ناظم مذکور خدمت میں حاضر ہوتے تو ضروری کلام کے سوائے بات نہ کرتے ۔

ایک روز حسب معمول خان مذکور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ بحال تھے ۔ جو درویش حاضر تھے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ رئیس بلدہ ہیں ہماری ملاقات کے لئے آئے ہیں ۔ برگ سبز کہ تحفہ درویش ہے ۔ چند پیسوں میں خرید کرلاؤ تاکہ ان کو دیا جائے اور ان کے آنے کے بعد خیر خیریت پوچھ کر بیٹھنے کی اجازت دی کہ پہلے یہ معمول نہ تھا اور خلاف دستور سابق خان مذکور سے کھل کر گفتگو فرمائی ۔ ناظم موصوف جو اپنے اباء واجداد کے عقائد کے خلاف مذہب اہل سنت والجماعت رکھتا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر دست بستہ سینہ ارادت پر باندھ کر ایستادہ رہا حضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے ۔ عرض کیا کہ غلام کی ایک آرزو ہے ۔ فرمایا کہو ۔ عرض کیا کہ حضرت روشن ضمیر اور دلوں کے مالک ہیں غلام کے عرض کرنے کی حاجت نہیں فرمایا اے ناظم اگر دنیا کی طلب اس سے زیادہ ہو جو تقدیر سے بے طلب و ارادہ اور دوسرے کی استعانت کے تم کو ملی ہے تو اگر وہ تمہارے قسمت میں ہے بغیر تمہاری کوشش کے تم کو ملے گی اس بارے میں فقراء سے رجوع کرنے کی حاجت نہیں ہے ۔ رستم دل خاں نے کہا کہ غلام کا مقصود کچھ اور ہے ۔ فرمایا کہ اگر ایمان کی درستی عقبیٰ کی

طلب اور نجات آخرت مطلوب ہے تو یہ امر آسان ہے. بندہ اپنے فعل میں نظام مختار ہے اگر عبد صالح حاکم ہو جو اوامر الٰہی و اعمال حسنہ و عدل و انصاف کو جو سلاطین وقت پر لازم و واجب ہے. بجالائے اور خلق اللہ کے حقوق تلف نہ کرے اور دل سے ان کی رعایت کرے تو یقین ہے کہ اس مرد مومن کی اس میں ایمان کی سلامتی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ نیکوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا جیسا کہ اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ **ان اللہ لایضیع اجر المحسنین** لہذا اس خصوص میں بھی درویشوں سے رجوع کرنا کیا ضرور ہے۔ کہتے ہیں کہ تیسری بار بھی ناظم مذکور نے کہا کہ یا حضرت من قبلہ مقصود من اس غلام عقیدت القیام کے دل میں اور بات مذکور ہے غلام کے دل میں جو بات متمکن ہے حضرت اس کو خوب جانتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا اے رستم دل خاں سیاق کلام سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ طلب مولیٰ مقصود ہے۔ خان مذکور نے کہا واقعی یہی مقصود و مراد ہے جیسا کہ حضرت کا ارشاد ہوا۔ حضرت نے فرمایا اے خان معزا گر خدا کی طلب ہے اور اس راستہ کا عزم رکھتا ہے تو جو کچھ میں کہوں کیا تم اس پر عمل کروگے۔ خان مذکور نے کہا کہ جو ارشاد صادر ہوگا بندے کی سعادت اس میں ہے کہ اس کو جان و دل سے بجالائے۔ فرمایا کہ اب تم جس شان و شوکت سے آئے ہو اسی طرح اپنے گھر کو جاؤ اور پھر وہاں سے دنیوی حشمت و شوکت چھوڑ کر بجائے عماری فیل کے دھوبی کے گدھے پر آدھا منہ سفید اور آدھا سیاہ کرکے سوار ہوکر بیٹھو اس کے منہ کے طرف اور منہ اس کا پیٹھ کی طرف کرو اور بجائے جلو میں چلنے والے لوگوں کے گلی کوچہ میں پھرنے والے ہجوم کو ہمراہ لے کر اپنے مکان سے فقیر رسوائے عوام تک آکر فقیر کے سامنے آؤ اگر تمہارے اس طرح آنے کے بعد فوری تمہارا طلب حاصل نہ ہو تو فقیر کو فقیر نہ کہنا اور جو چاہے فقیر کو تدارک کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ ناظم مذکور تہی قسمت ازلی تھا۔ حضرت کے جواب میں کہا کہ حضرت اس کے سوائے کوئی اور بات فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ دوسری بار فقیر سے ملاقات نہ کرنا۔ مکرر اس نے عرض کیا کوئی اور بات فرمائیے۔ اس کی ضرور تعمیل کروں گا۔ فرمایا اے فلانے اس وقت فقیر کے روبرو سے چلا جا۔ جو ہونا تھا ہوگیا اور ہوگا اور کمال جلال سے آپ کے رخسار سرخ ہوگئے اور تمتمانے لگے۔ رستم دل خاں اٹھ کر نہایت ناخوش گھر آیا چند سال نہ گزرے تھے کہ سلطان ابو المظفر عالمگیر ہند سے ملک دکن کو کئی ممالک تسخیر کرتے ہوئے آیا اور شدہ ۱۰۹۸ھ میں سلطان ابو الحسن تاناشاہ کو حیدرآباد کا حکمران تھا مسخر کیا اور چند مہینے حیدرآباد میں رہ کر اس کے بعد سلطنت حیدرآباد محمد کام بخش کے تفویض کرکے رستم دل خاں کو اس کی طرف سے جو لائق وزارت تھا ان کا نائب مقرر کیا اور پھر دہلی لوٹ گیا آخر الامر عالمگیر حیدرآباد پر مسلط ہوا اس کی وفات کے

بعد بہادر شاہ تخت دہلی پر بیٹھا اور محمد کام بخش کو پیام صلح دیکر اپنی خدمت میں طلب کیا ۔ اعظم شاہ سے اس کو دلی اتحاد تھا اس نے قبول نہیں کیا آخر بہادر شاہ اس کو مقام عرابہ میں جو حیدرآباد کے قریب واقع ہے قتل کے لئے لائے ان کا جدال و قتال کا قصہ مشہور ہے القصہ رستم دل خاں عالمگیر کے وقت سے محمد کام بخش کے قتل تک حیدرآباد میں بحیثیت مستقل ناظم کارگذار رہا ۔ شہزادہ محمد بخش سے اس کو بہت قرب تھا کہتے ہیں کے کام بخش فوت ہونے کے بعد سلطان بہادر شاہ سے عرض کیا گیا کہ رستم دل خاں شاہزادہ اعظم شاہ اور کام بخش کو صریحاً اغوا کر کے حضور سے برگشتہ کردیا ہے جو کچھ کیا ہے خان مذکور نے کیا ہے ۔ بہادر شاہ نے خان مذکور کی سرکشی سے مطلع ہوکر اور بعض اس کے جعلی خطوط دیکھ کر بقہر شاہی حکم دیا کہ اسکو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر شہر کے راستہ اور بازار میں کھینچا اور رسوائے عوام کیا جائے کہ در حقیقت یہ میرے دونوں بھائیوں کا قاتل ہے ۔ راوی کہتا ہے کہ اسی طرح کیا گیا ۔ غرض بغرض رسوائی راہ حق کے جو زبان مبارک حضرت سے نکلا تھا دنیائے دوں کی بدنامی و بے حرمتی میں گرفتار اور نصیب سے بے نصیب ہوا ۔ اس کی نعش کو بھی ہاتھی کے پاؤں سے فوت ہونے کے بعد بھی باندھ رکھا اور کوچہ و بازار شہر حیدرآباد میں ذلت سے پھرایا گیا کہ اس کی مٹی لوگوں کے پاؤں میں برباد ہوئی اور یہ شعر اس کی تہی قسمتی پر صادق آتا ہے ۔

کلیم بخت کسے راکہ باختند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کردو

مکتوب بلاغت:۔ اسی راوی کا بیان ہے کہ ایک ملازم پیشہ مرد مفلس اور گرفتار گردش چرخ ناہموار تھا اس قدر درماندہ ہوگیا تھا کہ ایک پرانا فرغول جسم پر پہنا کرتا ۔ جس کی روئی فرغول کے ابرے کے سوراخوں سے نمایاں تھی لیکن یہ تحقیق نہیں ہوئی کہ یہ حضرت کے مریدوں سے تھا یا نہیں ۔ غرض آپ کی خدمت میں آکر اس نے اپنی بدحالی ظاہر کی ۔ آپ اس وقت بحال تھے فرمایا کہ بازار جاؤ دوکان سے دوات اور کاغذ اور نیم کے درخت سے ایک شاخ لے آؤ تاکہ تمہارے لئے خان مذکور کو رقعہ سفارش لکھدوں ۔ راوی کا بیان ہے کہ آنحضرت کا زمانہ تجرید سے دستور تھا کہ ہاتھ میں قلم نہ لیتے اور قلم سے کچھ تحریر نہ فرماتے بلکہ جب کوئی چیز لکھنا مقصود ہوتا تو نیم کی درخت کی شاخ سے لکھتے ۔ الغرض اس سپاہی کی کامیابی مقصد کا وقت آچکا تھا اس نے فوراً تینوں اشیاء فراہم کردیں اور آپ نے خان مذکور کے نام دو سطری رقعہ حسب ذیل متضمن بتوحید مطلق تحریر فرمایا جس کا ہر فقرہ مقام و منزل عرفان کی نشاندہی کرتا ہے ۔ وہ رقعہ یہ ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحق آں ہمتا کہ یکتا قبادارد بالاش لادرلا والاحیراں راگر توانی مدد نما کہ توآنی کہ توانی

زیادہ اللہ بس باقی ہوس والسلام والدعا

ایک محقق، حقیقت فہم اور شریعت شناس شعر کے مضمون کے مطابق کہ

خوشتراں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید درحدیث دیگراں

اس عبارت کی شرح میں چند نکتہ توحید اور دقیقہ معرفت فرماتے ہیں بگوش ہوش سماعت کیجئے۔ شارح کہتے ہیں کہ اے عزیز وافر تمیز مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ اس کے چند نکات جو مخفی اور محتوی میں صفحہ انشاء پر املا کروں اور اس رقعہ کے آغوش مدعا میں دست اندازی کر سکوں لیکن اس بڑھیا کی حکایت کے بموجب جس نے بازار میں آکر حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو چند دھاگوں کے عوض خریدنے کی درخواست کی تھی۔ اگرچہ اس کو معلوم تھا کہ ان کچے دھاگوں کی قیمت سے ماہ کنعان ہاتھ نہیں آسکتا لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ بازار عشق میں وہ ان کے خریداروں کے زمرے میں شامل ہوجائے اسی طرح یہ ذرہ بے مقدار اقل الحقیقت بلکہ جو درحقیقت کچھ نہیں ہے زمزمہ سنج توحید ہے۔ سنو اور گوش جاں سے سنو۔

بسم اللہ:۔ یعنے شروع کرتا ہوں اس کی کتاب وجود کی تلاوت بذکر و فکر اسم اس ذات تعالیٰ و تقدس کے جس کی ذات میں اس کا وجود عین اس کی ذات ہے اور ذکر تعلقہ وسوسہ و مشاہدہ ہے اور فکر معاینہ و مغایبہ ہے

الرحمٰن:۔ ایسا وجود کہ سالکان طریقت کو مقام نعمت عرفان بالقائے رحمان اس عالم ناسوت میں عطا کرتا ہے کہ حق سبحانہ کی معرفت اس عالم پر منحصر ہے۔

الرحیم:۔ ایسا وجود کہ اپنے دوستوں کو آخرت میں گنہ گاروں کی شفاعت کا درجہ بخشتا ہے کہ اس سے تزکیہ و تصفیہ عبارت ہے یا دنیا میں حصول دیدار اور وہاں کی لذت ادراک جو کسی روز عطا فرمائے۔

بحق آں ہمتا:۔ یعنے اس حضرت لاتعین کی حقیقت کی قسم کہ جس کی ذات کی حقیقت کا ادراک کامل سے کامل افراد نہ کر سکے اور محال ہے کہ کسی کا فہم و ادراک اس کا احاطہ کر سکے کیونکہ جو علم و صفت ہے اس کی نظر کی انتہا ذات ہے اور جو بھی عالم و مدرک ہو اس کا علم و ادراک اس کی ذات پر ختم ہوجاتا ہے۔ بس وصف عالم

تعین ہے جس کی انتہا ہے اور ذات حق سبحانہ تعالیٰ شانہ تعین اور تناہی سے منزہ ہے لہذا کسی عالم کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ نا محدود کا احاطہ جس کا کوئی مثل و ہمتا نہ ہو یہ محدود و متناہی بدیہہ الاستحال ہے۔ جیسا کہ اس بارے میں خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وھو بکل شئی محیط و لا یحیطون به علما** اور یہ جو کہا گیا ہے کہ اس کا وجود عین اس کی ذات ہے اس بناء پر ہے کہ اگر اس کا وجود اس کے غیر ذات ہو تو غیر سے احتیاج استکمال لازم آئے گی۔ **تعالیٰ الله منزہ عن ذالک۔**

کہ یکتا قبا دارد یعنے وہ ذات مقدس جس کا وجود عین اس کی ذات ہے اس کا ایسا مرتبہ ہے کہ اس کا اول تعین غیب ھو سے ہے اور لاتعین وہ ہو گا جو وحدت صرفہ و حقیقت محضہ اور منشائے جمیع قابلیت ہے کہ اعتبارات کا سقوط اور اس کا ثبوت ظہور و بطون کے طرفین ہیں اور دونوں جہت اس کے لئے مساوی ہیں۔ او اس کے باعتبار تساوی امرین اس کو تعین اول و وحدت صرف و حقیقت محمدیہ کہتے ہیں کہ خود مرتبہ یکتائی رکھتا ہے اور وہ بمرتبہ لقاہے کہ اس کا ظہور کمال ذاتی ہے اور اپنے نفس کے لئے بلا اعتبار غیر و بے تعقل غیریت کہ مقید علمی سے ظاہر ہوتا ہے یعنے کمال ذات سے مراد کمال یکتائی ہے اور علم ذات حضرت ذات ہی ذات سے ہے۔ جیسے مجمل میں ظہور مفصل کے اندراج **الکل فی الکل و کل شئی** یعنے کلّ کا اندراج کل میں اور ہر چیز میں اس سے عبارت ہے۔

بالاش لا :۔ یعنے حق کا وہ مرتبہ جو بالائے مرتبہ احدیت مطلقہ ہے اور وہ حضرت ھاھوت ہے کہ **احدیت الجمع و منقطع الاشارات** اس کی تعبیر ہے۔ **وکنت کنزاً مخفیا** اس سے عبارت ہے یعنے حق سبحانہ تعالیٰ ازروئے حقیقت و ذات سب سے پوشیدہ اور اس کی ذات کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس کے پایہ رفعت کو کوئی حواس یا قیاس کا ذریعہ نہیں پہنچ سکتا اور اس کی معرفت کی ساحت عزت و تردد افہام و تعرض اوہام سے خالی ہے۔ عقل کی انتہا کو بھی اس کی معرفت کی ابتداء میں بجز تحیر کے کوئی نشان نہیں ملتا اور صاحبان نظر کی بصیرت بھی اس کے انوار عظمت سے خیرہ ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا نے مثنوی شریف میں اس لئے فرمایا ہے کہ

از پئے ادراک تو ہر جا کہ ہست	حیرت اندر حیرت ہر اندر حیرت است
تیرہ گان عالم وہم و گماں	کے تواند چوں ترا دادن نشاں
چونکہ او درپے نشانی محو شد	محو شد دردمے نشانیہا کہ بد
چوں قلم دروصف ایں حالت رسید	ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید

درلا والا حیراں :۔ یعنے سالک کے نزدیک تمام موجودات علوی و سفلی میں نفی و اثبات ہے جب وہ نظر ظاہر شئے میں کرتا ہے تو مخلوق جانتا ہے ۔ غیریت ثابت ہوتی ہے اور جب حقیقت پر نظر پڑتی ہے **الااللہ** حاصل ہوتا ہے ۔ حمیدالدین ناگوری فرماتے ہیں اے بھائی جب کوئی غیر درمیان نہیں ہے ۔ ہم کس کی نفی کریں اور جب ہم خود نہیں ہیں کس کا اثبات کریں ۔ ابوبکر عبداللہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **لا اللہ** دائرہ نفی ہے پہلے اس دائرہ سے قدم باہر رکھنا چاہئیے اگر اس دائرہ میں توقف ہو تو زنار و قشقہ رونما ہوتا ہے **الا اللہ** دائرہ ایمان ہے ۔

جب طالب اس دائرہ میں آتا ہے تو اس کو حیرانی ہوتی ہے اور یہی مقام محو ہے حضرت شبلی سے پوچھا گیا ہے کہ آپ جوہر وقت متحرک ہیں نہ تو اس کے ساتھ ہیں اور نہ وہ آپ کے ساتھ کیونکہ مقام معیت کا اقتضاء سکوت ہے ۔ فرمایا کہ یہ میری انانیت اسکی ہویت میں محو ہو چکی ہے غلبہ حال مجھے بیقرار رکھتا ہے کیونکہ جب محق محویت سے برتر ہے تو محو میں کیا اثر باقی رہے گا ۔ اور محق میں اثر باقی نہیں رہ سکتا ۔ جیسا کہ کہا گیا ہے

ازنفی واثبات بروں صحرائیت	ایں طائفہ رادراں خوش سودائیت
عاشق چو درآں جابرسد محو شود	بے نفی و اثبات براوراجائیت

لا رباً ولا عبداً اس مقصد کا شاہد ہے اس وجہ سے **عین القضاۃ ہمدانی** فرماتے ہیں اے عزیز بعد نفی اثبات ہے اور بعد اثبات ، اثبات اثبات اور بعد اثبات اثبات محو اور بعد محو ، محو محو اللہ کی لقا حاصل ہوتی ہے اور محو کے معنے اوصاف کو اٹھا دینا ہے اور اثبات کے معنی اقامت احکام ہے حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعائے طلب ازدیاد حیرت فرمائی ۔

اللھم زدنی منک تحیرا فرمایا اور میدان عشق سے گوئے حیرت لے گئے ۔

اگر توانی مدد فرما :۔ یعنے اے مرشد کامل وہادی ولد تجھے دست قدرت حاصل ہے کہ اس سفر حیرت و حیرانی

میں مدد کرے اور درماندگان وادی محویت کی استعانت و مدد فرمائے جیسا کہ مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں

از سفر ہاشاہ کیخبر و شود ۔۔۔ بے سفر ہا ناہ کے خسرو شود
ہیں مردے صحبت پیر خبیر ۔۔۔ زہر قاتل صورت شہدست و شیر
پیر را بگزیں کہ بے پیراں سفر ۔۔۔ ہست پر آفت زہر خوف و خطر
آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ ۔۔۔ بے قل اعوذ اندراں آشفتۂ
پس رہے کہ نایداایں ہستی زہیچ ۔۔۔ ہیں مرو تنہاز رہبر سر مپیچ
ہر کہ تنہا ماوراایں رہ برید ۔۔۔ ہم بعون و ہمت پیراں رسید
ہر کہ تازد سوئے کعبہ بے دلیل ۔۔۔ ہمچوایں سرگشتگاں گرد و ذلیل
یار باشد راہ راپشت و پناہ ۔۔۔ چونکہ نیکو بنگری یا راست راہ
یار شوتا یار بینی بے عدد ۔۔۔ زاں کہ بے یاراں بمانی بے مدد

یعنے اس مالک کے مقام کو اس پر کامل کی استمداد و استعانت ضرور ہے اور یہ راستہ بغیر رہبر کی حمایت کے ہنیں چلا جاسکتا کیونکہ ہر قدم پر خطرہ ہے اور ہر گوشے میں رہ زن تاک میں لگے ہوئے ہیں ۔

توانی کہ توانی :۔ یعنی مرید صادق جب پیر کی استعانت پر مقام و منزل میں اپنے لئے مشاہدہ کرتا ہے تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ اگر گمراہوں کے ہادی تجھے یہ قوت و استعداد حاصل ہے کہ مجھے مکر و حیلہ نفسانی سے نجات دے اور اس معرکہ میں بغیر کسی ماوشما کے میری مدد فرمائے کیونکہ نفس سرکش کو مارنا بغیر ہادی و رہنما کی تائید کے ممکن ہنیں پیر کامل کی مدد مرض قلب کے لئے اکسیر ہے اور وہی اس درد کا درماں ہے جیسا کہ حضرت مولوی معنوی دوسری جگہ فرماتے ہیں ۔

ہیچ نہ کشد نفس راجز ظل پیر ۔۔۔ دامن آں نفس کش محکم بگیر
گر ہمیں خواہی حیات و عیش خوش ۔۔۔ گاو نفس خویش را اول بکش
دست پیراز غائباں کوتاہ نیست ۔۔۔ دست او جز قبضۂ اللہ نیست
اندر آور سایہ اش ایمن نشیں ۔۔۔ از کمین و مکر آں دیو لعین
اندریں وادی مرو بے ایں دلیل ۔۔۔ لا احب الافلیں گوچوں خلیل
تو برو درسایۂ عاقل گریز ۔۔۔ تار ہی زاں دشمن پنہاں تیز
اند آور سایۂ اں ناقلے ۔۔۔ ہیچکس نشاید بردراز راہ ناقلے

پھر صاحب تمہید فرماتے ہیں اے عزیز مرید پیر کا آئینہ ہوتا ہے جو اپنی جان میں شیخ کو دیکھتا ہے اور پیر مرید کا آئینہ ہوتا ہے جو خود کو اس آئینہ میں دیکھتا ہے۔ مرید کو چاہئیے کہ شیخ کے آئینہ میں دیکھا کرے۔ تا رشتہ مراقبہ ہاتھ آئے۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ مرید کیلئے قابلیت اصلی لازم ہے یعنے محروم ازلی نہ رہے تاکہ شیخ کی بات اس میں اثر کرے ورنہ شیخ کی کوشش بے فائدہ ہوگی۔

زیادہ والسلام والدعا:۔ یعنے مرشد کامل طالب صادق سے فرماتا ہے کہ اگر ازدیاد نعمت عرفان اور سلامتی راہ ایمان چاہتا ہے تو دعوت تصفیہ قلب و تزکیہ نفس و تجلیہ روح و تجلیہ سر مرشد کامل سے حاصل کرکے اسکے قدم بہ قدم رہ تا معنی **سلام علے عبادہ الذین اصطفے الله** جلوہ فگن ہو اور ان سات سلام کا نتیجہ جو انبیاء اولوالعزم کو دیا گیا ہے تجھے بھی حاصل ہو یعنے مرشد کامل مرید صادق سے فرماتا ہے اے بیٹے سمع و بصر تمام احوال میں طالب تجلی اسم سلام رہ اور طالب حیرانی زیادہ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کو طلب کیا ہے اور ہمیشہ کثرت سے **والله یدعوا الی دار السلام** کہ دار القرار عاشقاں ہے طلب فرمایا ہے۔ سن کر دعوت مشاہدہ حق اس سے عبارت ہے۔

اللہ بس باقی ہوس:۔ یعنے مرید صادق کہتا ہے کہ اے مرشد کامل آپ کی تعلیم و تلقین کے مطابق اسم ذات میں بے حرکت زبان قالب دل سے مشغولیت بہت کافی ہے اس کے سوا اور کوئی چیز نہ چاہئیے جس کی طلب کی جاسکے کہ **قل الله ثم ذرهم** یعنے آپ کی رہنمائی سے اب میں طالب نغمات جنات وغیرہ نہیں ہوں اگر اس کے برخلاف میں طلب کروں تو یہ ہوس ہوگی اور مرشد کامل مرید راسخ سے کہتا ہے اے فرزند تجھے تیری راہ طریقت میں حق سبحانہ تعالیٰ کافی ہے اگر اس کے سوا غیر کی طرف تو متوجہ ہو تو یہ تیری ہوس ہے اور اس کلام کے دوسرے شارح کہتے ہیں کہ اے عزیز **خیر الکلام ماقل و دل کہ کلام الملوک ملوک الکلام** ہوتا کسی ذرہ بے مقدار کو یارا کہاں کہ توس قلم فصاحت و بلاغت اس عبارت شریفہ کے میدان شرح میں کھینچے اور عنان سمندر خامہ اٹھائے۔

الغرض وہ مفلوک اور بے روزگار شخص نے آنحضرت کے نامہ گرامی کو خان موصوف کی خدمت میں جب کہ راستہ سے ان کی سواری گزر رہی تھی پیش کیا، خان موصوف حضرت کی تحریر کے نہج اور دستخط سے آشنا تھے فوراً رقعہ کو سر پر رکھ کر اس کا مضمون اپنی فہم کے مطابق سمجھ کر حامل مکتوب یعنے اس شخص کو جلوخانہ سے اپنی سواری کا گھوڑا عطا کیا اور اپنے ہمراہ گھر لاکر خلوت فاخرہ دیا اور اس کو اپنا مقرب بنالیا۔

اقوال بصیرت:۔ مولف عاصی کہتا ہے کہ آنحضرت کی وفات ہوکر ایک سو سال سے زائد عرصہ گزرا تھا

کہ بفضل و کرم ایزد متعال چند پراگندہ اوراق جمعیت بخش خاطر مضطر سواد افروز اہل نظر و بصیرت آپ کی دستخط فاخرہ سے مزین آپ کے مقولات گرامی کے اس غلام کو میسر ہوئے جس سے اس حلقہ بگوش آستان کا سر افتخار اوج عزت آسماں تک پہنچ گیا اور بہایت حلاوت تازہ اور بے اندازہ مسرت حاصل ہوئی جس کا اظہار قلم و زباں سے ناممکن ہے تیمناً و تبرکاً حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ خیر و برکت کی غرض سے اس کتاب میں ان کو شریک کیا جاتا ہے۔

الہٰی اس کلام مقبول کے طفیل سے مجھے منظور نظر خاصاں کردے **بمنہ و کرمہ**

مقولہ اول

عزیزا۔ دانشمند آنست کہ دنیا و لذت دنیا پس پشت وہد کار آخرت اختیار کند و طمع از خلق ببرد و الفت با اہل دنیا نہ کند و نیاز مندان ایشاں نکردو و شریعت محمد علیہ الصلوات و آلہ و صحبہ و سلم برپائے دارد وگرد ہوا و ہوس نہ گردو و خدمت سلاطین مجازی نہ کند۔ و او در رضائے خدائے تعالیٰ محو کند واز روئے خودرا در مراد حق تعالیٰ پائمال کند و دین راازبہرے خدائے تعالیٰ خواہد۔ آں گاہ دانشمند تمام شود وگرنہ دانشمند نباشد کار کردہ خلق راازراہ بردہ۔

اے عزیز! عقلمند وہ ہے جو دنیا اور دنیا کی لذت کو پس پشت ڈالے اور آخرت کا کام اختیار کرے اور مخلوق سے امید نہ رکھے اور اہل دنیا کے ساتھ الفت نہ کرے۔ اور ان کا نیاز مند نہ بنے اور شریعت محمد علیہ الصلوت و آلہ و صحبہ و آلہ و سلم استوار رکھے اور ہوا و حرص کے نزدیک نہ جائے اور خدمت شاہان مجازی کی نہ کرے اور خود کو رضائے الہٰی میں محو اور اپنی رضا کو رضائے الہٰی میں پائمال کردے اور دین کو خدائے تعالیٰ کیلئے چاہے۔ اس وقت وہ کامل عقلمند ہوگا وگرنہ عقلمند نہیں۔ بلکہ شیطان کا کام کیا۔ اور مخلوق کو راستہ سے بھٹکایا۔

مقولہ ثانی

شیخ آنست کہ در علم شریعت کامل بود و در عمل عادل واز عیب دیگراں غافل شراب بلانوش کند واز چشم خلق پوشیدہ باشد و یاری از غیر حق تعالیٰ نخواہد ہر چہ داشتہ باشد در راہ خدا سبیل کندہ آنگاہ شیخ می شود۔

شیخ وہ ہے جو علم شریعت میں کامل ہو۔ عمل میں عادل اور دوسروں کے عیب سے غافل ہو۔ شراب بلانوش کرے اور خلق کی نظر سے چھپا رہے اور غیراللہ سے مدد نہ چاہے جو کچھ رکھتا ہے خدا کی راہ میں صرف کرے اس وقت وہ شیخ ہے۔

مقولہ ثالث

مرید آنست کہ طالب خوشنودی پیر باشد رضائے اور ابر رضائے خود اہم داند و تمامی مراد در نامرادی باختہ لذت دنیا و آخرت را بر خود تلخ دانہ و دل مرد ماں بدست آرد بر مراد پیر رود و رضا و خدمت و عزلت و الفت و قناعت و ہر چہ تعلق بدیں دارد قبول نماید۔

مرید وہ ہے جو پیر کی خوشنودی کا طالب ہو اور اس کی مرضی کو اپنی مرضی سے اہم سمجھے اور تمام امیدوں کو ناامیدی میں بدل کر دنیا اور آخرت کی لذت کو خود پر تلخ کرلے اور لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لے لے اور پیر کے منشاء پر چلے اور رضا خدمت عزلت الفت قناعت اور جو کچھ اس سے متعلق ہو قبول کرے۔

مقولہ رابع

ملا آنست کے مراد خود از دو کون بریدہ باشد و خود بینی گزاشتہ باشد و ہمہ اعمال برائے رضائے حق تعالیٰ بود و مراد خود کہ از حور خس باشد بکلی رفع کند و چیزے از غیر حق نہ طلبد از کفر و عصیاں و جہالت خود را نگاہدارد و ہدایت خلق طلبد و از آموختن تکاسلے نہ ورزد۔ آں را ملا تواں گفت۔

ملا وہ ہے جو دونوں جہاں سے اپنی امید منقطع کرلیا ہو اور خود بینی چھوڑ دیا ہو اور اس کے تمام اعمال رضائے حق تعالیٰ کے لئے ہوں اور ان ہی مراد کو جو حور خس سے ہو پوری طرح ترک کرے اور کوئی چیز غیر اللہ سے طلب نہ کرے ضلالت، گناہ اور جہالت سے خود کو محفوظ رکھے اور خلق کی ہدایت چاہے اور سستی نہ کرے تو اس کو ملا کہہ سکتے ہیں۔

مقولہ خامس

حافظ آنست کہ قرآن از برائے رضائے حق خواند و

حافظ وہ ہے جو رضائے حق کے لئے قرآن پڑھے اور

متابعہ مجازی نہ کند و قرآن خوانده نہ فروشد وقت خواندن تامل در معانی کند و زندگانی بمتابعت قرآن کند و بموافقت نفس و ہوا نہ کوشد و قرآن رااز غفلت و بے ہوشی و بے پردگی نخواند و در وقت خواندن بغسل طاہر باشد ۔ لذات و شہوات ترک کرده در راه خدائے تعالے حفظ کرده باد شد ۔

مجاز کی پیروی نہ کرے اور قرآن نہ بھولے ، پڑھنے کے وقت معانی پر غور کرے اور زندگی قرآن کے مطابق بسر کرے ۔ نفس و خواہش کے موافقت میں کوشش نہ کرے اور قرآن کو غفلت و بے ہوشی و بے پردگی سے نہ پڑھے اور پڑھتے وقت باغسل طاہر رہے ۔ لذتوں اور خواہشات کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی راہ میں حفظ کیا ہو ۔

مقولہ سادس

دیوانہ آلست کہ ہوائے دنیا نہ کندورو باآخرت آورد و غرض خود ہیچ آفریده نہ گوید و نیاز مند راه خدائے تعالیٰ باشد چنیں کس دیوانہ داند ۔

دیوانہ وہ ہے جو دنیا کی خواہش نہ کرے اور آخرت کی جانب متوجہ رہے اور اپنی غرض کسی مخلوق سے نہ کہے اور نیاز مند راہ خداتعالیٰ رہے ایسے شخص کو دیوانہ جانو ۔

مقولہ سابع

ملک آلست کہ نفس خود راگزاشتہ باشد و مقصود خود از کس نہ طلبد و مرید ہمہ خاندان باشد واز خلق آزاد آں را ملک تواں گفت ۔

فرشتہ وہ ہے جو اپنے نفس کو چھوڑ چکا ہو اور اپنا مقصد کسی سے طلب نہ کرے اور تمام خاندان کا مرید اور خلق سے آزاد ہو ۔ اس کو فرشتہ کہہ سکتے ہیں ۔

مقولہ ثامن

زاہد آلست کہ آلایش و میارا بااہل آں گزارد و آخرت راکزالک و دردل و جاں او بغیراز حق تعالیٰ نہ گذرد۔

زاہد وہ ہے جو آلائش و نجاست دنیا کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دے اور اسی طرح آخرت کو (یعنے آخرت کو اہل آخرت کے لئے چھوڑدے) اور اس کے دل و جان میں بغیر حق تعالیٰ کے (کچھ اور) نہ گزرے۔

مقولہ تاسع

حیدری آلست کہ حرام بر نفس خود روانہ دارد و لذت و شہوت راترک دہد و بہ یاد حق تعالیٰ بسر بردو ہدایت از حق تعالیٰ دارد دنیا و اہل دمیارا دشمن دارد و ہمتش آں باشد کہ ریاضت بر نفس چنداں گمارد کہ بغیر از ریاضت ہیچ دردل نہ گزرد و یاد نہ آید۔

حیدری وہ ہے کہ حرام کو اپنے نفس پر روانہ رکھے اور لذت و خواہش کو ترک کرے اور حق تعالیٰ کی یاد میں بسر کرے اور حق تعالیٰ سے ہدایت چاہے اور دنیا اور اہل دنیا کو دشمن رکھے۔ اور اس کی ہمت ایسی ہو کہ نفس کو ریاضت کا اس قدر عادی بنادے کہ بغیر ریاضت کے کوئی چیز اس کے دل میں نہ گزرے اور یاد نہ آئے۔

مقولہ عاشر

عارف آلست کہ اور اکس نشناسد داو راکس در حساب نیاورد و آنگاہ عارف تمام باشد۔

عارف وہ ہے کہ کوئی اس کو نہ پہچانے اور اس کو کوئی شمار نہ کرے اس وقت وہ عارف کامل ہوگا۔

مقولہ حادی عشر

صوفی آنست کہ صاف شدہ باشدازدوکون و فارغ شدہ باشد از سوی وغیر اگر چیزے دنیائے از دست او بردہ خوش شودواگر بیاید غمگین گردد۔

صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں سے پاک صاف اور فارغ ہو چکا ہو اور اگر غیر کی دی ہوئی چیز اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو خوش ہو - اور اگر آجائے تو غمگین رنجیدہ ہو۔

مقولہ ثانی عشر

درویش آنست کہ محبت دنیا ندارد و تا کہ قوت یک روزہ باشد سوال بر خود حرام داند و سوختہ ریاضت باشد ونیز خود ہیچ نداشتہ باشد و ہمہ کس و لاکند و ازدیگرے نہ جوید و بہ مسکینی زندگانی کند و در شریعت طریقت متابعت کند۔

درویش وہ ہے جو دنیا سے محبت نہ رکھے اور جب تک ایک دن کی روزی رہے سوال کرنا خود پر حرام سمجھے اور ریاضت میں خود کو جلادے اور اپنے نزدیک کچھ نہ رکھے اور سب کے ساتھ ولا کرے اور کسی دوسرے سے نہ ڈھونڈے اور مسکین زندگی گزارے اور شریعت وطریقت کی پیروی کرے۔

مقولہ ثالث عشر

گدا آنست کہ عیال دارد و دنیا نخواستہ و نداشتہ باوش محنت و مجاہدہ را از نعمت دوست تر دارد۔

گدا وہ ہے جو عیال رکھے مگر دنیا کو نہ چاہے نہ رکھے محنت اور مجاہدہ کو نعمت سے زیادہ دوست رکھے۔

مقولہ رابع عشر

مسکین آنست کہ ہیچ از دنیا نداشتہ باشد او را نا شنا سد و عمر خود موافق خوشنودی حق تعالیٰ صرف ساختہ باشد۔

مسکین وہ ہے جو دنیا سے کچھ نہ رکھے اور کوئی اسکو نہ پہچانے اور اپنی عمر موافق خوشنودی حق تعالے صرف کردے۔

مقولہ خامس عشر

اگر گویند کہ حروف شریعت وطریقت و حقیقت اشارہ بچہ چیز دارند۔

بگو شریعت پنج حرف است شین شرط عبادت بجا آوردند است ورا روا از ناروا دانستن است ویای یک دل بودن است در اعتقاد ۔ عین علم فرض و سنت آموختن است تائے ۔ تقوی بجا آوردن است

طریقت نیم پنج حرف است طا طالب حق کردن است ۔ را ۔ راحت بردنست بر ہرچہ بدورسد یای یقین حاصل کردن است

قاف : ۔ قرب حق طلبید نست تای توجہ تمام فرمودنست جانب حق تعالیٰ دیک سوشدن از خلق

حقیقت تیز پنج حرف اسہت

حای حلاوت و راحت دل ست

قاف اول قدم در بادیۂ تجرید ہنادنست

ویای یک جہت شدنست در مرتبہ تفرید

قاف دوم قید ہستی مجازی از قدم تعین برداشتن بحقایق اشیا کشادہ گردد ۔ تلاوت توجہہ ذوالجلال است کہ مرتبہ آخراست مفید ذریعہ سود پانزدہ سنت کہ از ہر حصہ شریعت و طریقت و حقیقت گفتیم در ہر کہ موجود باشد مرد کامل باشد

اگر کہیں کہ حروف شریعت و طریقت و حقیقت کا کن چیزوں کی طرف اشارہ ہے ۔

تو کہنا شریعت کے پانچ حرف ہیں شین (ش) شرط عبادت بجالانا ہے اور راء (ر) روا ناروا میں فرق جاننا ہے اور یا (ی) یکدل ہونا ہے اعتقاد میں اور عین (ع) علم فرض و سنت سکھنا ہے اور تا (ت) تقوی بجالانا ہے طریقت کے بھی پانچ حرف ہیں ۔

طا (ط) طلب حق کرنا ۔ راء (ر) جو چیز پہنچے اس پر راحت سے رہنا یا (ی) یقین حاصل کرنا ۔

قاف (ق) قرب حق طلب کرنا

تا (ت) توجہ تمام بجانب حق اور خلق سے یکسوئی

حقیقت کے بھی پانچ حرف ہیں ۔

حا (ح) حلاوت و راحت دل

قاف اول (ق) قدم صحرائے تجرید میں رکھنا

یا (ی) یک جہت ہونا تفرید کے مرتبہ میں

قاف دوم (ق) قید ہستی مجازی قدم تعین سے اٹھانا ہے تا نظر حقائق اشیائ کے لئے کھل جائے ۔ تلاوت توجہہ ذوالجلال ہے جو مرتبہ سلوک کا آخری درجہ ہے یہ پندرہ سنت کہ جس کا ہر حصہ جو شریعت و طریقت اور حقیقت ہم نے بیان کئے جس کسی میں موجود ہوں وہ مرد کامل ہوگا ۔

مقولہ سادس عشر

اگر گویند مریدرا چند خصلت باید تا مریدی را شاید بگوکہ وہ خصلت

اول صدق ۱ ۔ دوم ۲ دانش علم شریعت ۔ سوم ۳ عقل ۔ چہارم ۴ نصیحت شنیدن بگوش جاں ۔ پنجم ۵ درراہ حق دلیر باشد ۔ ششم ۶ راست بینی و راست گوئی پیشہ سازد ۔ ہفتم ۷ سخی باید ہرچہ ازوے دیگر خواہد کشادہ دست باشد بخیل مریدی رانشاید ۔ ہشتم ۸ ۔ تسلیم ۔ نہم ۹ حرام داند مال پیررا ۔ دہم ۱۰ برائے طلب مولیٰ تعالیٰ مرید باشد

اگر پوچھیں کہ مرید میں کتنی خصلتیں ہونی چاہئیں تاکہ وہ مریدی کے قابل ہو تو کہنا کہ دس خصلتیں ۔

اول سچائی ۔ دوم علم شریعت سے واقفیت ۔ تیسرے عقل ۔ چوتھے بجان و دل نصیحت سننا ۔ پانچویں راہ حق میں دلیر ہونا ۔ چھٹے سیدھا دیکھنے اور سیدھا کہنے کو اپنا طریقہ بنالے ۔ ساتویں سخی ہونا جو کچھ اس سے دوسرا مانگے تو کھلا ہاتھ رہے ۔ بخیل مریدی کے قابل نہیں ۔ آٹھواں تسلیم یعنے سپردگی ۔

نویں پیر کے مال کو حرام جاننا ۔ دسویں محض اللہ تعالیٰ کی طلب کے لئے مرید ہونا ۔

مقولہ سابع عشر

اگر گویند پیررا چند خصلت باید تا پیرار شاید ۔ بگوکہ وہ خصلت ۔ اول ادرعلم ۔ شریعت کامل بودن ۔ دوم درحقایق اسرار طریقت فاضل و دراطوار حقیقت عادل ، سوم ۳ ترک طمع و حرام داشتن مال مرید را بر خود الا بعد جہد بسیار ۔ چہارم ۴ صادق القول بود ۔ پنجم ۵ فاش ناکردن اسرار طریقت بر عام و نااہل ۔ ششم ۶ ۔ خوداز گناہ احتراز منمودم و فاش ناکردن گناہ دیگراں ۔ ہفتم ۷ ۔ مریدرا ہرچہ فرماید اول از خود نماید ۔ ہشتم

اگر پوچھے کہ پیر کے لئے کتنی خصلیتں ہونی چاہئیں تاکہ وہ پیروی کے قابل ہو تو کہنا کہ دس خصلت ۔ پہلے علم شریعت میں کامل ہونا ۔ دوسرے اسرار طریقت کے دقیق نکتوں کا فاضل اور طریقت کے طور و طریق میں عادل ہونا ۔ تیسرے لالچ ترک کرنا اور مرید کے مال کو خود پر حرام رکھنا ۔ لیکن بہت کوشش کے بعد ۔ چوتھے صادق القول ہونا ۔ پانچویں عوام اور نااہلوں پر اسرار طریقت فاش نہ کرنا ۔ چھٹے

۸ سختی کش باشد نہم ۹ در ہر چہ نبگرد خنداں بود۔ دہم ۱۰ بانور حق آراستہ باشد اگر بر مریدے مشکلے افتد بے واسطۂ غیر آسان سازد۔

گناہ سے بچنا اور دوسروں کے گناہ کو ظاہر نہ کرنا۔ ساتویں مرید کو جو کچھ کہے اول خود کر کے دکھائے۔ آٹھویں سختی برداشت کرنا۔ نویں جس حال میں خود کو دیکھے خوش رہے۔ دسویں نور حق سے آراستہ ہونا تاکہ کسی مرید پر کوئی مشکل پڑے تو بغیر غیر کے واسطہ کے اس کو آسان کرے۔

مقولہ ثامن عشر

اگر گویند کہ حروف صوفی اشارہ بہ چیست بگوہر یکے را اشارت ست کہ صوفی را از آں چارہ نیست۔ صاد اشارہ است صیانت دل یعنے نگاہداشتن خلوت خانۂ دل۔ از آنکہ غیر دوست کسے پیراموں نگردد۔

واو۔ اشارہ بر وقایہ است یعنے سر خودر اچناں نگہدار د ست عیا شیطان بدونہ رسد و مراد ازیں طریقہ اخلاص است۔

فائے اشارہ ہست بہ فیض گرفتن۔ و فیض رسانیدن یعنے از بالاتر خود فائدہ گیرد۔ بہ فرد تر خود رار سانند

از بزرگان مستفیدم بافرودستاں مفید
عالم تحصیل راہم صادرم ہم واردم

ایں اشارہ ہست بہ یقین کہ ہنایت کشف است۔

اگر پوچھے کہ صوفی کے حروف کا کس جانب اشارہ ہے تو کہنا کہ ہر حرف کا اشارہ ہے۔ جس سے صوفی کو مفر نہیں۔ صاد (ص) صیانت دل کی طرف اشارہ ہے۔

واؤ (و) وقایہ کی طرف اشارہ ہے یعنے اپنے راز کو اس طرح محفوظ رکھے کہ شیطان کا عیار ہاتھ اس تک نہ پہونچے اور اس سے مراد طریقہ اخلاص ہے۔

فا (ف) اشارہ ہے فیض لینے اور فیض پہنچانے کی جانب یعنے اپنے سے اوپر کے لوگوں سے استفادہ کرنا اور اپنے سے نیچے لوگوں کو فائدہ پہونچانا۔

بزرگوں سے میں مستفید اور اپنے سے کم درجہ والوں کے لئے مفید ہے۔ (اسطرح) عالم تحصیل کے لئے میں صادر بھی ہوں اور وارد بھی۔

یہ یقین کی جانب اشارہ ہے جو کشف کی انہتا ہے

مقولہ تاسع عشر

اگر پرسند حروف فتوت چہ می دارد بگوفائے فتوت دلیل فناہست تاسالک از صفات خود فانی نشود بصفات دوست باقی نگردد۔ تائے اول تجرید ۔ واو وقایت ست تائے دوم ۔ ترک ماسوی اللہ ہست ۔

مصرع

اولیں چوں آخریں وآخریں چوں اولیں

دیگر فتوت آنست کہ عیب خود ظاہر کردن و عیب دیگراں پوشیدن در ہر عیبے و بعضے کہ ظاہر شود نسیہ بخود کردن وہر چیزے کہ درو جود آید خود رادرمیان نیاوردن

دیگر اگر پرسند فتوت چیست وچند است بگوہفتادہ یک

(۱) اسلام (۲) ایمان (۳) عقل (۴) علم (۵) حلم (۶) زہد (۷) ورع (۸) صدق (۹) کرم (۱۰) مروت (۱۱) شفقت (۱۲) احسان (۱۳) وفا (۱۴) حیا (۱۵) شجاعت (۱۶) عزت (۱۷) صبر (۱۸) توکل (۱۹) استقامت (۲۰) طہارت نفس (۲۱) نصیحت (۲۲) علوہمت (۲۳) کتمان اسرار (۲۴) صلہ رحم (۲۵) متابعت شریعت (۲۶) امر معروف (۲۷) نہی منکر (۲۸) حرمت والدین (۲۹) خدمت استاد (۳۰) حق ہمسایہ (۳۱) نطق بصواب (۳۲) خاموشی ازروئے دانست (۳۳) طلب حلال (۳۴) افشائے سلام

اگر پوچھیں حروف فتوت کے کیا معنی ہیں تو کہہ فائے فتوت دلیل فنا ہے جس تک سالک اپنی صفات سے فانی نہو باقی بصفات دوست نہیں ہوسکتا ۔ تائے اول تجرید ۔ واؤ وقایت ہے یعنے ظاہر و باطن کی نگرانی و حفاظت ۔ تائے دوم ۔ ترک ماسوی اللہ ہے

مصرع

اولیں آخریں کے مانند اور آخریں اولیں کے مانند

دیگر فتوت یہ ہے کہ اپنا عیب ظاہر کرے اور دوسرے کا عیب چھپائے اور بعض جو ظاہر ہو اس کو خود سے بھلا دے اور جو چیز وجود میں آئے خود کو اس کے درمیان نہ لائے ۔

دیگر اگر پوچھیں فتوت کیا ہے اور کس قدر کہنا اکہتر

(۱) اسلام (۲) ایمان (۳) عقل (۴) علم (۵) حلم (۶) زہد (۷) ورع (۸) صدق (۹) کرم (۱۰) مروت (۱۱) شفقت (۱۲) احسان (۱۳) وفا (۱۴) شرم (۱۵) بہادری (۱۶) عزت (۱۷) صبر (۱۸) توکل (۱۹) استقامت (۲۰) نفس کی پاکی (۲۱) نصیحت (۲۲) بلند ہمتی (۲۳) راز پوشیدہ رکھنا (۲۴) صلہ رحمی (۲۵) شریعت کی پیروی (۲۶) نیک کام کا حکم (۲۷) بری بات سے ممانعت (۲۸) ماں باپ کی تعظیم (۲۹) استاد کی خدمت (۳۰) پڑوس کا حق (۳۱) ٹھیک بات کرنا (۳۲) معقول خاموشی (۳۳) حلال طلب کرنا (۳۴) سلام پھیلانا

(۳۵) صحبت نیکاں (۳۶) مشاورت باعقلائے دین (۳۷) شکر گزاری (۳۸) دستگیری مظلومان (۳۹) پرسش بیکسان (۴۰) فکر و عبرت (۴۱) عمل باخلاص (۴۲) امانت گزاری (۴۳) مخالفت نفس وہوا (۴۴) انصاف (۴۵) رضا بقضا (۴۶) عیادت مریض (۴۷) عزلت ازنا جنس (۴۸) مداومت برذکر (۴۹) اباازانچہ احتراز باید کرد۔

(۱) مخالفت شرع (۲) کلام مستقبح گفتن (۳) غیبت نیکاں (۴) مزاح بسیار (۵) سخن چینی (۶) بسیار خندیدن (۷) خلاف وعدہ کردن (۸) بحیلہ و مکر با مردم معاش نمودن (۹) حسد بردن (۱۰) ستم کردن (۱۱) غمازی کردن (۱۲) محبت دنیا (۱۳) درطلب دنیا حریص بودن (۱۴) امل وآز (۱۵) عیب مردم جستن و گفتن (۱۶) سوگند دروغ (۱۷) طمع درمال بردن (۱۸) خیانت ور زیدن (۱۹) بہتان وازنا دیدن خبر گفتن (۲۰) خمر خوردن (۲۱) رباخواری (۲۲) لواطت وزنا (۲۳) بامردم بد مذہب و بد اعتقاد یاری نمودن (۲۴) فتوت انصاف دادن وانصاف ناطلبیدن و ناستدن بود۔

(۳۵) نیکوں کی صحبت (۳۶) عقلائے دین سے مشورہ (۳۷) شکرگزاری (۳۸) مظلوموں کی امداد (۳۹) بیکسوں کی پرسش حال (۴۰) فکر و عبرت (۴۱) اخلاص سے عمل (۴۲) امانت گزاری (۴۳) نفس و خواہشات کی مخالفت (۴۴) انصاف (۴۵) تقدیر پر رضامندی (۴۶) بیمار کی عیادت (۴۷) ناجنس سے کنارہ کشی (۴۸) ذکر کی پابندی (۴۹) جن امور سے رکنا ہے ان سے احتراز کرنا چاہیئے۔

شرع کی مخالفت (۲) بری بات کہنا (۳) نیک لوگوں کی غیبت (۴) بہت مذاق (۵) سخن چینی (۶) بہت ہنسنا (۷) وعدہ خلافی (۸) حیلہ و مکر سے لوگوں کے ساتھ گزر بسر کرنا (۹) حسد کرنا (۱۰) ظلم کرنا (۱۱) چغل خوری کرنا (۱۲) دنیا کی محبت (۱۳) دنیا کی طلب میں حریص ہونا (۱۴) لالچ (۱۵) لوگوں کے عیب ڈھونڈنا (۱۶) جھوٹی قسم (۱۷) مال کی طمع (۱۸) خیانت کرنا (۱۹) بہتان اور نہ دیکھی ہوئی بات کے تعلق سے اطلاع دینا (۲۰) شراب نوشی (۲۱) سود خوری (۲۲) لواطت وزنا (۲۳) بد مذہب و بداعتقاد لوگوں سے دوستی (۲۴) فتوت انصاف دینا اور انصاف نہ طلب کرنا۔

مقولہ عشرون

اگر پرسند اصل طریقت چند چیز است
یگو سہ چیز ۔ دم ۔ قدم و کرم
دیگر صوفی آنست کہ انچہ دم بہ دم یافتہ باشد بقدم آنجا شتافتہ باشد یعنے از رتبہ علم الیقین بپایۂ عین الیقیں ترقی نماید و دیگر التصوف ترک الدعوی و کتمان المعنی
ودیگر فرمایند ۔ کلام الحقیقة بلا شریعة لغو۔
ودیگر فرمایند ۔ من تواضع رفعه الله ومن تکبر وضعه الله
ودیگر فرمایند ۔ العدول عن کل خلق ولی۔
ودیگر فرمایند ایمانک امانک اخلاصک خلاصک
ودیگر فرمایند ۔ ادخال السرور فی قلب العبد المومن بحر وسائر العبادات کقطرة

اگر پوچھیں اصل طریقت کتنی چیزیں ہیں ۔
کہنا کہ تین چیز دم ۔ قدم ۔ کرم
دیگر صوفی وہ ہے کہ جو دم سے پائے قدم سے وہاں دوڑے یعنے رتبہ علم الیقین سے درجہ عین الیقیں تک ترقی کرے ۔ دیگر تصوف ترک ادعا اور باطن کا چھپانا ہے ۔
اور حقیقت کی گفتگو شریعت کے بغیر مہمل ہے ۔
اور یہ کہ جو تواضع کرتا ہے اللہ اس کو سربلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اس کو پست کرتا ہے
اور فرماتے ہیں تمام مخلوق سے جو عدول ہو وہ ولی ہے۔
اور فرماتے ہیں تیرا ایمان تیرا محافظ ہے اور تیرا اخلاص تیری نجات ۔
اور فرماتے ہیں مومن کے دل میں مسرت کا داخل ہونا مثل سمندر ہے ۔ اور تمام عبادات قطرہ کی مانند ہیں۔

مقولہ احد و عشرون

نزدیک رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم صفت علی می کردند کہ او برآب می رفت فرمود صلی الله علیه لو ازداد یقیناً لمشی علی الماء ایں اشارات بلیقین خود کرد چناں کی علی ولی اللہ گفت لو کشف الغطا ما ازددت یقینا

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ و صحبہ و سلم کے پاس علیؑ کی تعریف کی گئی کہ وہ پانی پر چلتے ہیں فرمایا اگر یقین بڑھ جائے تو پانی پر چلے یہ اشارہ آپ نے اپنے یقین کی جانب کیا جیسا کہ علی ولی اللہ نے کہا پردہ اٹھ بھی جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔

مقولہ ثانی و عشرون

اگر گویند کہ روندہ راہ فقیر کیست؟

بگوآنکہ ظاہر و باطن او بہ محک شرع تمام عیار بود و در ظاہر کدورت و بدعت ننمود و بر باطن او غبار اغیار نہ نشیند ایں چنیں کس وا رسد کہ از مقامات طریقت دم زند

اگر پوچھے کہ سالک راہ فقیر کون ہے؟

کہنا جس کا ظاہر اور باطن شرع کی کسوٹی پر پورا اترے ظاہر میں کدورت اور بدعت کا اظہار کرے ۔ لیکن اس کے باطن پر اغیار کا غبار نہ بیٹھے ایسے شخص ہی کو مقامات طریقت کی دم زدنی زیبا ہے ۔

مقولہ ثالث و عشرون

اگر گویند کہ مقامات طریقت چند است؟

بگو کہ چہار صد و چہل و چار ۔ اما مجموع او در چہار مقام جمع است اول توبہ و آں بر دو نوع است یکے توبہ ظاہر از گناہ ۔ دوم توبہ باطن از خود بینی

دوم خوف ہر کہ امروز در خوف فردا در مقام امن باشد ۔ سوم جہاد ۔ و جہاد شریعت جنگ کردن ست باکافران و در طریقت جنگ کردن است بانفس و شیطان ایں را جہاد اکبر گویند ۔ چہارم صبر پس ہر کہ در ایں چہار مقام باز ایستد ۔ چہارم صد و چہل و چار مقام طریقت حاصل کردہ باشد ۔

اگر پوچھیں طریقت کے کتنے مقام ہیں ۔ کہنا کہ چار سو چالیس پر چار لیکن ان کا مجموعہ چار مقام میں جمع ہے ۔

اول توبہ اور وہ دو قسم کا ہے ایک ظاہر کا توبہ دوسرے باطن کا خود بینی سے توبہ ۔

دوسرے خوف کہ جو آج خائف ہے کل مقام امن میں رہیگا ۔ تیسرے جہاد ۔ شریعت کا جہاد کافروں سے جنگ کرنا ہے ۔ اور طریقت میں نفس و شیطان سے جنگ کرنا ہے ۔ اس کو جہاد اکبر کہتے ہیں ۔ چوتھے ۔ صبر پس ان چار مقامات میں جو ثابت قدم رہے تو اس نے گویا چار سو چالیس پر چار مقام طریقت حاصل کر لئے

مقولہ رابع و عشرون

اگر ذکر **لا اله الا الله** را تمام کرد تسلیم ثابت کرد و **محمد رسول الله** را ثابت کرد توکل قائم شد نزد فقرا. توکل از "تو" گزشتن و تسلیم از "من" گزاشتن است - ایں ہر دو خصلت پر فقیر واجب است یعنے اول خود را باختن بعدہ، خود را یافتن یا بالعکس۔

دیگر فرمایند **ان الکفر والایمان مقامان وراء العرش حجابان بین رب والعباد** یعنے اگر بہ توکل و تسلیم شوند گویا کہ ہر دو پردہ زائل شدہ اگر پردہ رب رفت توکل ثبت شدو اگر پردہ عبد رفت تسلیم ثابت شد - شریعت آن است کہ خود را محمد ثابت کند حقیقت آنست کہ خود را اللہ ثابت کند اگر محمد را ثابت کرد سجدہ کردن واجب است و اگر اللہ ثابت کرد سجدۂ گرفتن واجب آید

اگر ذکر **لا اله الا الله** کرے تو تسلیم ثابت کیا اور **محمد رسول الله** کو ثابت کیا تو توکل کو قائم کیا - فقراء کے نزدیک توکل "تو" سے گزرنا اور تسلیم "میں" سے گزرنا ہے یہ دونوں خصلتیں فقیر پر واجب ہیں - یعنے اول خود کو فنا کرنا اس کے بعد خود کو پانا بر عکس -

دوسرے فرماتے ہیں کہ کفر وایمان دو مقام ہیں عرش کے پرے رب اور عبد کے درمیان دو حجاب ہیں - یعنے اگر توکل اور تسلیم ہوجائے تو گویا کہ دونوں پردے زائل ہوگئے اگر رب کا پردہ گیا تو کل ثابت ہوا اور اگر عبد کا پردہ گیا تسلیم ثابت ہوئی - شریعت یہ ہے کہ خود کو محمد ثابت کرے حقیقت یہ ہے کہ خود کو اللہ ثابت کرے اگر محمد ثابت کیا تو سجدہ کرنا واجب ہے اور اگر اللہ ثابت کیا تو سجدہ لینا واجب ہے -

مقولہ خامس و عشرون

اے برادر اگر چہ خواندن و نوشتن کار حسن است اما کار ایں طریقہ کار دیگر است یعنے ہرچہ فنا از غیر حاصل شود - ہماں کار ایں طایفہ است -

اے بھائی اگرچہ پڑھنا لکھنا اچھا کام ہے - لیکن اس طریقہ کا کام اور ہے یعنی جو کچھ فنا غیر سے حاصل ہو وہی اس جماعت کا کام ہے -

مقولہ سادس و عشرون

خصلت برائے اہل فتوت۔ اگر کسے پرسک بگوکہ وہ است اہل فتوت و ازاں چارہ نیست

(۱) باحق باصدق (۲) باخلق بانصاف (۳) بانفس باقہر (۴) بابزرگاں بخدمت (۵) باخورداں بشفقت (۶) بادوستاں بہ نصیحت (۷) باعلماء بہ تواضع (۸) باحکماء باحلم (۹) بادشمناں بہ سخاوت (۱۰) باجاہلاں بہ خموشی

اگر کوئی اہل فتوت کی خصلتیں دریافت کرے تو کہنا کہ دس ہیں جن کے بغیر اہل فتوت کو چارہ نہیں۔ (۱) حق کے ساتھ صدق (۲) خلق کے ساتھ انصاف (۳) نفس کے ساتھ قہر (۴) بزرگوں کی خدمت (۵) چھوٹوں پر شفقت (۶) دوستوں کو نصیحت (۷) علماء سے تواضع (۸) حکماء سے حلم (۹) دشمنوں سے سخاوت (۱۰) جاہلوں سے سکوت۔

مقولہ سابع و عشرون

اللہ۔ الف مقام شریعت لام مقام طریقت لام ثانی مقام حقیقت ھا مقام معرفت

اکبر۔ الف مقام اہل اللہ۔ کاف مقام حنفی۔ بامقام مالک۔را۔ مقام حنبلی

اللہ۔ الف مقام شریعت۔ لام اول مقام طریقت لام ثانی مقام حقیقت۔ ھا مقام معرفت۔

اکبر۔ الف مقام اہل اللہ۔ کاف۔ مقام حنفی۔ بامقام مالکی۔را۔ مقام حنبلی

مقولہ ثامن و عشرون

از قول قرا۔ حفظہ بشنو زمن یک قاعدہ کاندر۔ قرائت تراحاصل بود ایں فائیدہ۔ ماقبل فا و واؤیا گر ساکنے می ایدت ان لم تکن اظهر تها صارت صلواتک فاسدۃ۔

حافظ قاریوں کے اقوال سے۔ ایک قاعدہ سن کے تجھے اس سے قرات میں فائدہ ہوگا ف۔ و۔ ی کا اگر حرف ماقبل ساکن ہو اور تو اس کو ظاہر نہ کرے تو تیری نماز فاسد ہوگی۔

مقولہ تاسع و عشرون

الروح علیٰ ثلثۃ او جہ الروح الجاری بوقت نوم بیرون شود۔
الروح المقیم ۔ بوقت نوم بیدار شود و آشامیدن وجماع کردن
الروح الامین ۔ بوقت مردن و سوال و جواب میزان و پل صراط

روح کی تین قسمیں ہیں
روح جاری ۔ نیند کے وقت باہر جاتی ہے ۔
روح مقیم ۔ نیند کے وقت پینے اور جماع کے وقت بیدار ہوتی ہے ۔
روح امین ۔ مرنے ۔ سوال وجواب میزان و پل صراط سے گزرتے وقت ۔

مقولہ ثلثون

چوں ذات مطلق کہ درمرتبہ ہویت بے قید ولا تعین بود دقیتیکہ عینیت آید تعین اول شد آں را وحدت گویند چوں خود رابے ترکیب و بے اضافات و بے ملاحظہ صفات یافت آں را احدیت صرور گویند چوں ذات وجود و صفت علم و اسم نور و فعل شہود یافت آں را واحدیت نامند

جب ذات مطلق جو مرتبہ ہویت میں بے قید و بے تعین ہے ۔ بعلم عینیت آئے تو یہ تعین اول ہوا اس کو وحدت کہتے ہیں ۔ جب خود کو بے ترکیب و بے اضافات اور بے ملاحظہ صفات پایا تو اس کو احدیت صرفہ کہیں گے جب ذات وجود و صفت علم و اسم نور و فعل شہود پایا تو اس کو واحدیت کا نام دیتے ہیں ۔

مقولہ احد و ثلثون

چوں اہل اللہ از خودی می رستند و با بیخودی خود۔ پیوستند عین حق گشتند انچہ در ذات مجمل است در ذات ایشاں نیز مجمل و آنچہ در علم او مفصل است در علم ایشاں مفصل پس ذات او مراوت ذات اوست علم او بلکہ ذات اوذات اوست و علم او علم اوست ۔

جب اہل اللہ اپنی خودی سے خلاصی پائے یا بے خودی سے جاملے عین حق ہوگئے جو کچھ ذات حق میں مجمل ہے ان کی ذات میں بھی مجمل اور جو کچھ اس کے علم میں مفصل ہے ان کے علم میں مفصل ہے بس ۔ ان کی ذات اس کی ذات کا آئینہ اور ان کا علم اس کے علم کا آئینہ بلکہ ان کی ذات اس کی ذات اور ان کا علم اس کا علم رہے ۔

سیرت و صفات :۔ **رجعنا الی المقصود** حضرت سید شاہ محی الدین خود صاحب عبادات و کمالات تھے ۔ آپ کی مدح وثنا میں اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ کا لقب محی الدین ثانی ہے ۔ آپ قولا فعلا اپنے جد شریف جد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے تابع تھے اور شکل و شمائل شریف بھی شیخ الکونین غوث الاعظم قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہ الاکرم کے مانند تھے کہ ان دونوں حضرات کی تصویریں بہت غور کرنے سے کچھ سمجھ میں آتا ہے ۔

مولف عاصی سراپا معاصی کہتا ہے کہ ایک روز آنحضرت کو اس فقیر نے بین النوم والیقظہ یعنے نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا کہ اپنی داڑھی اپنے ہاتھ لے کر فرماتے ہیں کہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی تصویر میں اور اس فقیر میں اتنا فرق ہے یعنے اپنی دوانگل داڑھی بتاکر فرمائے میری داڑھی اتنی کم ہے ۔ مولف وابستہ آستان ولایت کہتا ہے کہ میری چشم شہود ناظر جمال انور آنحضرت تھی ۔ جب بیدار ہوا تو چہرہ منور کو ہنوز مشاہدہ میں موجود پایا کچھ دیر تک اس معاملہ میں محظوظ رہا واقعی دونوں صورتوں میں بجز موخر الذکر کی ریش مبارک کم ہونے کے میں نے کوئی فرق نہ دیکھا نہ کر سکا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر اب تک میری نظر دیکھ رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس روح طیبہ کے عون و اعانت سے خاتمہ تک میری نظر میں رہے گی ۔

ولی را ولی می شناسد :۔ صاحب اوقات عظمت الالہی اپنے ملفوظ میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عظمت اللہ کلاں رحمتہ اللہ علیہ نے جو موضع الند میں آرام فرمارہے ہیں ایک روز حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہمدموا ہم نے اپنی تمام عمر میں پانچ فقیر دیکھے ہیں کہ درویشی کا نام ان سے سجتا ہے حاضرین نے پوچھا کہ وہ بزرگ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں ۔ فرمایا ہمدموا ملک ہندوستان میں بارہ سال کے سفر میں دو فقیر سید الطائفہ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندوں سے دیکھے گئے اور تین فقیر خطہ دکن میں نظر آئے چنانچہ شہر حیدرآباد میں دو فقیر ایک ذات شاہ محی الدین ثانی اور دوسرے شاہ عبداللطیف بیجاپوری اور دوسرے فقیر فرزندان حضرت سید محمد گیسو دراز سے جن کا اسم مبارک شاہ ندیم اللہ حسینی ہے کہ میں نے آنجناب سے استفادہ و استفاضۂ خانوادہ چشتیہ کیا ہے ۔

مولف عاصی کہتا ہے کہ خوارق کی اس عبارت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محی الدین اور حضرت شاہ عظمت اللہ قادری ہم عصر تھے دوسرے ان کے ملفوظ سے ظاہر ہے کہ ان کے درمیان حیدرآباد میں ملاقات جسمانی ہوئی ۔ موخر الذکر قطب وقت تھے کہ اکثر ان سے احیائے اموات کی کرامت سرزد ہوئی ہے ۔

سفر آخرت :۔ حضرت شاہ محی الدین نے اکانوے سال کی عمر میں جو لفظ "کامل" سے برآمد ہوتی ہے اس

دار فانی سے عزم رحلت کیا تو سفر عالم بقا سے قبل صحرا نوردی کرتے ہوئے مسجد بلک عنبر میں جو اندرون شہر حیدرآباد متصل دروازہ پل شاہی واقع ہے اور جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے تشریف لا کر سات روز وہاں بیماری سے صاحب فراش رہے ۔ اور ساتویں دن اس جہان فانی سے بہر لقائے رحمانی رحلت فرمائی اس وقت کہ ۱۱۰۲ ہجری میں بادشاہ عالمگیر بعد تسخیر بلدہ دوسری بار یہاں آئے تھے اور رستم دل خاں مذکور جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے بادشاہ کا تقرب حاصل تھا ۔ یہ ایک فریس شخص تھے جہاں رہے عزت و احترام سے رہے سلطان ابو المظفر عالمگیر کو بھی آنجناب سے ملاقات کا بیحد اشتیاق تھا ۔ اگرچہ میسر نہ ہوئی لیکن خان موصوف سے اکثر آنحضرت کے حالات عالمگیر دریافت کیا کرتے تھے ۔ غرض خان موصوف نے آنحضرت کی وفات کی خبر بادشاہ کو پہنچائی اور بادشاہ نے بادشاہی عاشور خانہ کے صحن میں جو سلاطین قطب شاہی کا تعمیر کردہ ہے آپ کے مدفن کی جگہ مقرر کر کے رستم دل خاں سے کہا کہ حضرت کو وہاں دفن کیا جائے اور جنازہ جامع مسجد شاہی میں لایا جائے انشاء اللہ ہم بھی خفیہ راستہ سے جو داد محل سے ہے جنازہ میں حاضر ہونگے اور نماز جنازہ پڑھیں گے ۔ بحکم سلطانی صحن عاشور خانہ میں قبر کے لئے ایک مقام پر کچھ جگہ کھودی گئی تھی کہ ایک بڑا پتھر معلوم پڑا جو تمام قبر کو گھیر ہوا تھا ۔ مجبوراً دوسرے مقام پر قبر کھودی گئی وہاں بھی پتھر نکلا تیسری دفعہ کچھ فاصلہ پر چند قبریں کھودی گئیں وہاں بھی پتھریلی زمین نکلی ۔ چار و ناچار بادشاہ عرض کیا گیا ۔ ظل اللہ نے جو آنحضرت کے کمال اور جلال کا حال رستم دل خاں کی زبانی سن چکے تھے حکم دیا کہ جس جگہ حضرت نے رحلت کی ہے اسی جگہ دفن کیا جائے کہ ان بزگوار کی مرضی وہیں کی معلوم ہوتی ہے پس حضرت شاہ محی الدین ثانی کو وہیں غسل دے کر اور نماز جنازہ صحن مذکور میں ادا کر کے مسجد کی جانب شمال ادھر ہٹ کر دفن کیا گیا ۔ آپ کی وفات چوتھی رجب ۱۱۰۳ھ کو ہوئی اور ایک روایت میں ۱۱۰۱ ہجری سن وفات بھی آیا ہے ۔ جیسا کہ کسی شاعر نے قطعہ تاریخ تحریر کیا ہے ۔

پیر شہ از وصل الہ شد مجیب — شاد شدہ کرد جہاں را غریب
گفت تعجب شدہ رضوان و حور — دوست چہ پیوست بوصل حبیب

۱۱۰۱ھ

دوسرے قطعہ تاریخ سے ۱۱۰۳ھ برآمد ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے ۔

چہارم ماہ رجب بہ ذوق حق — رفت آں کامل زجسم ظاہری
میدہد نامش بسال خود خبر — سید محی الدین ثانی قادری

۱۱۰۳ھ

ایک اور مورخ نے یہ تاریخ کہی ہے:

در ایں عالم بلا شک غوث مطلق　　محی الدین ثانی قطب برحق

۱۱۰۳ھ

پاک ذریت :- آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی - دوسری روایت کے بموجب دو صاحبزادیاں تھیں - صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں - سید شاہ عبدالمحی الدین - سید شاہ عبداللطیف ثانی عرف حضرت شاہ صاحب - پیر بادشاہ صاحب مجذوب - صاحبزادی کا نام **امۃ الفاطمہ** تھا - دوسری صاحبزادی کا نام معلوم نہ ہوسکا - کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت شاہ میاں صاحب کلاں ابن حضرت شاہ عبداللہ قبلہ سے منسوب تھیں - ان کا مزار شاہ حضرت قادری واقع ادونی میں شوہر کی قبر کے متصل ہے بڑی صاحبزادی عقد کے بعد ایک ہفتہ کے اندر ہی عالم بقا کو رخصت ہوئیں -

حضرت سید شاہ عبدالمحی الدین جو فرزند کلاں تھے اپنے پدر بزرگوار کے زمانہ حیات میں دو کمسن صاحبزادے چھوڑ کر رحلت فرمائے - آپ کے بعد ولی عہد و جانشین جناب سید شاہ عبداللطیف ثانی ہوئے جنھوں نے مسند ارشاد والا بزرگوار کو قائم کی -

زاداللہ تعالیٰ ارشادہ و افاضنا اللہ من فیوضاتہ

حضرت پیر بادشاہ صاحب مجذوب کامل اور سالک واصل تھے - سترہ اٹھارہ سال کی عمر تک سب کو سالک معلوم ہوتے تھے - ان کا جذب نمایاں تھا کہ اکثر اوقات زہریلی چیزیں جیسے سنبل فار وغیرہ کھالیتے لیکن اثر نہ ہوتا اس کے بعد کسی کو خبر نہ ہوتی کہ آپ کدھر تشریف لے گئے -

اجمالی حالت :- جیسا کہ اوپر گزرا حضرت سید شاہ محی الدین ثانی بعمر ۹۱ سال مطابق عمر شریف حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ واصل بحق ہوئے چوبیس سال کی عمر میں کرنول سے حیدرآباد رونق افروز ہوئے - کم و بیش چوبیس سال چند ماہ تک باتباع سنت نبوی عایلی زندگی بسر کی اس کے بعد تینتالیس سال تک جو ایام تکمیل ہیں - عالم تجرید و تفرید میں مستغرق بعالم بقا رہے - یہاں تک کہ دنیا کی کسی چیز سے تعلق یا اس کا ادراک نہ رہا تھا - کتب بینی بھی ترک فرمادی تھی اگر کبھی اس جانب بھی رغبت ہوتی تو دیوان شاہ علی کاٹوں دہنی یا کتاب خوب ترن یا امواج خوباں جو اس کی شرح ہے ملاحظہ فرماتے آخر عمر میں یہ بھی نظر سے ہٹ چکی تھیں - تجرید کے زمانے میں آپ کا لباس یہ کھادی کا جبہ چاندہ کندہ ٹوپی شیر خوار بچوں کی طرح جوان کے کانوں تک رہتی ہے پہنا کرتے اور ایک قبضہ شمشیر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے یعنے آپ کے روبرو تلوار ہوا کرتی تھی جہاں بھی

ہوتے نظریں خوب آلود رہتی تھیں ۔ مراقب بیٹھا کرتے اور عالم استغراق وفنائے احدیت کا اسقدر غلبہ تھا کہ لوگوں کی شناخت مطلق باقی نہ رہی تھی ۔

مقام ریاضت:۔ یہ بھی گزر چکا ہے کہ آپ دو دو ماہ شہر سے غائب رہتے کسی کو آپ کا پتہ یا نشان معلوم نہ ہوتا ۔ اور کامل ایک ایک مہینہ ہوتا عالم استغراق میں اس طرح کہ جلسہ تک نہ بدلتے اکثر اوقات کچکول بنڈہ کے غار میں مشغول بحق رہتے جو اب تک آپ کی چلہ گاہ حضرت پیر شاہ محی الدین ثانی کے نام سے مشہور ہے اس مقام پر کسی عقیدت مند نے ایک عمارت چوکنڈی نما تعمیر کی ہے جس میں حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کی ایک غزل جلی اور خوش خط میں لکھی ہوئی ہے جس کا مضمون اس راستہ کے وابستگان کے مسلک کو یاد دلاتا ہے ۔ وہ غزل یہ ہے ۔

بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است ۔۔۔ بیمار بادہ کہ بنیاد عمر برباد است
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ۔۔۔ زہر چہ رنگ تعلق پنیرد و آزاد است
چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست و خراب ۔۔۔ سردش عالم غیبم چہ مژدہا داد است
کہ اے بلند نظر شاہباز سدراہ نشیں ۔۔۔ نشیمن تو نہ ایں کنج محنت، آباد است
تراز کنگرہ عرش می زنند صغیر ۔۔۔ ندانمنت کہ درایں دام گرچہ افتاد است
فریب وعشوہ حسن از حیات پیر محور ۔۔۔ کہ ہر کہ کرد بوئے دوستی اونا شاداست
نصیحتے کنمت یاد گیر و درعمل آر ۔۔۔ کہ ایں حدیث زپیر طریقتم باد است
مجو درستی عہد از جہان سست ہناد ۔۔۔ کہ ایں عجوزہ عرس ہزار داماد است
رضا بدادہ بہ اوز جبیں گرہ بکشا ۔۔۔ کہ برمن و تو دراختیار نکشا داست
غم جہاں محور و پند من از یاد ۔۔۔ کہ ایں لطیفہ غیبم زرہ روی یاداست
نشان مہرہ وفا نیست در تبسم گل ۔۔۔ بنال بلبل بیدل کہ جائے فریاد است
برو ملامت واں کشاں مکن زہد ۔۔۔ کہ قسم رزق تو رزاق ماہمیں داد است
حسد چہ می بری اے سست نظم برحافظ ۔۔۔ قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

مقتضائے قیاس یہ ہے کہ شاید یہ غزل پسند خاطر مبارک تھی اس لئے کسی خوش نویس خادم نے آپکے میلان طبع اور مزاج وہاج کی رغبت دیکھ کر لکھدیا ہے اس کی یہ بھی دلیل ہے کہ سیدھے ہاتھ کی جانب سے غزل شروع کر کے بائیں ہاتھ کی طرف ختم کی گئی ہے اور پیٹھ کا رُخ چھوڑ دیا گیا ہے اگر مکان کی زینت کے لئے

لکھی جاتی تو چاروں سمت لکھی جاتی۔ اس کے علاوہ وہاں چند رباعیات بھی لکھی ہوئی ہیں۔

(۱)

خلوتگہ خاص ایں بتول است اینجا — نجلہ فرزند رسول است اینجا
ہرجا کہ بخواہید قبول است اینجا — ایں غار چو ثور است کہ اے اہل دعا

(۲)

یک آں غاریست کاں سالار ابرار — زمکہ کرد ہجرت شد در آں غار
یک ایں غاریست کا نبش پیرشا ہے — ز دنیا کرد ہجرت شد دریں غار

(۳)

ہست ایں غار ہمچو غار ثور — شد بجائے کہ احمد مختار
وصف او آمداست در قرآں — ثانی اثنین اذھما فی الغار

(۴)

آں کس کہ ز تقید جہاں آزاد است — ہر حال بوارستگی خود شاد است
اینجا چو بیاید او بگوید ازحب — کایں چلہ گہ ز صاحب ارشاد است

ایک بزرگ آپ کی مدح میں بطریق دعائیہ فرماتے ہیں۔

پیر شہ راپیشوا داریم ما — دل بسوئے پیرشہ داریم ما
مرجع اہل دل آمد در گہش — شکر حق جائے صفا داریم ما
امن بخشی بیشتر کار تو شد — بہر ایں بس التجا داریم ما
از ازل چشم دل سوے تست — خاک پلبت تو تیا داریم ما
بس نظر داریم برالطاف — گرز سرتا پاخطا داریم ما
دستگیری کن بما اے دستگیر — دست تو دست خدا داریم ما
از طفیلت گر کند حق جلوہ — مسند دلہ ،عا داریم ما
بر امید مقصد خود سائلیم — شیوہ عاجز گدا داریم ما

کرامت در کرامت :۔ آپ کے مریدوں میں ابو محمد نامی ایک صاحب صادق الاعتقاد تھے جو قوم زرتار گراں سے تھے اور شکر فروشی بھی کرتے تھے ۔ ان کی زوجہ بھی آنحضرت کی ارادت بیعت میں آچکی تھی ۔ آپ کے ارتحال کے بعد ابو محمد اپنی زوجہ سے مشورہ کیا کہ ہمارے پاس وجہ حلال سے نو سو روپیہ موجود ہیں ۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس رقم سے حضرت پیرو مرشد کے روضہ کی تعمیر کروں ۔ تمہارا اس بارے میں کیا مشورہ ہے ۔ باقتضائے نقص عقل جو عورتوں کی طینت اصلی ہے اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہم لوگ روزگار پیشہ اور غریب و بے مقدور ہیں اور اتنی رقم عمر میں ہم نے بہم پہونچائی ہے بار بار اس قدر رقم فراہم ہونا دشوار ہے اگر آنحضرت کی مدد و استعانت سے کوئی اور شکل پیدا ہوا ور رقم میسر آئے تو انشاء اللہ اس کو اس بارے میں صرف کریں گے ابو محمد اپنی بیوی کی اس مدلل گفتگو سے ساکت وصامت ہوگئے کچھ جواب نہیں دیا اور نہ کچھ کہا ۔ اسی رات میں ابو محمد مرید مقبول کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت سید شاہ محی الدین ثانی اپنی مرقد کی جگہ کھڑے ہوئے ہیں اور ابو محمد اپنی عادت کے مطابق ہاتھ باندھے ہوئے حاضر ہیں ۔ اور آنحضرت بہ کمال سرور فرحت ارشاد فرمارہے ہے کہ اے ابو محمد تو نے آج ہمارے روضہ کی تعمیر کا جو ارادہ کیا ہے وہ نیک کام ہے اس میں دیر نہ کر لیکن اپنی رقم سے نہ کر جس جگہ تو نے نو سو روپیے رکھے ہیں اسی جگہ اسی قدر دوسری رقم (یعنے نو سو روپیہ) کی پوٹلی ہے اس کو لے اور تعمیر میں صرف کر ۔ خدائے تعالیٰ تجھے تیری نیت کی جزا دیگا ابو محمد کہتے ہیں فوری میں نیند سے بیدار ہوا ور اپنی بیوی سے جو خواب دیکھا تھا بیان کیا کہ حضرت پیرو مرشد نے میرے معاملہ میں کرم فرما کر ایسا حکم دیا ہے اس کی زوجہ نے کہا تھا اس خواب کی تعبیر خدا کرے ٹھیک نکلے اور حضرت کی روح کی امداد سے ہم کو اتنی استطاعت دے کہ اس خدمت کی سعادت ہمارے ہاتھوں سے انجام پائے الغرض ابو محمد کی بیوی نے اس کے عزم کو توڑ دیا اور اس معاملہ میں مانع ہوئی چند روز نہ گزرے تھے کہ ایک دن اس رقم سے کچھ روپیوں کی ضروت پیش آئی اپنی رکھی ہوئی امانت کے پاس آکر دیکھا تو مزید نو سو روپیہ حسب ارشاد آنحضرت اپنی رقم کے نزدیک پایا ۔ معاً ابو محمد کو اپنا خواب یاد آیا اور پھر انہوں نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اے زن راہ زن تو نے دیکھا میرا خواب سچا نکلا یہ روپے سرکار کے ہیں جن کو حضرت نے خواب میں حکم دیا تھا اب رہزنی نہ کرنا کہ حضور کی امانت میں خیانت دخل نہیں پا سکتی ۔ ابو محمد کی زوجہ نے نہایت ندامت وارادت سے سرزمین پر رکھ کر توبہ کیا اور ابو محمد کی عقیدت اور بڑھ گئی پس اس غیب سے بھیجی ہوئی رقم سے آنحضرت کے روضہ کی تعمیر کا کام شروع کردیا غرض آنحضرت کی وفات سے کچھ عرصہ بعد یہ معاملہ پیش آیا ۔ اور ابو محمد کی نگرانی میں روضہ منورہ کی عمارت کا مقبول کام پایہ تکمیل کو پہونچا ۔ لیکن ابو محمد کہتے ہیں کہ تیاری روضہ کے بعد چالیس روپیہ باقی رہ گئے تھے اور ابو محمد کو یہ فکر لاحق تھی کہ اس زر امانت کو کس مد میں صرف کیا جائے ایک روز روضہ مبارک کے

ستون کے سایہ میں روضہ کے نچلے زینہ کی جانب یہ کھڑے ہوئے تھے کہ روضہ کی چھت کا پتھر ٹوٹنے کی آواز آئی اور وہ جدا ہو کر نیچے آگیا یعنے ابو محمد کے سر پر گرا حضرت شاہ درویش محی الدین قادری جو آنحضرت کے بڑے پوتے ہیں فرماتے ہیں کہ فقیر اس وقت روضہ شریف میں حاضر تھا۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ابو محمد کا کام تمام ہوگیا لیکن جب میں نے اچھی طرح نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ پتھر ابو محمد کے سر کے قریب پہنچ کر دو ٹکڑے ہوگیا یعنے ابو محمد کے دونوں جانب دونوں ٹکڑے گر پڑے اور ابو محمد اسی طرح صحیح و سلامت رہے کوئی ضرر نہ پہونچا ابو محمد نے باقی ماندہ رقم اس ٹوٹے ہوئے پتھر کی تعمیر میں صرف کر دی یہ آنحضرت کا کھلا تصرف تھا۔ الحمداللہ علی حولہ وقوتہ۔

مولف عاصی کہتا ہے کہ روضہ منورہ کی عمارت جو سولہ پتھر کے ستونوں پر مشتمل ہے عجیب خوشنما اور خوش وضع ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اتنی کم رقم سے یہ عمارت تعمیر ہوئی ہوگی۔ دیگر یہ کہ چشم ظاہر میں یہ عمارت مستحکم نظر نہیں آتی۔ کیونکہ روضہ کا کام بہت نازک ہے بالخصوص حرگاہ چاروں طرف بہت نازک ہیں اور ان کی کھڑی صرف ایک انگل اوپر اٹھی ہوئی ہے۔ لیکن تادم تحریر جس کو ایک سو سال سے زائد عرصہ ہوتا ہے۔ ایسے نظر آتے ہیں کہ جیسے تازہ کام ہے اور اس مدت میں کئی دفعہ دریائے موسیٰ کو طغیانی ہوئی جس سے رود موسی کی طغیانی کا پانی روضہ منورہ کے اندر داخل ہوا لیکن پانی کی موجوں کے تلاطم سے ایک کنکرہ کو بھی نقصان نہ پہونچا نہ عمارت کو کوئی ضرر پہونچا اور روضہ منورہ کے چاروں طرف کے چوبی حرگاہ بھی جو ایک ایک انگل کی مقدار بھی نہیں رکھتے وقت تنصیب سے اب تک قائم ہیں۔

آنحضرت کی یہ بھی خرق عادت ظاہر ہوئی کہ طغیانی کے پانی کی یورش غلاف مرقد انور و صندل مزار مطہر چینی کے بڑے بڑے کٹوروں اور روضہ کے فرش کے پتھروں کو ان کی جگہ سے حرکت نہ دے سکی یعنے وہ اپنے مقام پر پڑے اور جنبش تک نہ ہوئی اگرچہ دوسری عمارتیں جیسے حصار درگاہ فصیل شہر وغیرہ بنیاد سے اکھڑ گئے۔

ذوق عبادت:۔ سید بن حضرت رمزالہی عصراللہ وجہ کو آں جناب ولایت مآب میں دل سے کامل ارادت اور سچی عقیدت تھی کبھی کبھی آستان بوسی روضہ مرقد انور کے لئے آیا کرتے تھے اور جب کبھی حضور فائز النور کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کیا یعنے جس وقت بھی ملاقات کا اتفاق ہوا دیکھا کہ نماز کی تیاری میں ہیں کہ **الذین ہم علی صلوتھم دائمون** آیا ہے اپنے آستین اور جبہ اوپر اٹھائے ہوئے اور کبھی عین نماز میں دیکھا۔ **الانبیاء والاولیاء یصلون فی قبورھم** آیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے آستان عرش نشاں پر اپنا سرارادت رکھا تھا حضرت نے از راہ لطف و عنایات لطیف سے لطیف میوے جیسے انار شیریں وغیرہ مرحمت فرمائے جن کو میں نے نوش جان کئے۔ وہی فرماتے ہیں کہ ایک اور روز میں نے دیکھا کہ

روضہ منورہ مع پانچ ستون درگاہ کے نور سے منور ہے اور اندر تخت خواب گاہ محبوب نبی سید عبدالقادر ثانی یاقوت اور زمرد سے جڑا ہوا رکھا ہے ۔

دو اور کرامت :- مولف عاصی بہ سند صحیحہ کہتا ہے کہ ہمارے پیر دستگیر (یعنے حضرت سید شاہ موسیٰ قادری فرماتے ہیں کہ جب میری عمر سترہ سال کی تھی خوارق مزار آنحضرت کو خود پر مشاہدہ کیا یعنے ایک روز مجھے غسل کی حاجت ہوئی کچھ شب رہ گئی تھی ۔ استنجا وغیرہ کرنے کے بعد اس باؤلی میں جو روضہ منورہ کے پائیں میں واقع ہے اتر کر غسل کیا ۔ غسل کے بعد دست بند طلائی جو میرے ہاتھ میں تھا نامعلوم حرکت سے اس باولی میں گرپڑا ۔ چاندنی رات تھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ طلائی دست بند باولی کے بیچ میں گرا ہے ۔ میں نہایت فکر زدہ اور مفکر ودتھا دل میں یہ بات آئی کہ اگر سویرے یہ بات لوگوں پر ظاہر ہوگئی تو کوئی شخص میری بات پر اعتبار اور اس کی تصدیق نہیں کرے گا کچھ اور گمان کریں گے ۔ سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کروں مجبوراً باولی کے بالائی زینہ پر جو مقابل روضہ منورہ ہے آکر نہایت صدق دل سے آنحضرت کی جناب میں عرض کیا کہ ضرت کی ذات روشن ضمیر ہے میرا دست بند مجھے مرحمت فرمائیں ۔ ناواقف لوگ میرے متعلق بدظنی نہ یں عرض یہ گزارش کرکے بستر پر آیا کچھ رات باقی تھی اپنے بچھونے پر سوگیا جب صبح صادق ہوئی نیند سے اٹھا اور تکیہ کو اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دست بند موجود ہے نہایت خوشی اور مسرت حاصل ہوئی کہ اپنے میں نہ رہا سعا کامل ارادت اور تمام عقیدت سے روضہ مقدس میں آکر شکریہ کا آداب بجالایا ۔

اولیارا ہست قدرت از الہ نیز جستہ باز گر دانند زراہ

دوسری کرامت حضرت پیر دستگیر (سیدنا موسیٰ قادری یہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حسب عادت روضہ منورہ میں اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا ۔ قدیم زمانے سے درگاہ عرش اشتباہ کے قریب چند غریبوں کے گھر تھے ۔ اور ان مکانوں کی عورتیں ایک دوسرے کہ ساتھ اپنے طریقہ کے مطابق دشنام بازی کرتے تھے ان کی لایعنی گفتگو سے طبیعت متنفر ہوگئی کہ اکثر محبان حق نے اسی لئے آبادی سے دور جنگل میں اپنا مدفن اختیار کیا ہے ۔ تاکہ لوگوں کے تردد سے محفوظ رہے اور اس کی وہاں آواز نہ پہونچے ہمارے حضرت نے آبادی بلدہ میں اپنا مدفن اختیار کیا جو مناسب معلوم نہیں ہوتا ۔ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں کہ ہمدمو! یقین جانو کہ اسی ہفتہ میں موسیٰ کی ایسی طغیانی ہوئی کہ اطراف و جوانب روضہ آدھے کوس تک لق دق صحرا ہوگیا ۔

آنحضرت کے دیگر تصرفات اتنے نہیں ہیں کہ قید تحریر میں آسکیں یا لکھے جاسکیں لیکن یہاں مختصراً چند ملفوظات جیسے خوارق عظمت الٰہی ، اخبار الانوار ، پنج گنج ۔ محبوب القلوب ۔ رسالہ ۔ مکاشفہ ، لطائف قادری وغیرہ سے چیدہ چیدہ ایک جگہ قلمبند کئے گئے تاکہ وابستگان سلسلہ استفادہ کریں ۔

لطیفہ پنجم

مناقب و احوال حضرت شرف المعاصر زمانی ، افضل المظاہر ربانی ، قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین

کاشف اسرار سبحانی قطب الادائر سیدنا سید شاہ طاہر قادری المشہور بہ شاہ حضرت قادری رحمتہ اللہ علیہ

ولادت و بشارت :- آپ حضرت سید الابدال عالی سید شاہ عبداللطیف لا ابالی کے چوتھے صاحبزادے تھے ۔ صاحب لطایف قادری کا بیان ہے کہ جب آپ شکم مادر سے تولد ہوئے اور کلبہ احزان جہاں کو اپنے مقدم شریف سے منور کیا تو حضرت عالی لاابالی نے حسب دستور العمل تشریف لاکر بعد اقامت و تکبیر ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید طاہر اپنے وقت میں فیض وہبی اور نعمت اویسی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے حاصل کرے گا اور مرتبہ غوثیت کو بدرجہ کمال پہونچائے گا ۔ اور ابدال حق سے ہوگا اگرچہ آپ اپنے پدر بزگوار کی خدمت باسعادت اور سایہ عاطفت میں رہے اور اکثر اوقات حضرت سید الابدال عالی کے خلوت خانہ میں دست بستہ مراتب خدمت گزاری کے لئے حاضر رہا کرتے تھے ۔ لیکن دست بیعت بمقتضائے مشیت ایزدی وارشاد پدر بزرگوار، والد ماجد کے دست فیض اثر میں نہیں دیا اور دوسری جگہ سے بھی خرقہ خلافت نہیں لیا ۔

اویسی دولت :- حسب ارشاد حضرت سید الابدال عالی طریقہ اویسیہ آپ ذات بابرکت کو راست روح حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے روحانی پہونچی تھی - **ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء** راوی کا یہ بھی کہنا ہے کہ بزمانہ سابق بزرگان دین کی خدمت میں طلب حق کے لئے کوئی طالب حق خویش ہو کہ یگانہ حاضر ہوتا تو یہ ارباب کشف و شہود اپنے کشف عالم باطن میں لوح محفوظ کو دیکھ لیتے اگر اپنے ہاتھ پر انکا حصہ نعمت مقدر ہے تو اس کو مرید کرتے ورنہ جس جگہ سے اس کو یہ نعمت ملنی ہے اس سے اس کو آگاہ و باخبر کردیتے یا فرماتے تجھے وہی نعمت دی گئی ہے وقت پر تجھے مل جائے گی اور جب اس نعمت کے ماخذ سے مطلع کرتے تو کہتے کہ تیرا حصہ فلاں بزرگ کے پاس ہے وہاں سے حاصل کرلے ۔ اگرچہ وہ شخص ان کا عزیز اور فرزند ہی کیوں نہو چنانچہ حضرت سید محمد حسینی گیسودراز جو مادر زاد ولی تھے اپنے پدر بزرگوار سے جو خود بھی ولی کامل تھے ۔ طلب

حق کیا لیکن حضرت شاہ راجو قتال جو ماہر اسرار نہانی تھے ۔ فرمایا ۔ فرزند من سید محمد تمہارے حصہ کی امانت مجھے نہیں دی گئی قضاء مقدر نے یہ نعمت خواجہ نصیر الدین محمود کے تفویض کی ہے وہیں سے تم کو فیوض باطنی حاصل ہوں گے ۔ حسب ارشاد پدر بزرگوار حضرت خواجہ بزرگوار، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ نعمت حاصل کی ۔ یہ قصہ مشہور آفاق ہے جو اکثر کتب صوفیہ میں خواجہ مخدوم کی حضرت چراغ دہلوی سے ملاقات کے بیان میں مرقوم ہے ۔

صاحب مراۃ الاسرار کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقدوس اویسی تھے بفیض روحانی شیخ عبدالحق رد ولی شیخ اسمعیل بن صفی الدین نے شیخ احمد عبدالحق سے تربیت طلب کی شیخ نے کہا اے اسمعیل! تربیت و ارشاد شیخ صفی الدین تیرے حق میں کافی ہے لیکن تیری پشت سے فرزند سعید ازلی وجود میں آئے گا جس کو ہماری نعمت اولیسیہ پہونچے گی ۔ شیخ اسمعیل کے تمام فرزند عالم و فاضل و صالح تھے لیکن وہ نعمت موعودہ شیخ عبدالقدوس کو نصیب ہوئی ۔ اگرچہ ان کی ولایت شیخ احمد عبدالحق کی وفات کے بعد ہوئی اسی طرح کئی اولیاء اویسی القادری و چشتی وغیرہ گزرے ہیں ۔

پدری وراثت :۔ صاحب لطایف قادری لکھتے ہیں کہ اس نعمت اولیسیہ کے علاوہ اس راہ کی اکثر نعمتیں اور فتوحات آپ کو اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی تھیں ۔ جیسا کہ مسند علم دعوت خاص طور پر حضرت سید الابدال عالی لاابالی سے آپ کو ملی تھی یہ حکایت آپ کے خاندان میں مشہور ہے کہ جب حضرت لاابالی نے اس جہاں سے عزم رحلت فرمایا تو اپنی رحلت سے قبل چند چیزیں بطور خاص تبرکات اپنے صاحبزادوں کو عطا فرمائیں ازاں جملہ گنتی کی چند جلدیں یا چند اوراق و وظائف خاص اپنے وظیفہ کے جزدان کے ساتھ آپ کو عطا فرمایا اور ان اوراد و ادعیہ کی اجازت مطلقہ بھی دی کہا جاتا ہے کہ پدر بزگوار کی رحلت کے بعد آپ نے یہ کتابیں اپنے برادر حضرت سید شاہ عبداللہ قادری سے طلب کیں لیکن برادر بزرگ نے یہ کہہ کر دینے سے انکار کیا کہ ان کتابوں کے مطالعہ کے لئے علم وافر اور فضل مکاثر کی ضرورت ہے اور علم حاصل کرو اس کے بعد کتابیں طلب کرو بظاہر اس انکار کے باعث آپ کبیدہ خاطر ہوئے اور چاہا کہ کوئی اور جگہ منتقل ہوجائیں اسی اثنا میں سیدی مسعود خاں ناظم امتیاز نگر عرف ادونی کی عرض داشت پہنچی جس میں اس نے آپ سے ادونی تشریف لانے کی درخواست کی تھی لہذا مصلحتاً اس عرضداشت کی بنا پر آپ عازم ادونی ہوئے ۔

ادونی کی سکونت مسعود خاں پر شفقت :۔ مسعود خاں کو زمانہ طفولیت و خورد سالی سے آپ سے

محبت و عقیدت تھی کہ آپ اور وہ ہم عمر تھے یہ دراصل عبدالوہاب کا غلام تھا اور عبدالوہاب بھی غلام تھا۔ جس کو ملک ریحان خاں نے جو علی عادل شاہ کا وزیر تھا اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ راجہ گوپال کے قصہ کے بعد سلطان کے حکم سے عبدالوہاب کرنول کا حاکم ہوا یہ حضرت سید شاہ اسحاق قادری عرف میاں صاحب کا مرید صادق تھا۔ جو حضرت سید الابدال کے معاصر تھے غرض جب عبدالوہاب حاکم کرنول ہوا تو روضہ منورہ سید الابدال عالی کے متصل بجانب پائیں روضہ آنحضرت اپنی گنبد تعمیر کی اور سکونت بھی وہیں اختیار کی مکان قریب ہونے سے اکثر اوقات مسعود خاں جس کی عمر سات آٹھ سال کی تھی اور آنحضرت بھی سن بلوغ کو نہ پہونچے تھے آپ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا۔ اور آپ کی اس پر خاص توجہ تھی مسعود خان کا یہ بھی دستور تھا کہ ہمیشہ حضرت کے مکان میں رہا کرتا جس سے عبدالوہاب بھی واقف تھا جب سن شعور کو پہنچا تو ایک دن حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ولی برحق ہیں میرے حق میں اس توجہہ اور دعائے خیر فرمائیں کہ بندہ درگاہ کسی جگہ کا حاکم و فرماں روا ہوجائے۔ اگر ایسی عنایت بے غایت شرف صدور ہوجائے تو غلام حضرت کی خدمت گزاری میں جان و دل سے بصدق وارادت سرگرم رہے گا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ مسعود خاں! خاطر جمع رہ علم الٰہی میں ایسا ہی ہے وقت پر اس کا ظہور ہوگا۔ اس کے بعد ایک عرصہ گزر گیا جب عبدالوہاب کا انتقال ہوگیا تو سیدی مسعودخاں نے حاضر خدمت ہوکر مکرر اپنا مقصد دیرینہ عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ مسعودخاں! اب تیرا وقت قریب آپہنچا ہے لے یہ میری دونوں نعلین اٹھا اور ادونی کی جانب رخ کر کہ تجھے وہاں کی حکومت دی گئی اور مستقل حاکم کیا گیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مسعود خاں صاحب اعتقاد تھا اس نے فوراً تعمیل کی یعنے دونوں نعلین مبارک سر پر اٹھالئے اور تھوڑی سی جمعیت لے کر ادوانی روانہ ہوا۔ جب سواد ادونی میں داخل ہوا تو وہاں کے حاکم کے لوگ مانع آئے۔ مسعودخاں نے ان کو حضرت کے نعلین بتائے معاًیہ خاموش ہوگئے اور اندرون حصار جانے کی اجازت دیدی الغرض مسعودخاں قلعہ امتیاز گڑی میں داخل ہوا اس کے بعد جو کوئی خان موصوف کے مقابلہ کے لئے آتے کہتے ہیں کہ عجیب واقعہ پیش آتا یعنے حضرت کے نعلین دیکھتے ہی سب ساکت و خاموش ہوجاتے۔ کیا اعلی کیا ادنی سب کا یہی حال ہوا یہاں تک کہ رئیس وقت کو وہاں کے لوگوں نے معزول کردیا اور بفضل الٰہی و بعنایات شاہ حضرت قادری مسعودخاں قابض و متصرف و حاکم ادونی ہوگیا اسکے بعد بادشاہ کا فرمان بھی آگیا اس کے بعد مسعودخاں نے مسلسل حضرت کی خدمت میں عرضداشتیں بھیجنی شروع کیں اور اس وقت آپ کو بھی کرنول سے مہاجرت منظور خاطر تھی لہذا اس کی درخواست پر آپ نے وہاں کا ارادہ فرمایا

آپ کی والدہ ماجدہ کو آپ سے بہت محبت تھی کہ ایک آن آپ کے بغیر نہیں رہتی تھیں - اور ادونی میں ان کے والدین رہتے تھے لہذا والدہ ماجدہ بھی اپنے فرزند ارجمند کے ساتھ ادونی کے لئے روانہ ہوئیں لیکن اثنائے راہ میں ان کا انتقال ہوگیا -

جب مسعود خاں کو خبر پہونچی کہ حضرت سواد ادونی میں تشریف لاچکے ہیں تو وہ استقبال کے لئے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ آیا اور ہزار عجز و احترام سے حضرت کو اپنے گھر لا کر آپ کے رہنے کے لئے جگہ مقرر کی شاہ حضرت اس کے معینہ مکان میں اترے اور سکونت اختیار کی - اس کا اعتقاد ہر لحظہ ہر وقت دن بدن بڑھتا گیا اور اکثر اوقات آپ کے حلقہ غلامی میں رہنے لگا - اس نے یہ تمنا ظاہر کی کہ حضرت اس کے مکان امارت نشان میں تشریف لائیں - لیکن آپ سوائے ایک دوبار کے وہاں قدم رنجہ نہیں ہوئے - اور دوسری کوئی چیز آپ نے اس سے قبول نہیں فرمائی - اس کے سوا دوسرے لوگوں سے بھی آپ کوئی چیز قبول نہ فرماتے سارے مصارف فتوح غیبی سے چلتے اس کی تفصیل آگے آئے گی -

فیروز جنگ کی عقیدت:- مسعود خاں کی زمانہ دراز تک ادونی پر حکمرانی رہی لیکن وہ جو کہا گیا ہے کہ ہر کملے راز والے اتفاقات زمانہ سے مسعود خاں کے زوال کی یہ صورت پیش آئی کہ شہنشاہ عالمگیر نے اپنے فرزند محمد آعظم شاہ کو مع اپنے وزیر باتدبیر غازی الدین خاں فیروز جنگ کہ بطریق مقدمہ الجیش ملک دکن روانہ کیا - غازی الدین خاں شاہزادہ مذکور کے ساتھ دکن کے کئی علاقہ تسخیر کرتے ہوئے امتیاز نگر پہونچے جو اس زمانے میں دارالظفر بیجاپور کے تحت تھا اور مسعود خاں کو جو وہاں حاکم تھا نہایت تملق اور مدارات سے پیش آکر لطائف و حیل سے اسیر کر لیا مسعود خاں کی اسیری اور زوال کے بعد حضرت شاہ طاہر قادری نے ادونی میں اپنا قیام مناسب خیال نہ فرمایا - اور قمر نگر عرف کرنول کو واپسی کا پکا ارادہ کر لیا، چنانچہ اس عزم سے آپ کوچ کر کے قلعہ امتیاز نگر کے نیچے اترے - آپ کو رخصت کرنے کے لئے مریدوں اور معتقدوں کا ایک اژدحام اور مجمع کثیر ہوگیا - سب کو حضرت کی جدائی کا غم تھا کہتے ہیں کہ یہ خبر نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ کو ملی کہ مسعود خاں کے مرشد جو ولی کامل اور حاکم وقت ہیں یہاں سے دوسری طرف رخصت ہو رہے ہیں - ان کا قدم باعث امن و امان تھا - غازی الدین خاں جو آپ کے کمالات سے خارجاً واقف ہو چکا تھا آپ کی حدت طبع اور جلالی کیفیت کے پیش نظر مصلحتاً مسعود خاں کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے مرشد یہاں سے سفر کا ارادہ کر لیا ہے میں ان سے ملنا چاہتا ہوں کس طرح یہ ملاقات ہو سکے گی اطلاع دو - مسعود خاں نے کہلا بھیجا کہ میرے زمانہ

حکمرانی میں حضرت خود میرے گھر بجز تقریب یازدھم شریف کے تشریف نہیں لائے اگر آپ انھیں بلائیں گے تو حضرت کبھی قبول نہ فرمائیں گے ۔ اگر آپ خود حاضر خدمت ہوں تو ممکن ہے کہ ملاقات ہوجائے ۔ غازی الدین خاں نے پھر کہلا بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت تم کو بہت چاہتے ہیں میں تم کو اپنی جانب سے نائب کرتا ہوں میرے اشخاص کے ہمراہ جاکر حضرت کی اس بارے میں مرضی دریافت کرکے اطلاع دو ۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں آج یا کل شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے جاؤں گا ۔ مسعود خاں نے چار و ناچار قبول کیا لہذا اس کو متعین جماعت کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر کیا گیا ۔ اور اس نے غازی الدین خاں کی گزارش پیش کی اور کہا کہ اگر اس کو شرف قبولیت بخشا جائے تو غلام کی عزت افزائی ہوگی ۔ حضرت نے فرمایا مسعود خاں تجھے خوب معلوم ہے کہ یہ حقیر فقیر تارک الدنیا ہے دنیا طلبی کا ارادہ نہیں اور اسکو مجھ سے عاقبت کی طلب نہیں اور اس جہاں کی حاجت نہیں لہذا اس ملاقات سے کیا حاصل ۔ فقیر کو عبث زحمت نہ دی جائے ۔ مسعود خاں نے مکرر گزارش کی حضرت کی اس ملاقات سے غلام کے بہت سارے کام نکلیں گے اگر حضرت ملاقات کے بعد میرے بارے میں چند کلمے سفارش کے طور پر ارشاد فرمائیں تو یقین ہے کہ وہ قبول ہوجائیں گے اس پر حضرت نے فرمایا کہ مسعود خاں اس ملاقات سے اگر تیرا کام نکلتا ہے تو کیا مضائقہ ہے ۔ فقیر حاضر ہے ۔ جس وقت چاہے آئے ۔ غرض مسعود خاں نے حضرت کی اجازت حاصل کرکے غازی الدین خاں کے پاس پیام بھیجا کہ حضرت نے غلام کی خاطر آپ سے ملاقات قبول کرلی ہے ۔ غازی الدین خاں دوسرے دن سوار ہوکر اور مسعود خاں کو ساتھ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت آداب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا حضرت نے دوران کلام میں مسعود خاں کے متعلق بھی چند کلمے بطور سفارش فرمائے اور نواب فیروز جنگ نے قبول کرلیا اس کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ مجھے حضرت کے بعض خادموں کی زبانی یہ خبر ملی ہے کہ حضرت یہاں سے دوسری جگہ تشریف لے جارہے ہیں میری گزارش ہے کہ حضرت کے قدوم باعث برکت ہیں ۔ یہاں جو جگہ پسند خاطر ہو وہاں رونق افروز ہوں ۔ مسعود خاں نے مداخلت کرکے کہا کہ میرا سکونتی مکان حضرت کے لائق ہے اس کو میں نے بادشاہ علی عادل شاہ سکندر ثانی سے رقم دے کر خریدا ہے ۔ وہ سرکار کی ملکیت نہیں ہے ۔ اسکے کاغذات حاضر ہیں ۔ حضرت نے فرمایا ہم فقیر ہیں تمہارا گھر امراء کا گھر ہے ۔ اگر آج وہاں غازی الدین خاں کی خاطر وہاں کی سکونت اختیار کروں تو کل کوئی دوسرا مجھ سے اس کو لے لیگا ۔ مسعود خاں نے مکرر عرض کیا کہ میرا مکان پادشاہ کی جانب سے انعام کی مانند ہے کہ اس کے معاوضہ میں بادشاہ کو میں نے لاکھوں روپیے دے کر

اپنی ملک بنائی ہے اس لئے حکم حاکم کو اس میں دخل نہیں ہے ۔ غازی الدین خاں نے دوسری مرتبہ عرض کیا اگر حضرت اس کو قبول فرمائیں تو دوسری سند ملکیت حضرت کے لئے قاضی وقت کی میری اور مسعود خاں کی مہر لگا کر حضرت کی خدمت میں گزرانی جائی جائے گی ۔ حضرت نے سکوت فرمایا ۔ اس پر مسعود خان نے غازی الدین خاں سے سند لکھوا کر پہلے اپنی مہر ثبت کی اس کے بعد قاضی اور خان موصوف کی مہر لگا کر حضرت کی خدمت میں گزرانی ۔ غرض اس موقت سے شاہ حضرت قادری نے بربنائے ارادت و رسوخ نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ امتیاز نگر عرف بابانگر میں سکونت فرمائی غازی الدین خاں نے آپ کی خدمت میں نہایت عقیدت پیدا کی اور اکثر خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ۔

اعظم شاہ کی ارادت:۔ غازی الدین خاں کی زبانی حضرت کے کمالات اور فضائل سن کر شاہزادہ اعظم شاہ کو بھی غائبانہ اعتقاد رسوخ و خلوص پیدا ہوا اور اس نے کئی دفعہ باستصواب خاں مذکور و برخودار خاں رسل و رسائل کا سلسلہ جاری رکھا اور خدمت میں حاضر ہونے کی تمنا ظاہر کی لیکن حضرت نے اس بارے میں توجہ نہ فرمائی جس وقت شاہزادے کی عرضی آتی تو غائبانہ دعا کے ساتھ اس کا جواب تحریر فرمادیتے ۔

ایک دن اعظم شاہ نے برخوردار خاں سے کہا کہ ہم شاہ حضرت قادری سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ آج ہماری سواری قلعہ کی سیر کے لئے جائے گی ہم نے سنا ہے کہ اثنائے راہ میں حضرت کا سکونتی مکان واقع ہے حضرت کی خدمت میں ہمارے حاضر ہونے سے پیشتر یہ دو شیشے عرق گلاب کے اور کتابوں کی یہ دو جلدیں جن میں ایک حضرت غوث الثقلینؓ کا ملفوظ ہے اور دوسری جلد تفسیر قرآن مجید ہے میری جانب سے نذر کے طور پر پہونچاؤ اور ہماری ملاقات کی خواہش ظاہر کرو۔ بہرحال ملاقات کی اجازت لے آنا تاکہ قلعہ کی سیر سے واپسی میں حضرت کے مکان پر اتر کر ملاقات کی جائے ۔ شاہزادے کے حسب الحکم برخوردار خان نے جس کی اکثر حضرت کے پاس آمد و رفت تھی شاہزادے کا معروضہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور بھیجا ہوا ہدیہ بھی سامنے رکھ دیا حضرت نے گلاب کے دو شیشوں میں سے ایک شیشہ رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ خوشبو ہے اسے رد نہ کرنا چاہئیے اور دونوں کتابوں میں سے ملفوظ شریف کی جلد رکھ لی اور فرمایا یہ ہمارے جد کا کلام ہے شاہزادے کی ملاقات کے سلسلے میں فرمایا کہ فقراء سے ملاقات کا مقصد دعائے خیر حاصل کرنا ہے اور وہ حاضر و غائب یکساں ہے فقیر حاضر و غائب داعی بالخیر ہے ۔ شاہزادے کے آنے اور ملاقات کرنے کی حاجت نہیں برخوردار خاں نے شاہزادے کا اشتیاق مبالغہ کے ساتھ پیش کیا ۔ فرمایا برخودار خاں فقیر نے پاس ناموس اور حفاظت کے لئے سکونتی دیوار

بلند کر رکھی ہے ۔ اعظم شاہ مکان کے دروازے میں داخل ہوتے ہی فقیر دیوار پر چڑھ کر باہر نکل جائے گا ۔ اور اگر باہر ہونے میں گرے پڑے اور فقیر کے اعضاء ٹوٹ جائیں تو اس کا خمیازہ تمہارے شاہزادے کی گردن پر رہے گا برخودار خاں نے حضرت کی مرضی نہ پاکر شاہزادے اعظم خاں سے کہا کہ شیخ بالذات جلالی ہیں ان کی مرضی کے خلاف جانا اور ملاقات کا ارادہ کرنا مضرت سے خالی نظر نہیں آتا ۔ اس پر اعظم شاہ حضرت قادری سے ملاقات کا ارادہ ترک کر دیا لیکن غائبانہ اپنی حاجتیں رفع کرنے کے لئے عرائض پیش کرتا رہا ۔ اور آنحضرت بھی اکثر اوقات جواب نامہ باصواب تحریر فرمادیتے ۔

نظام الملک پر عنایت :۔ ایک روز غازی الدین خاں فیروز جنگ اپنے فرزند نظام الملک کو جن کی عمر اس وقت سات سال تھی شاہ حضرت قادری کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب! یہی ایک لڑکا آخری عمر میں نصیب ہوا ہے جو عصائے نابینا ہے آنحضرت ایسی دعائے خیر اس لڑکے کے حق میں فرمائیں کہ یہ صاحب نصیب و فتح یاب ہو ۔ کہتے ہیں کہ حضرت نے آصف جاہ کو نزدیک طلب کر کے سر پر ہاتھ رکھا اور اپنی فرزندی میں لیکر ستر ۷۰ دفعہ ان کی پیٹھ پر فتح تحریر کی اور کہا کہ " غازی الدین خاں یہ تمہارا لڑکا میرا فرزند ہے انشاء اللہ یہ ہر جگہ مظفر و منصور ہوگا ۔ کبھی شکست نہ کھائے گا اور عمر بھی طویل پائے گا ۔ خاطر جمع رکھو چنانچہ اس طرح ظہور میں آیا کہ ستر جگہ آصف جاہ نے فتح و نصرت پائی اور غازی الدین کو اجازت عطا فرمائی ۔
حزب البحر و حزب الکبیر آپ نے دی تھی کہ آخر میں ان سے آصف جاہ مرحوم کو پہونچی اور بعض معمر بزرگوں سے یہ بھی سنے میں آیا کہ بلا واسطہ آصف جاہ نے حضرت سے اجازت اسمائے الہی حاصل کی تھی شاید بزمانہ بلوغ میں یہ اجازت حضرت سے حاصل کی ہوگی ۔

عالمگیر کی عقیدت :۔ غازی الدین خاں ابھی سرحد ملک دکن میں تھے کہ بادشاہ عالمگیر غازی افواج قاہرہ کے ساتھ ممالک تسخیر کرتے ہوئے بجانب دکن آئے غازی الدین خاں نے بادشاہ سے ملاقات کے وقت دکن کے تمام عجائب و غرائب عرض کئے ازاں حضرت کے کمالات و فضائل جو انہوں نے اپنی چشم سے دیکھے تھے بیان کئے یہ سن کر عالمگیر کو حضرت کی ملاقات کا بہت شوق ہوا ۔ غازی الدین خاں نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت درویش مستغنی مزاج ہے اور قدرت کاملہ اور قوت ولایت رکھتے ہیں جہاں پناہ سے ملاقات نہیں کریں گے ۔ اور تفصیل سے اعظم شاہ کی کیفیت عرض کی بادشاہ کا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا اپنے مصاحبین اور گردوپیش کے لوگوں سے کہا کہ حضرت کی تصویر کھینچ کر لاؤ چنانچہ تصویر لائی گئی بادشاہ نے اس کو دیر تک

دیکھ کر کہا واقعی شیخ باقدرت و پر غضب ہیں اور آنحضرت سے ملاقات کا ارادہ ترک کر دیا لیکن غائبانہ بہت رسوخ رکھتا اور امور سلطنت میں آپ سے استقامت و استمداد اور تحریراً ملاقات کیا کرتا۔

صاحبزادوں کی مشیخت:۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے چاروں فرزندوں سے اس نے ملاقات کی اور چار مواضعات نذر کیے جن کی خوب آمدنی تھی زبان پر یہ مقفع عبارت لائی کہ "مشلہئخان اہل دکن جاہل و عزت طلب مگر فرزندان شاہ حضرت" راوی کہتا ہے کہ واقعی چاروں صاحبزادے فاضل متبحر اور ایک سے بڑھ کر ایک تھے اور چاروں قریے جو کلور علی بنڈہ وغیرہ ہیں اب تک حسب فرمان سلطان محی الدین عالمگیر حضرت کی اولاد کی قبض و تصرف میں موجود ہیں۔

انکشاف حقیقت:۔ جب شہر ادونی میں آپ کی مشیخت کی شہرت تمام ہوئی تو بعض بزرگان وقت و معاصرین جیسے شاہ نور عالم، سید راجی شاہ، اور عبدالسلام وغیرہم اپنی مجلسوں میں یہ مکابرہ و مذاکرہ کرنے لگے کہ شاہ حضرت قادری کو اپنے پدر بزرگوار سے بیعت نہیں ہے نہ کسی اور جگہ سے بیعت ہے یہ کس طرح پیری مریدی کررہے ہیں اس بات سے بڑا تعجب ہوتا ہے قال قال ان کی یہ گفتگو شاہ حضرت قادری کی سماعت میں آئی۔ فرمایا اس طرح کہنے والوں سے کہنا کہ فقیر بے مقدور ہے اپنے کمال کا مدعی نہیں ہے لیکن اگر بالفعل رسم بیعت اپنے پدر بزرگوار سے چاہوں تو حضرت والد ماجد قبر مبارک سے ہاتھ باہر کر کے مجھے بیعت سے سرفراز کریں گے لیکن اس حقیر فقیر کو روحاً وسراً حضرت دستگیر عالم غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے بیعت اویسیہ قادریہ ہے۔ میں بارہ سال کا تھا کہ اس دولت سے بہرہ مند ہوا۔ اب کسی غیر سے بیعت کی حاجت نہیں رہی حضرت کے اس ارشاد کو بعض کہنے سننے والوں نے ان لوگوں تک پہونچادیا کہ حضرت اس طرح فرمارہے ہیں ان بزرگوں نے کہا کہ یہ بات لوگ باور نہیں کریں گے جب تک یہ راز سب پر منکشف نہ ہوجائے پوشیدہ بات سے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ دوبارہ چغل خور لوگوں نے ان کی یہ بات حضرت شاہ طاہر قادری کو پہنچائی کہ یہ لوگ اس طرح کہہ رہے ہیں فرمایا ہمہ مو آگاہ ہو جاؤ کہ جس کسی کے دل میں اس بارے میں شر اور خلل نے راہ پائی ہو اپنی جانب سے اپنے لوگوں کو یعنے اپنے مریدین اور معتقدین کو نائب بنا کر بھجوائے تاکہ اس راز کا عالم غیب سے انکشاف ہو۔ غرض ان بزرگان وقت نے چند معتبر اشخاص جو اہل سلوک بھی تھے اپنا نائب بنا کر بھیجا جب وہ اس غرض سے وہ حاضر ہوئے تو شاہ حضرت قادری نے اپنا دست مبارک ان کی آنکھوں پر رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت ظاہری حجابات ان سب کی نظروں سے اٹھ گئے اور ایسا نظر آیا کہ یہ روضہ منورہ

حضرت غوث الثقلین عفی اللہ عنہ میں حاضر ہیں اور آنحضرت دستگیر عالم قبر شریف سے باہر آئے ہیں اور شاہ حضرت قادری آپ کے سامنے مثل فرزند ارجمند کے دست بستہ حاضر ہیں اور آنحضرت ان کو بیعت سے سرفراز کر رہے ہیں اور تمام لوازم بیعت موجود ہیں ۔ اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت نے تمام مراتب تلقین تعلیم وغیرہ جو ہوتی ہے وہ بجالائے اور جب اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ شاہ حضرت قادری ان ہی عطا کی ہوئی چیزوں اور خوشبوؤں کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور جو پھولوں کا ہار پیر دستگیر نے انہیں پہنایا تھا آپ کے گلے میں ہے ۔ اور تازہ پھولوں کا طرہ بھی جو حضرت نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا موجود ہے ۔ نیز پنجہ کے صندل کا نشان آپ کے سینے پر موجود تھا ۔ اس مشاہدہ کے بعد ان سب نے سرارادت وہیں پر رکھ کر آنحضرت کی کمال ولایت کا اقرار کیا اور اپنے مرشدوں کے سامنے یہ سب باتیں ظاہر کیں بعض حاسدوں اور شرپسندوں نے یہ سننے کے بعد بھی انحراف کیا اور معترض ہوئے اب تک ان حاسدوں کی نسل بے بنیاد باقی ہے ۔ **اخذ اللہ نکال الاخرۃ** اس بارے میں مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں زند
در خدا خواہد کہ پوشد عیب کس کم زند در عیب معیوبان نفس

مولف عاصی کہتا ہے کہ اپنے پیشواؤں کی زبان حق ترجمان سے بہ سند صحیح یہ حکایت پہونچی ہے کہ حضرت شاہ طاہر قادری ابھی بارہ سال کے تھے کہ آپ پر کشف عالم ملکوت ہوا ۔ اکثر اوقات آپ کی پاک روحوں سے ملاقات حاصل ہوتی اور وقت مقررہ پر جس کی بشارت آپ کے پدر بزرگوار نے آپ کی ولادت کے وقت دی تھی دولت بیعت اویسیہ حضرت غوث اعظم قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاکرم سے مشرف ہوئے جیسا کہ گزرا لیکن اس نعمت روحانی حاصل ہونے کے باوجود آپ نے کسی کو بیعت دی نہ کسی کو خرقہ خلافت عطا فرمایا یہاں تک کہ اپنے صاحبزادوں سے کہدیا مجھے میری حالت پہ چھوڑ دو ۔ میرے فضل و احسان سے تمسک نہ کرو، اللہ کا فضل میرے شامل حال ہے لیکن تمہیں چاہئیے کہ اپنے عم بزرگوار سے بیعت حاصل کریں ۔ یہ اشارہ حضرت سید شاہ عبداللہ قادری کی جانب تھا ۔ لہذا ایک روایت کی بموجب چاروں صاحبزادوں نے جو سن شعور کو پہنچ چکے تھے اپنے عم شریف سے بیعت کر کے دولت فیض ظاہری و باطنی حاصل کی اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ حضرت نے اپنے ایک صاحبزادے سے ارشاد کیا تھا جنھوں نے حسب الحکم پدر بزرگوار اپنے عم محترم سے دولت بیعت حاصل کی اور باقی تین صاحبزادی بھی اویسیہ تھے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ

جناب سید شاہ طاہر قادری نے معدودہ چند لوگوں کے جیسے مسعود خاں اور سیدی عنبر وغیرہ کو حلقہ مریدان اویسیہ قادریہ میں مرید کیا تھا لیکن اجازت خرقہ کسی کو نہ دی تھی ۔ ان مریدوں کے منجملہ مسعود خاں آپ کے مقبول اور منظور نظر تھے جیسا کہ خود رسالہ کنزالنفائس میں جو احکام اور ارکان نماز میں ہے فرماتے ہیں ۔

امیر خادمم مسعود خانست　　وزیر علم دان و نکتہ دان است
نہ فعل آید ازو رغم شریعت　　نہ پیماید بجز راہ طریقت
بپایش گرچہ دنیا سر بہادہ　　ولے او دل بدست دیں نہادہ

سحر کی اذیت : آدم بر سر مطلب حاسدین نے نہ صرف حضرت کی بیعت و مشیخت سے انکار پر اکتفا کیا بلکہ جب آپ کے کشف و کرامات کی بہت شہرت ہوگئی تو بعض سحر پیشہ حاسدوں نے جو فن جادوگری میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے اور بظاہر دوسرا لباس پہنے ہوئے رہتے تھے آپ پر جادو کردیا ۔ بمصداق السحر حق آپ کی مزاج ناساز ہوگئی اور مہلک مرض میں مبتلا ہوگئے یعنی جیسا جیسا علاج ہوتا بیماری بڑھتی جاتی اس بیماری کا قصہ بھی عجیب و غریب ہے کہ جس کو کسی کے کان نے نہ سنا ہوگا ۔ جب صبح ہوتی اور آفتاب اپنے مطلع سے بلند ہوتا تو آپ کا منہ کھل جاتا ، جیسے جیسے اور جس قدر خورشید جہاں تاب اونچا ہوتا جاتا آپ کا منہ کھلتا جاتا ۔ جب دوپہر کا وقت آتا جو وقت زوال ہے تو منہ اتنا کھل جاتا کہ دل و جگر و آنتیں سب نظر آنے لگتے اور جیسے جیسے آفتاب ڈھلتا جاتا آہستہ آہستہ منہ بند ہوتا جاتا اور غروب کے وقت ایسا ہوجاتا کہ گویا دہن مبارک بالکل صحیح و سالم تندرست ہے مرض کی کوئی علامت نظر نہ آتی کامل ایک سال تک یہی سلسلہ علالت رہا اس کے بعد آپ نے ایک رویائے صادقہ میں دیکھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت عالی لاابالی بجسم عنصری تشریف لائے ہیں ۔ اور آپ کے بازو بیٹھ کر فرماتے ہیں کہ میرے بابا ، میری راحت جاں تجھے جسمانی مرض نہیں ہے ۔ جو دوا سے شفا پائے ۔ بلکہ فلاں شخص نے جو جادوگر ہے سحر کیا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ آمدورفت کی سیڑھی کے نیچے ایک مورت تیری صورت کی جیسی بنا کر اس کا منہ کھول کر اس میں ببول کا کانٹا چبا کر تجھے ہلاک کرنے کے لئے دروازے کے نیچے دفن کی گئی ہے لیکن تجھے ہلاکت کا اندیشہ نہیں اس لئے کہ تیرا رشتۂ زندگی ابھی دراز ہے اس کو وہاں سے نکال کر دھوبیوں کے پتھر کے نیچے چھپادے اور رد سحر کی دعا جو میں نے تجھے بتائی ہے چند روز خود پر پڑھ کر دم کر انشاء اللہ تعالیٰ القادر وباستعانتہ تھوڑے ہی عرصہ میں صحت حاصل ہوگی ۔ غرض والد بزرگوار کے حسب ہدایت شاہ حضرت قادری نے دعائے سحر جو آپ کو یاد تھی پڑھی اور اس مورت کو بھی نکال کر دھوبیوں

۔۔ پتھر کے نیچے چھپادیا ۔ بفضل الٰہی و بتائید باطنی حضرت لاابالی آپ کو کامل شفا ہوگئی جس سے حاسدوں کو شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑا ۔

وہ دعائے سحر حسب ذیل ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعوذ باللہ من شرکل ساحر وکل خلق باخذ المراصیۃ مِنْ طرف الموارد انھاباللہ الاعلےٰ و نفسہ الذی لم یرم ید اللہ فوق ایدیھم

وحجاب اللہ دون الیھم لایظفر ونہ ولافی رضاع ولافی فطام اول اللیل و اٰخر النھار و معاونتہ الکتب العزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید و من شرکل یابس و رطب من شرکل شیطان مرید ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین و صحبہ المھتدین و سلم تسلیما کثیراً کثیرا۔

منسوبہ کی رحلت:۔ عارضہ متذکرہ صدر لاحق ہونے سے پیشتر آپ کی نسبت سید شاہ عبدالقادر ملکاپوری کی دوسری صاحبزادی سے مقرر ہوئی تھی ۔ جب اس بیماری اور ناسازی مزاج کی شہرت ہوئی جس سے عوام و خواص آپ کی زندگی سے مایوس ہوگئے تو یہ بات حضرت سید شاہ عبدالقادر کی اہلیہ شریفہ کی سماعت میں بھی آئی جو حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کی خوشدامن تھیں ۔ انہوں نے دریافت حال کے لئے چند مستورات کو ادھونی روانہ کیا تاکہ خفیہ طور پر دریافت کرکے آئیں ۔ جب ان عورتوں نے شاہ حضرت قادری کے اس مرض مہلک کو دیکھا تو واپس ہوکر اطلاع دی کہ شاہ حضرت قادری کی مزاج نہایت ناساز ہے ان کی زندگی کی امید منقطع ہوچکی ہے ۔ یقین ہے کہ ہماری واپسی کے بعد سے یہاں پہونچنے تک وہ دنیا سے رحلت کرچکے ہوں گے اور عنقریب ان کی وفات کی خبر آئے گی ۔ یہ سننے کے بعد ماں صاحبہ قبلہ نے بغیر علم و اطلاع اپنے شوہر حضرت سید عبدالقادر ملکاپوری اور حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کے اپنی دختر کی نسبت جو شاہ حضرت قادری سے منسوب تھی دوسری جگہ مقرر کی ۔ ماں صاحبہ کی یہ حرکت جب حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کے سمع ہمایونی میں آئی تو آپ نہایت خفا ہوئے ۔ شدت غضب سے آپ کے کان کی لو مائل بہ سرخی ہوگئے پھر آپ تلوار ہاتھ میں لے کر اپنے خسر بزرگوار کے گھر میں داخل ہوئے چاہتے تھے کہ گھر کے مخدرات کو قتل کردیں اور قریب تھا

کہ یہ فعل عمل میں آئے کہ اس واقعہ کی اطلاع حضرت قطب الاولیاء سید شاہ عبدالقادر ثانی کو ملی اور آپ فوراً گھر تشریف لاکر حضرت سید شاہ محی الدین ثانی کے سامنے اپنے کرتے کا دامن پھیلاکر فرمایا کہ بابا شاہ محی الدین آج اس سفید داڑھی کی شرم و ناموس تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میری عزت کا خیال کرو۔ اس پر حضرت سید شاہ محی الدین ثانی نے تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور فرمایا کہ حضرت میرے والد کی جگہ ہیں جو کچھ آپ فرمائیں گے حضرت لاابالی کے حکم کی طرح بسر و چشم قبول کروں گا جو مرضی شریف ہو وہی بہتر ہے۔ اس کے بعد اپنے خسر بزرگوار کے دولت خانہ کے نصف صحن سے واپس ہوگئے۔ تقدیر سے ارادہ الہی ایسا ہوا کہ وہ صاحبزادی جو شاہ حضرت قادری سے نامزد ہوئی تھیں۔ چند دنوں ہی میں ناکتخدا فوت ہوگئی۔ **اللھم اغفر لھا**۔

دوسرے راوی نے تحقیق اور سند صحیحہ کے ساتھ یہ روایت کی ہے ابھی مرحومہ کی فاتحہ چہلم بھی انجام نہ پائی تھی کہ حضرت سید شاہ طاہر قادری کو کامل صحت ہوگئی۔

غیبی اعانت:۔ آپ نے باوجود اس جلالت شان کے ہمیشہ متوکلانہ زندگی بسر کی اپنے خدام سے تک کوئی چیز بطور نذر نہ لیتے بالخصوص مسعود خاں کی تمام عمر آرزو رہی کہ حضرت کوئی چیز قبول فرمائیں لیکن آپ نے کبھی قبول نہ فرمایا۔ آپ کے مصارف شاہانہ محض توکل پر تھے کبھی آپ کسی کے محتاج نہیں ہوئے اور نہ کبھی کسی سے قرض لیا درویشانہ زندگی فتوح غیبی سے سرانجام پاتی تھی کسی چیز کی آپ کو یا ماں صاحبہ قبلہ کو ضرورت ہوتی تو آپ ماں صاحبہ سے فرماتے کہ خاطر جمع رہو۔ خدا قادر مطلق و مسبب برحق ہے انشاء اللہ انتظام فرمادے گا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دیر نہ گزرتی کہ ایک ضعیف شخص باریش سفید رجال الغیب سے دروازہ پر آکر دستک دیتے اور اپنے ساتھ سفید پوٹلی میں کوئی چیز باندھ لاتے۔ اس وقت آپ گھر کی خادمہ سے فرماتے کہ جاؤ ایک صاحب دروازے پر کھڑے ہیں جو کچھ نقد رقم وہ دیں لے آؤ اور اس سے کوئی بات نہ کرو نہ دریافت کرو کہ یہ غیبی تحفہ یا فلاں شخص نے بھیجا ہے غرض خادمہ دروازے پر آتی اور وہ صاحب اس کو پوٹلی حوالہ کرکے رخصت ہوجاتے۔ اس کے بعد حضرت یہ رقم اہلیہ شریفہ کو دیدیتے اور فرماتے کہ یہ لو اور اپنے صرفہ میں لاؤ اور جس وقت کہ اس میں سے کچھ باقی نہ رہے اور تمام صرف ہوجائے یعنی اس میں سے ایک پیسہ بھی باقی نہ رہے پھر خرچ کے لئے

نوٹ: مولانا سید شاہ ظہیر الدین قادری کے پاس کے شجرے میں حضرت سید شاہ طاہر قادری کی زوجہ محترمہ کا نام امین صاحبہ صاحبزادی نظام چشتی الپوری وفات ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۰۰ھ اور قبر نزدیک شوہر درج ہے۔

طلب کرنا انشاء اللہ القادر باب فتوح کھل جائیگا الغرض ماں صاحبہ کا یہ دستور تھا کہ اسی طرح عمل فرمایا کرتی تھیں - ایک دن حسب عادت عرض پرداز ہوئیں کہ آج گھر میں کچھ موجود نہیں ہے - آپ نے فرمایا انشاء اللہ المستعان بحکم قادر علی الاطلاق باب فتوح کھل جائیگا لیکن بہت دیر گزری باب فتوح ظاہر نہیں ہوئے اور وہ مرد غیب بھی نمودار نہ ہوئے حضرت نے بعد استعجاب فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اس رقم سے کوئی چیز باقی رہ گئی ہے - دریافت کرو - ماں صاحبہ نے جو تلاش کیا تو صندوق کے تہ خانے سے ایک دو روپیہ برآمد ہوئے جس کو ماں صاحبہ نے اس وقت صرف کر دیا یعنے اسی وقت خیرات کر دیا - بفضل الہی حسب عادت اسی وقت مرد غیب نے مع فتوح دروازے پر دستک دی - مولف عاصی کہتا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں -

مائدہ از آسماں آمد پدید ۔ بے شری و بیع وبے رنج شدید

درمیان قوم موسی چند کس ۔ بے ادب گفتند گو بصل و عدس

منقطع شد خوان نان از آسمان ۔ ماند رنج ذرع سیل از آسمان

باز مستی چوں شفاعت کرد بحق ۔ خواں فرستاد و غنیمت بر طبق

مائدہ از آسماں شد عائدہ ۔ چونکہ گفت انزل علینا مائدہ

باز گستاخاں ادب بگذاشتند ۔ چوں گدایاں خولہا برداشتند

عیسی لابد گفت ایں شاں را کہ ایں ۔ دایم است و کم نہ گردد از زمیں

بدگمانی کردن و حرص آوری ۔ کفر باشد پیش خواں مہتری

زاں گدا رومان نادیدہ زار ۔ آں در رحمت بر ایشاں شد فراز

من وسلوی نہ آسماں شد منقطع ۔ بعد ازآں خوان شد کس منقطع

فی الواقع خزانہ الہی وانعام لامتناہی حق تعالیٰ شانہ راہ حق میں ایثار سے کام لینے سے جوش میں آتا ہے اس لئے درویشوں کی خدمت بجان و دل کرنی چاہئیے تاکہ **عندہ مقالید السموات والارض** کی کنجی ہاتھ آئے -

درخشان کرامت:۔ اسی راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص ملا پیشہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ یا حضرت غریب نواز میری دو نا کتخدا لڑکیاں ہیں مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ ان کا بیاہ کر سکوں حضرت اگر توجہ فرمائیں تو یقین ہے کہ ان بیچاریوں کا یہ نیک کام انجام پا جائیگا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ میں جو کہوں کیا تو اس پر عمل کرے گا اس نے کہا کہ غریب نواز! آپ جو ارشاد فرمائیں اس پر یہ غلام برابر عمل کرے گا فرمایا یہ لکڑی کی ڈالی اٹھالے اپنے گھر کے ایک پاک حجرہ میں داخل ہو کر نہایت طہارت سے فلاں دعوت کبیر اتنی دفعہ پڑھ اور پڑھنے سے پہلے اپنے اطراف حصار کھینچ۔ انشاء اللہ القادر ان اسماء الہی کی تاثیر سے ایک شیر ظاہر ہوگا جو بہت ہیبت ناک ہوگا اس سے نہ ڈرنا اور خوف و ہراس کو دل میں جگہ نہ دینا۔ یہ حصار کے اندر نہ آسکے گا جب وہ حصار کے قریب آئے تو اس ڈالی سے اس کو مارنا۔ اگر خدا چاہے تو تیرا مقصود بر آجائے گا۔ ملا کمزور طبیعت کا تھا خوف کرنے لگا اور عرض کیا کہ غریب نواز یہ جرات و ہمت مجھ سے نہ ہوسکے گی آپ نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے اگر بلی آئے اور تجھ پر حملہ کرے تو کیا تو اسکو مار سکے گا۔ ملا نے کہا کہ غریب نواز یہ کام کر سکتا ہوں۔ فرمایا جس طرح ہم نے کہا ہے اس پر عمل کر کہتے ہیں وہ شخص اپنے گھر آکر آپ کے حکم کے موافق عمل کیا یعنے اپنے گرد حصار کھینچ کر اس حصار میں بیٹھ گیا اور بتائی ہوئی دعا پڑھنی شروع کی۔ دیر نہ گزری تھی کہ ایک کریہہ منظر بلی جو نہایت ہیبت ناک اور قبیح شکل کی تھی نمودار ہوئی اور حصار کے نزدیک کود پھاند کر خوفناک طریقہ پر کھڑی ہوگئی۔ ملا نے خوف زدہ ہو کر نظر بند کرلی اور اس لکڑی سے اس بلی کو مارا وہ بلی نیچے گری اور ایسی چیخ ماری کہ ملا کے ہوش اڑ گئے۔ جب ملا نے اچھی طرح دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بلی خالص سونے کی ہوگئی ہے۔ اس کو اٹھا کر شاہ حضرت قادری کی خدمت میں لایا اور اپنی سرگزشت سنائی فرمایا کہ تیری قسمت میں اسی قدر فراخی تھی۔ جا اس کو اپنے کام میں لا اور اپنی لڑکیوں کا کار خیر کر اور باقی اپنی ضرورتوں کی پابجائی میں صرف کر۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ لڑکیوں کی شادی کے بعد باقی زندگی اس نے عیش و آرام کے ساتھ بسر کی۔

سلب مرض کی قدرت:۔ دوسرے راوی شاہ ندیم اللہ کا بیان ہے کہ شہزادہ اعظم شاہ کو مرض استسقاء لاحق ہوگیا تھا جس کے علاج سے تمام حکماء عاجز ہو چکے تھے بالآخر ان سے مایوس ہو کر شاہزادہ اپنے زمانے کے خاص اہل دل اور اولیاء سے رجوع ہوا اور ہزار ہا روپیے اور فاخرہ لباس تمام مشائخوں اور درویشوں اور خانقاہوں میں بھیج کر ان سے دعا کی استدعا کی لیکن آثار شفاء ظاہر نہ ہوئے مجبور ہو کر حکم دیا کہ مجھے میانہ میں

ذاکر مسجد کے راستے میں چوراہے پر جہاں سے مشائخین وقت خاص طور پر حضرت قادری نماز جمعہ کے لئے گزرتے ہیں رکھدو شاید کہ کسی اہل اللہ اور شاہ حضرت کی نظر کیمیا اثر سے میرا مقصود حاصل ہوجائے۔ ارکان دولت نے بموجب ہدایت شاہزادے کی سواری جامع مسجد کے چوراہے پر رکھدیا۔ اس وقت شاہ حضرت قادری جامع مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس زمانے کے بعض مشائخ مثل شاہ تانے شاہ وغیرہ نے آکر حضرت سے توجہ کی درخواست کی اور عرض کیا کہ شاہزادے کا یہ حال ہوگیا ہے اگر حضرت توجہ فرمائیں تو امید ہے کہ حضرت کے دم عیسی نفس کی برکت سے شاہزادہ شفایاب ہوجائے اور ہم فقراء کی جو کنفس واحدۃ ہے عزت رہ جائے۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا بھائی روپے تم لیں اور شفاء کی دعاء ہم کریں۔ آخر بصد عجز و الحاح تمام بزرگوں نے بیک زباں گزارش کی اور حضرت شاہزادے کے سرہانے اپنا دست بابرکت اس کے سر سے پاؤں تک پھیرائے فی الفور اعظم شاہ کے جسم کا ورم اترگیا لیکن حضرت کا دست مبارک متورم ہوکر مشک کی طرح پھول گیا حضرت نے حجام کو طلب فرماکر پچھنے لگوائے جس سے گاڑھے خون کے چند قطرے نیچے ٹپکے اور ورم اتر کر اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ شاہزادے نے طرفۃ العین میں خود کو صحیح و سالم پاکر نہایت عقیدت سے زرنقد کے چند قریطے اور قسم قسم کی خلعتوں کی چند کشتیاں خدمت میں بطور نذر گزرانی لیکن آپ نے رد کردیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی چیز ہمارے کام کی نہیں ہے۔ البتہ تم کو چار روز تک ہمارے گھر میں مہمان رہنا اور جو کچھ کھانے کے لئے دیا جائے کھانا ہوگا اس کے بعد تم مختار ہو جہاں تمہاری مرضی ہو جاسکتے ہو۔ حسب ارشاد شاہزادہ چار روز تک حضرت کے دولت خانہ میں قیام پذیر رہا اور حضرت اس کو اپنے خاصہ سے تھوڑی سی جوار کی روٹی عنایت فرماتے۔ آپ کے مطبخ خاص میں روزآنہ خاصہ کے لئے جوار کی ایک روٹی پکائی جاتی تھی آپ اس کے چار حصے کرتے ایک خود تناول فرماتے اور باقی تین حصے اپنے تینوں فرزندوں کو دیتے۔ جب اعظم شاہ مہمان ہوا تو آپ روٹی کے پانچ حصے کرنے لگے اور پانچواں حصہ اس کو عطا فرمانے لگے۔ الغرض چار روز کی اس طرح مہمان داری کے بعد آپ نے شاہزادے کو رخصت کیا لیکن بایں شرط کہ وہ پھر حضرت سے بجز خط و کتابت کے ملاقات نہ کرے۔

ایک اور کرامت:۔ یہی شاہ ندیم اللہ راوی ہے کہ فقیر نے اپنے پیشواؤں کی زبانی جو سنا یاد ہے کہ ایک روز ایک سپاہی مفلوک الحال حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے افلاس اور تنگی معاش کی شکایت اور کشائش رزق کے لئے مدد کا خواہاں ہوا۔ حضرت نے اس کو چند روز تک مہمان رکھا آپ کے مطبخ میں جو روٹی پکتی

تھی اس میں سے تھوڑی خود تناول فرماتے اور باقی اس سپاہی کیلئے بھیج دیتے ۔ وہ بڑا پیٹو تھا لہذا آپ صاحبزادوں کے حصے بھی بھیجنے لگے اور صاحبزادوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنے گھر میں کھاؤ ۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے اس مہمان سے فرمایا کہ آج میرے حجرے کے دروازے پر حاضر رہنا اور جو میں تجھ سے کہوں اس پر عمل کرنا ۔ سپاہی نے عرض کیا کہ جو حکم ہوگا وہ بجالاؤں گا آپ نے فرمایا کہ آج آدھی رات کے بعد جو شخص بھی اس حجرے کے دروازے پر آئے خواہ میں رہوں یا کوئی اور شخص رہے بغیر کسی تامل کے تلوار سے اس کو مار دینا خوف و اندیشہ نہ کرنا غرض جب رات ہوئی تو آنحضرت اپنے خاص حجرے میں تشریف فرما ہوئے اور وہ سپاہی حسب الحکم حجرے کے مقفل دروازہ پر بیٹھا رہا ۔ مقررہ وقت پر ایک شخص دیو کی صورت کا حجرے سے باہر نکلا اور دروازے پر کھڑا ہوگیا ۔ جب اس سپاہی نے دیکھا تو خوف کے باعث اس سے کوئی حرکت نہ ہوسکی کچھ دیر کے بعد وہ صورت مقفل دروازے سے اندر ہوگئی ۔ کچھ لحظہ نہ گزرا کہ حضرت اپنے حجرے سے عرق آلود حالت میں برآمد ہوئے اور سپاہی سے پوچھا "مارا" جواب دیا کہ "نہیں" حضرت نے فرمایا کہ تیرے مقسوم میں بدبختی قسمت کے سوائے اور کچھ نہیں ہے چلاجا سپاہی نے آہ وزاری شروع کی اور حضرت کے قدم پر گرپڑا اور کہا کہ اس در سے کبھی نہ جاؤں گا ۔ فرمایا کہ اچھا اگر میرے فرزند کی صورت ظاہر ہو تو کیا تو مار سکے گا سپاہی نے کہا کہ اس دفعہ جو بھی صورت نظر آئے مار کر رہوں گا ۔ پھر حضرت حجرے میں تشریف لے گئے ایک لمحہ نہ گزرا کہ ایک شخص آپ کے بڑے صاحبزادے کی شکل کا حجرے سے نکلا اور دروازے پر کھڑا ہوگیا، سپاہی کے پھر ہوش اڑ گئے ۔ سوچنے لگا کہ شاید صاحبزادے کسی ضرورت کے لئے باہر نکلے ہوں کس طرح ماروں اسی تردد میں تھا کہ صورت مذکور مقفل دروازے سے گزر گئی ۔ اس کے بعد حضرت شاہ طاہر قادری عرق آلود حالت میں باہر نکلے اور دریافت کیا کہ "مارا" جواب دیا "حضرت نے بہت زجر وتوبیخ کی اور فرمایا کہ جا تیری قسمت میں کوئی چیز نہیں ۔ تیسری بار وہ قدموں پر گرپڑا اور اقرار واثق کیا کہ اس دفعہ ضرور ماروں گا ۔ حضرت حجرے میں تشریف لے گئے ایک لحظہ نہ گزرا تھا کہ ایک سیاہ کتا حجرے سے باہر نکلا اور باہر کھڑا ہوگیا ۔ اس سپاہی نے اس کے مقابل آکر تلوار سے دو ٹکڑے کردیئے معاً اسی طرح آنحضرت اسی طرح عرق آلود حجرے سے باہر نکلے اور سپاہی سے اس طرح دریافت فرمایا ۔ سپاہی نے جواب دیا کہ ہاں مارا، ارشاد ہوا کہ اے سپاہی پہلی بار میں چاہتا تھا کہ تجھے اس سرزمین کا بادشاہ کرادوں لیکن چونکہ یہ مرتبہ تیری قسمت میں نہیں تھا لہذا پہلی صورت کو مارنے کی تو نے جرأت نہیں کی اور دوسری مرتبہ میں نہ چاہا کہ تجھے بادشاہ کے وزیر یعنے مسعود خاں کے مرتبہ پر پہونچادوں یہ

بھی تیرے حصے میں ہنیں تھا اس لئے تجھ سے جرءت نہ ہو سکی تیسری دفعہ سیاہ کتے کو مارا اور یہی تیری قسمت میں تھا تو عہدہ کا جمعدار ہوگا اور فراغت سے زندگی بسر کرے گا ۔ جس دروازے پر جائے گا عزت سے رہے گا ۔اس کے بعد آپ نے فرمایا میرے ساتھ چل اور اس کو بیرون شہر حیدرآباد کی طرف جو ادھونی کے حدود میں واقع ہے لے جاکر ایک بڑے پتھر پر ٹھہرا کر دیا ۔ بعد اپنے دامن مبارک کو جھٹکا تو اس سے اتنے ہن برسے کہ بے اندازہ خزانہ ظاہر ہوا پھر آپ نے اس سپاہی سے فرمایا کہ جس قدر تیری مقدور اور تیری قوت کام دے یہ طلائی ہن لے اور گھر لے جاکر کام میں لا اس مہمان نے اس گنجینہ، شایگان سے اپنی چادر میں جتنے باندھ سکتا تھا اور اٹھا سکتا یہ ہن بھر لئے اور اس خزانے سے باہر نکلا کہ اس چادر کو کسی جگہ رکھے بہر حال زر سے بھری ہوئی چادر ایک جگہ اس نے رکھدی اور پھر پلٹ کر دیکھے تو نہ خزانے کا نشان پایا اور نہ حضرت کی کوئی علامت دیکھی حیران ہوگیا پھر یہ چادر لئے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے گھر واپس ہوا اور اس سے سواریاں گھوڑے وغیرہ اسباب جمعداری خریدے اور نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کی اور جمعدار عالی اقتدار ہوگیا ۔

آنہا کہ چشم خویش بصد حیلہ واکنند | سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند
آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آید بود کہ گوشہ چشم بہا کنند

علمی فضیلت: صاحب لطایف قادری تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سید شاہ طاہر قادری کا اس قدر علمی تبحر اور آپ کے علمی قدرت و قابلیت اور ہر فن میں اس درجہ کمال تھا کہ آپ کی ذات جامع کمالات ہوگئی تھی اکثر اوقات کلام عربی، فارسی، ترکی، دکنی نظم فرماتے اور کبھی نثر میں عبارت تحریر کرتے آپ کی منظوم تصانیف علم فقہ اور نفات میں ہیں، بالخصوص دو جلد مشہور ہیں جن کا فیض عام ہو چکا ہے ۔ ایک رسالے کنزالنفایس احکام صلوۃ وغیرہ ہیں بے مثال ہے دوسری کتاب خوان لیعنی فن نعت میں جس کو حل الفاظ میں مشکل کشا کہنا چاہیئے اس کے علاوہ مکتوبات اور متفرق اشعار بطور غزل، رباعی، قصیدہ، قطعات بے شمار ہیں ۔ آپ کی طبیعت لطیف اشعار کی جانب بہت مائل تھی لیکن شعرگوئی اور دیگر زائد امور کے لئے وقت استبرا معین تھا ۔ آپ کے اس دفتر ذخار سے بطور اختصار یہاں چند نقل کئے جاتے ہیں ۔ تاکہ قارئین مستفیض ہو سکیں ۔

مکتوب اول

مکتوبات فصاحت:۔ یہ مکتوب نواب برخوردار خاں کا موسومہ ہے جو شہزادہ اعظم شاہ کے مقرب و مصاخب تھے ان کو حضرت شاہ قادری سے دلی عقیدت تھی۔ اس مکتوب کے تحریر کئے جانے کی یہ وجہ ہوئی کہ ایک دن شاہزادہ مذکور کی جانب سے ایک معین رقم بطور یومیہ قبول کرنے کے لئے حضرت کی خدمت میں عرضی پیش کی اس جواب میں آپ نے یہ مکتوب، تحریر فرمایا تھا۔

شکر وہاب کریم کار ساز — کوست رزاق و رحیم بے نیاز

ازدل و جان و زباں فی کل حال — گوید ایں مشہر وزہ ذرہ بے مثال

ہر در صلوات کان عالم بسفت — یا کنوں گویند یا خواہند گفت

اں عدد درہر دم از ظاہر ہزار — باد بر روح رسول حق نثار

عنبر آگیں می کنم نوک قلم — تانگارم نامہ مشکیں رقم

ظاہر آرم راز مکنون ہناں — بر سر در پیش برخوردار خاں

تن۔ نولیسم رقعہ و ماصد تمیز — پیش آرپار وفا دار عزیز

فع تکلیفات رسمی می کنم — دم زتسلیم و رعایت می زنم

ے کہ بردی کوئے نیکی ازجہار — بر غریباں مشفقی و مہرباں

ے کہ برمایک مرید بے نوا — آمداز سوئے تو چوں مرغ ازہوا

دم دیدار من مسکیں نمود — نامہ فرحت خرامی بر کشود

زنداں نامہ نظر انداختم — مہر برخور دار خاں پشنا ختم

یکدم اندر لفظ وے کردم عبور — یافت جان و دل سردردیدہ نوز

معنیش چوں بوئے گل شد در دماغ — گشت از آں گل تن تمامی تازہ باغ

اندراں بنوشتہ بودے از کرم — تاکنم وجہ معاش خود رقم

روزی درکار و اسباب ضرور — کاں بود تسکین نفس ناصبور

ہیم و زر یا یومیہ نقدیز دگر — کاں بود لا بد بابنائے بشر

ایں و دیگر گر بود درکارکار — بر اشارت کاں ·· علانیہ نگار

نیک کارا - برد بارا مہرباں — بشنو اکنوں پاسخ ایں بے زباں

گرمن آں دم از درم کرذم ابا — تو کرم نگذاشتی صد مرحبا

دین فقیر از کود کی تاضعف حال — غیر حق ہر گز نمی کردہ سوال

کرد گارباست رزاق و کریم — زاں مرا از فقر و فاقہ نیست بنیم

ہمچنیں تاد ی دہایندہ مرا — بد رہا درشب رسایندہ مرا

مال و اطباق و قماش شایگاں — بے طلب می داد مارا رائیگاں

از کسے ہدیہ نمی کردم قبول — گشتے آں کس زار و دیگرز ملول

روزی و یومیہ واو رار بود — قریہ و دیہہ و زمین بسیار بود

آں تمامی رفت و آں احوال رفت — جملگی اموال مالا مال رفت

دل برآں فانی نبودہ چوں مرا — چو بر آرم پیش تو آں ماجرا

ایں زماں ہم نیست باایں جملہ کار — زاں کہ بے آزست ایں تقوی شعار

عیب دار وایں فقیر بے زباں — کابرو ریزد پئے یک پارہ ناں

یاد استغنائے آں عہد قدیم — ایں دل فرسودہ راسازد دونیم

صبر و تقوی و توکل چوں ذہم — بہر پر سازی ایں گندہ شکم

اینکم دریا و مولی بودنست — نے بدل حرص و طمع زفرودنست

دور آخر می رسید و عمر کاست — شوق عیش و ذوق برنائی کجاست

قید دل گرچہ زاہل ست و عیاں — فکر ایں وابستگاں گشتہ نکال

بار غم از کو کاں و دختراں — گرچہ سازد گہ گہے جانم گراں

دل قوی دارم کہ اللہ رزاق است — ضامن رزقم مسبب صادق ست

اولین حرف ہر ہر بیست گیر — زاں ہمہ بیتے کن اے ماہر ضمیر

نام آں شاہ و نیاز ماتمام — سر بسر زاں بیت برکش و اسلام

یعنے ہر بیت کے سرحرف کو جوڑیں تو اس رقعہ کے شہزادہ اعظم شاہ کے لئے دعائیہ بیت نکلتی ہے -

شاہ اعظم را دعائے مارساں — گوکہ مارا دائی صادق بداں

مکتوب دوم

دوسرا مکتوب نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ کی عرضی کے جواب میں شرف نفاذ پایا وہ نامہ گرامی یہ ہے -

دارد امید لطفت اے علام ابن عبد اللطیف طاہر نام
عالم الغیب جز تو دیگر نیست پیش تو خفیہ و پدید یکیست
دیگر ایں مجرم و فقیر و حقیر سربسر جرم دارد و تقصیر
تو کریم و رحیم و رحمانی اکرم الاکرمین و منانی
منگر جرم ما بحق رسول دعوتم را بفضل خویش قبول
رد مکن واہبا سوال مرا تو ہمہ دانی حال و قال مرا
از نمی گفت دائی ناشاد از فضول ست از ماعرض مراد
از نگفتم تو مقصدم دانی نانوشتم و حرف می خوانی
بارے غم بارغم رہائی دہ ظلمتم بردہ روشنائی وہ
حق سوئے تست شاکرم ہر حال باطل است ایں غریق بحر ملال
قادرا قدرتت تمامتراست وہ سزا وار خود نہ آنکہ مراست
غیر حکم تو اے سمیع و بصیر بے خطانیست جز خطا تدبیر
ور بداری تو ورہی حالم پیش تو جز ترا کرا نالم
زیر دست و غریب و مسکینم مضطرب حال و غیر تسکینم
یار و خویش و عزیز دوست تمام بر دلم سرد گشتہ اے علام
دربدر نیست شور و فریادم حاصلم نیست جز خدا دادم
یک نظر کن بجانب مابین لطف کن اے الہ یوم وزیں

نیست جز تو خدائے عزوجل — کہ کند مشکلات مارا حل
محرم راز جاں گداز توئی — مرہم سوز دل گداز توئی
لنگ مورئے کے زیر ہفت زمیں — باشد اندر امور خویش غمیں
کز پے کار سوبہ سو بد ود — سمعت آواز پائے اوشنود
آں بصیری تو درد دل شب تار — درتہ لجھائے سبع بحار
نم ہر قطرہ راجدا بینی — ذرہ ذرہ زکوہ و کاہ شمری
دربسیط زمیں و نہ افلاک — وز سمک ہرچہ ہست تا بسماک
راز موجود و مقصد معدوم — ہست یکسر بعلم تو معلوم
فرق پنہاں آشکارت نیست — ظاہر و باطنت تمام یکیست
لب کشایم و گرنہ اے علام — دانی ہر یک مراد بندہ تمام
کن کرم و مراد و مقصوذم — پیش تو بر زمیں جبیں سودم
نشود احتیاج عرض مراد — نامہ شد ختم و گشت جانم شاد

اے امیر کبیر عالم گیر — صاحب عقل ورائے پر تدبیر
دل طاہر زلطف بربودی — کہ قدم رنجہ ، بغیر بودی
از دعائے تو نیتم خالی — ہر زماں در غمی و خوش حالی
مہر تو ہم بد اگر شاہد — کز محبت ازیں نفر ماید
یک زبان و دلم من گمنام — عرض کردہ دعا و گفتہ سلام
نام نیک تو اے خجستہ صفات — تاج سر کرد برہمہ ابیات

یعنے ہر بیت کے حروف جمع کرنے سے دعائیہ بیت نواب مذکور کے حق نکلتی ہے اور وہ یہ ہے -

دعوتم رابحق غازی دیں — فلک اندر فلک کناد آمین

مکتوب سوم

یہ مکتوب شہزادہ اعظم شاہ کے جواب نامہ میں کہا گیا جس کو شاہزادہ نے بہ توسط خاں برخوردار خاں حضرت کی طلب کے لئے لکھا تھا اور اپنی سواری کا ساتھ بھی تھا لیکن شاہ حضرت کو شہزادے کی یہ حرکت پسند نہ آئی اور ناگواری کا باعث ہوئی ۔

یارب ز بہر نان مراں سوئے کس مرا ۔۔۔ بر خوان ایں و آنشاں چومگس را
ازدیگ بیکراں کرم وہ نخارہ ۔۔۔ کس ہر دوکون بس بود ایں دسترس مرا
اے آنکہ ہمچو خویش نداری بہر دو کون ۔۔۔ تحقیق داں کے نیست بدنیا ہوس مرا
بہر خدا مخواں کہ تو سلطان اعظمی ۔۔۔ ماتارک دو کونیم واللہ بس مرا
کس خاک تیرہ راسوئے گردوں نمی برد ۔۔۔ زیں بیش در جواب تونابد نفس مرا
عذر مرا پذیر و رہا کن مرا بہ لطف ۔۔۔ لبثمار خواری زخسیاں و خس مرا
تو استخواں بر یزد نگر قلب کس ہجوم ۔۔۔ منت چراکنی۔ فرستی فرس مرا
نے زاہد و نے عابد و نے مردشم نہ پیر ۔۔۔ مشمر مواز شان ور مرنجاں عبس مرا
روز ردو موسپید شد انکارہ ام سیاہ ۔۔۔ اکنوں طمع نماند بگیتی بہ کس مرآ
مقصود جان تو چودعائیست زیں فقیر ۔۔۔ پس در دعائے تست زباں چوں جرس مرا
طاہر دعائے خیر تو ورد زباں نمود ۔۔۔ زاں لا جرم شدست دعایت درس مرا

مکتوب چہارم

مسعود خاں کے نام ایک شخص کی سفارش میں یہ مکتوب تحریر فرمایا گیا ہے ۔

فتح و نصرت لطف حق یاد انگہدار شما ۔۔۔ جیش عونش ہر کجا باشد مدد گار شما
لطف کن بشنود وبیت طاہر از سمع قبول ۔۔۔ کاں کند اظہار از الطاف بسیار شما
شخصے کہ شید ادیشی آمد بہ زاری پیش من ۔۔۔ مر مر سنگیں و لے بودمدن زاتفار شما
گفت چوں بلبل فنادم خوار اندر خوار زار ۔۔۔ چوں بردن کر دند از گلزار دربار شما
ہر کسے مر مر بگوید کس نگوید زندہ باش ۔۔۔ زندگی ماند کسے کو ردشد از دار شما
می خورد سوگندا گرایں با ربخشد جرم من ۔۔۔ نا درم بار دگر تقصیر در کار شما
گر گناہ وے بہ بخشی از کرم بنود بعید ۔۔۔ طبع طاہر شد مگس بر شہد گفتار شما

مکتوب پنجم

اس مکتوب میں مسعود خاں سے ایک غلام کے عفو قصور کی سفارش کی گئی ہے۔

حق تعالیٰ سال و ماہ و روز و شب باد اے امیر — حافظ احوال و اولاد وتن وجان شما
وزکر مہائے قدیم و لطف بے پایاں شنو — التماس ایں فقیر عزق احسان شما
کز خطا کا رے بترس جاں پری روزآمدہ — سوئے ایں داعی غلامے از غلامان شما
از زبان حال می نالید کائے آل رسول — درچنیں روز جزاء و ستم بد اماں شما
زاں سبب تصدیع میدا ارم وگر نہ اے امیر — ایں چیز صد بندہ بد کیش قرباں شما
مہر تو ابراست و قہر تو برد مانند کوہ — پر توئے جوید بجازاں برق دنداں شما
گر گناہش عفو سازی بہر مابنود عجب — زانکہ خودرا بشمر و طاہر زا خوان شما
گر بہ بخشی مہر باشد ورنہ بخشی حکم نیست — ایک طاہر منتظر بر روئے فرزانٔ شما
بانکو کاراں نکوئی کار مسعود آں بود — باخطا کاراں عطاکارے زشایان شما
طالعت چوں طلعتت اندر جہاں مسعود باد — عالمے بادا ہوا خواہ و ثنا خوان شما

قواعد علم دعوت:۔ آپ نے ہر فن میں کئی نسخے بھی منظوم فرمائے ہیں کہ ان کا حل حکماء بھی معلوم نہ کر سکے جن کو یہاں نقل کرنے سے کوئی فائدہ نہ تھا البتہ دو نظمیں جن سے استفادہ ممکن ہے درج ذیل کیجاتی ہیں

علم دعوت کے قواعد میں آپ نے یہ نظم تحریر فرمائی ہے۔

نصاب جملگی دعوت ہزار است — بہر بر جے کہ در گردوں بکار است
زکاتش ہم ہزار آمد ولیکن — بہر منزل کہ مہ را درشماراست
پے عشرش باعداد کواکب — بہر کوکب ہزارے درشمار است
ولے دور مدور را ہزارے — بہر چرخ و طبیعت اعتبار است
نجواند یک ہزار از بہر قفلش — باعداد عناصر کاں چہار است
بخواں نذش با عداد موالید ۱۳ — ہزارے گر ترا توفیق یاراست
پے ختمش ہزار آمد چو مرکز — الا طاہر کہ بریک ختم کار است

ایام نحوست:۔ ایام نحس کے اجتناب کے فوائد میں آپ کی یہ نظم ہے ۔

اے طالب نیکو سر انجام / بہ پرہیز از شرور نحس ایام
کہ بہ تاریخ در ہر ماہ ہفت است / زہر زہر ہلاہل تلخ و زفت است
مکن ہرگز شروع اندراں کار / کہ زیر یک کاری یابی صد آزار
اول تاریخ سیوم نحس می دان / کہ ظالم قابیل از ہابیل ستد جاں
دوم تاریخ پنجم بود یارا / کہ شد بر نوح طوفاں آشکارا
سوم در سیزدہ مہ آنکہ نمرود / بآتش قصد ابراہیم بنمود
چہارم شانزدہ تاریخ می بود / کہ ارہ فرق ذکریا بسر برد
پنجم بست و یک می بود ازماہ / کہ ماہ یوسف آید دربن چاہ
ششم دربست و چہارم روز جرجیس / بہ قتل آمد بحکم شاہ تقدیس
بداں ہفتم کہ روز بست باپنج / کہ دنداں محمد شد گہر سنج
کند طاہر زہر نحست خبردار / حذر کن ہاں حذر ہشیار ہشیار

باپ کی مدحت:۔ اپنے پدر بزرگوار کی مدح میں فرماتے ہیں ۔

چوں نوشتم نام آں گل نامہ بوئے گل گرفت / دوش در آغوشم آمد جامہ بوئے گل گرفت
از بہار حسن او ہنگامہ بوئے گل گرفت / درنسیم سنبل اوشامئہ بوئے گل گرفت
طرہ آں گل بدیدم لامہ بوئے گل گرفت / نکہتش شد منتشر و شامہ بوئے گل گرفت
زیں چمن ہر کہ اماں چوں برد میداں زاں نفس / غنچیئہ اش گل ریز شد ہنگامہ بوئے گل گرفت
خواندم بر یاد قد وابرویش نون و القلم / عنبر آگیں شد دولت و خامہ بوئے گل گرفت
دوش مزمل خواندم و کسوتش بستم خیال / تن معطر شد سراسر جامہ بوئے گل گرفت
طاہر اندر نظم خود برخے زلویش زد رقم / خط زیاد زمامہ مشک و خامہ بوئے گل گرفت

تصانیف کی صراحت:- اپنی تصانیف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

چو حمد خالق جنات گویم ۔۔۔ بہر آواں بر نبی صلوت گویم

از آں پس جانب یار وفادار ۔۔۔ کنم راز دروں خویش اظہار

بگوید طاہرش کاے میر عالم ۔۔۔ بندیک گوش دل برایں معالم

کہ یک دوسہ کتب تصنیف کردم ۔۔۔ جدا گانہ بہر یک رنج بردم

بیک کنز النفائیں نام کردم ۔۔۔ بہ ترتیب نماز اتمام کردم

دگر را خوان یغما کردہ ام نام ۔۔۔ برائے نفع ہر یک خاصہ و عام

لغات فرس و درہ چیدہ چیدہ ۔۔۔ کہ کس حلال آہنارا ندیدہ

دریں نسخہ من آہنا حل نمودم ۔۔۔ ہزاراں عقدہ مشکل کشودم

اگر اندر کتب ہایش - بخواند ۔۔۔ بدرک معینش حیراں بماند

ہوس دارم ترا ایں یار بارے ۔۔۔ زابنائے نمایم مشت وارے

چو طاہر لولوی مقصود دل سفت ۔۔۔ دعا گفت و دعا گفت و دعا گفت

عظمت و حدت:- کنزالنفائس میں آپ نے یوں حمد باری تعالیٰ فرمائی ہے۔

بنام آں کہ مارا مرغ دل داد ۔۔۔ برائے ذکر خود منقال گل داد

بجامرقوم الواح و روانی ۔۔۔ شدے ذکر از نگفتی فاذ کرونی

قل ادعوا الله اگر رحمن نگفتے ۔۔۔ زباہنا بے زبا مش در بسفتے

بقرآں گردنہ نام خود شمردے ۔۔۔ سوئے اسمائے حسنی رہ کہ بردے

برایں خاک ضعیف از لطف معبود ۔۔۔ ہزاراں موہتبا در ازل بود

چو کرمنا بنی آدم بفرمود ۔۔۔ شرف از جملہ مخلوقاتش افزود

نگر درحق انساں چوں گہر سفت ۔۔۔ ملایک را چو ماہ تعلمون گفت

علیمے کو تمامی علم دانست ۔۔۔ قریبے کہ بجاں اقرب زجانست

بد اہائے شکستہ او قریب است ۔۔۔ بد عوہتائے مضطریں مجیب است

زورک عقل گرچہ ناہدید است ۔۔۔ ولکن اقرب از حبل الورید است

سمیعے کاین وشنو ادرہ اوست ۔۔۔ بصیرے کایں بصر بکشادہ اوست

چہا لطفے کہ آں معبود کردہ ‌ ‌ ‌ زمعدومم چنین موجود کردہ

بس ست آبے چنیں قلب و بدن داد ‌ ‌ ‌ بلطفش وعدہ خیات عدن داد

زمہر آنکو عدد را پرور اند ‌ ‌ ‌ زقہر او دوستاں راکے براند

غضب ہر چند ہائے قہر بفشرد ‌ ‌ ‌ ولیکن رحمتش بروے سبق برد

منزہ ذاتش ازچوں و چگونہ ‌ ‌ ‌ مبرا تر زہر شکل و نمونہ

ز رنگ و بونہ جوہرنے مرکب ‌ ‌ ‌ تعالیٰ اللہ زہے قیوم یارب

زقید عقل بیروں کردگار است ‌ ‌ ‌ نہ جائیش دریمیں است دلباراست

نہ پیش و پس نہ اندر زیر و بالا ‌ ‌ ‌ ازیں ہا فارغ آں قادر تعالے

خرد کز قطرہ کم دربسیط است ‌ ‌ ‌ احاطہ سازد آنرا کو محیط است

فلک سر گم ملک حیراں فتادہ ‌ ‌ ‌ بخط ماعر فنا بسر ہنادہ

مکان او وراء لامکاں است ‌ ‌ ‌ نشان اوسراسر بے نشاں است

ہمیشہ بود ہست و پائیدار است ‌ ‌ ‌ ہمہ فانی وا او بریک قرار است

ہو المالک کہ ملکش بے زوال است ‌ ‌ ‌ رخش سادہ ز خال انتقال است

بخواب و خواند اور اصاحب افتاد ‌ ‌ ‌ نہ کس اور اہزادو کس نہ او زاد

نہ بہر ضبط ملیکش کس وزیر است ‌ ‌ ‌ زہے کافی مدبر بے مشیر است

ازل از ابتدائیش چوں ہنایت ‌ ‌ ‌ ابداز انتہائیش چوں بدایت

نہ آں واقف از وئے ایں خبردار ‌ ‌ ‌ سروپا ہر دوگم چوں دور پر کار

تفکر زاں بذات دے روانیست ‌ ‌ ‌ کہ در فکر آنچہ گنجد آے خدانیست

بقید فہم و عقل آنکس کہ آید ‌ ‌ ‌ خدا داند خدائی رانشاید

نشان ذات بیچوں چوں دہد کس ‌ ‌ ‌ بیان را قابل اینجا گشت اخرس

زذاتش غیر ذاتش نے خبردار ‌ ‌ ‌ صفاتش بین حساب ذات بردار

فتادہ ہر کسے حیراں زذاتش ‌ ‌ ‌ گرفتہ پر توئے ذات از صفاتش

چہ درک اندر صفاتش سازم اے ہور ‌ ‌ ‌ کہ چشم کور و عقلم کور و دل کور

الاطاہر دریں کوری عصا گیر ‌ ‌ ‌ کہ دست او زلعم مصطفی گیر

شان رسالت

محمد آنکه شاه مرسلیں ست — رسول خاص رب العالمیں است
رحیمش بر جہاں رحمت فرستاد — وگرنہ خرمن مابود برباد
نگردے گر نزول آں شاہ لولاک — کجا خیمہ زدے گردندہ افلاک
چہ لوح وچہ قلم چہ عرش و کرسی — ہمہ معدوم بودے ہر چہ پرسی
گر اونہ سپردے ایں دار عدم را — کہ کردے از عدم بیروں قدم را
نہ آں یک بر فراز چار ماندے — نہ ایں چاردگر برکار ماندے
نہ ایں ہر دو ضیاء نور دادے — نہ آں پر سند ہفت و چار زادے
نہ ایں شش ہم محیط کس شدندے — کجا ذو دست دورنگی بدندے
فتادے خشک لب ہفت روانہ — شدے ویرانہ ہفت و پنج خانہ
نہ بارندہ گہے را زندہ بودے — نہ خندیدہ گہے دنداں کشودے
نہ تن خور دندے ہفت خانماں سوز — نہ دل بروندے ہشت دیدہ افروز
نشان ہیچ اعظم کس نگفتے — ہمہ ذرات خور در خور نہفتے
نہ ایں دو نیز بودے درد و عالم — بغیر از ذات وے واللہ اعلم
چنیں جملہ کہ خلاق آفریدہ — برائے آں حبیب برگزیدہ
زمیں وش زیر پایش نہ فلک ساخت — کہیں خدام درگاہ ہیش ملک ساخت
دو نعلینش کہ بر عرش بریں بود — ہمدنی چتر وہم تاج نگیں بو
کلامے کاں نے از کام و دہن زاد — بری از حرف و صورت اور افرستاد
گہے طہ خطابش گاہ یسیں — مزمل گاہ خواندہ رالتش بیں
گہے اورا مدثر نام کردہ — گہے کوثر بدو اکرام کردہ
گہے گفتہ رؤف ست و رحیم است — گہے گفتہ رسول است و کریم است
بگفتہ کہ سراج است و منیر است — زنیک و بد بشیر است و نذیر است
لوائے حمد اوچوں عالی افراشت — بہر یک جائے دیگر نام اوداشت

که انجا جز بداں نامش نخوانند | زیاد و ذکروے خالی نمانند

چو احمد نام وے در آسماں است | محمدؐ در زمیں ہر جا عیاں است

چو در تحت الثری محمود خوانند | نجنت نام وے قاسم بدانند

مرا ورا در جہنم داغ نام است | ازاں بر مومناں دوزخ حرام است

چو نامش در ملک عبد الغیاث است | کز وشاں را امید استغاث است

پری و جن در یتی زو بجویند | ازاں رو عبد جبارش بگویند

بہائم ستر پوشی زاں ندانند | کہ جملہ عبد ستارش بخوانند

طیور ارزاق خود زاں بردارند | کہ جملہ عبد رزاقش شمارند

ولے بر عرش عبداللہ نام است | کہ عبدیت زعندیت تمام است

در انجا گرنہ عبداللہ بودے | چناں تصحیف عنداللہ نبودے

بہ کرسی عبدالرحمن نام دارد | زنامش جملہ عالم کام دارد

ولیکن نزد لوح و خامہ اے یار | بود نام بزرگش عبد غفار

صراطے کاں بہ محشر ناگزیر است | برآں پل نام وے عبدالقدیر است

چو اسمش را مسمی بے ردیف است | بمیزاں نام وے عبداللطیف است

شد احمد چوں در حمدش خدا سفت | محمد شد کہ حمد وے خدا گفت

چنیں رتبہ کرا از مرسلاں است | کہ جان شان بدن جسمش رواں است

پس آیندہ بہ پیشاں فاضل آمد | زد نیش جملہ ادیاں باطل آمد

طے ہر جادہ آخر ختم کار است | شہادت او دم آخر مدار است

چو ختم انبیاء آں سرور آمد | بجملہ مرسلاں زاں برتر آمد

چہ اندیشہ مرایں خیرالامم را | کہ پندا رو رسول محتشم را

محمد رحمت و قرآن رحمت | کجا خیزد میاں ایں دو زحمت

کلامش گوید اے عاصی گمراہ | بخواں لا تقنطوا من رحمت اللہ

بباش اندر کلام حق دہن باز | درود مصطفے ورد زباں ساز

چو صلواتش خدا اول فرستاد　　ازاں پس از ملائک ہم خبرداد

پسش بر مومناں چوں لطف افزود　　بصلوات و سلامش حکم فرمود

کسے گریک بر وصلوت گوید　　بر و دہ خالق جنات گوید

اگر دہ گفت بروئے صدشمار است　　چو صد صلوات را رحمت ہزار است

بیا طاہر کنوں از دل یکو شیم　　زصہبائے صلواتش جرعہ نو شیم

درود حق نثار روضہ اش باش　　زحمیں پیشتر تا روز میعاد

بہادا و مبدم تا روز محشر　　تحیاتش برآں صدیق اکبر

پیاپے ہر زماں صلوات کامل　　بہادا بر عمر فاروق عادل

ہمیں بادا درود از خالق جاں　　بروح ہا پاش ذوالنورین عثمان

تحیات خدا بیروں ز تعداد　　در تاج سر شیر خدا باد

صلوت حق بہ روح فاطمہ باد　　وما دم تابہ روز خاتمہ باد

درود از حق تعالے باد کامل　　بسبطین نبی ہر لحظہ شامل

بباد ازحق درود اعدادانفاس　　براں عم نبی حمزہ و عباس

بود رحمت ہمیشہ ہر زماں آں　　بہ شور وہم شوید و عبد رحمن

زحق ابر تحیاتش ہزاراں　　بہادا برزبیر و طلحہ یاراں

زخلاق الاراضی در سما وات　　بہ روح بوعبیدہ باد صلوات

تشا ریف درودآں رب غفار　　بر ارواح مہاجر باد و انصار

زحق بادا رواں صلوت بیحد　　برآل پاک و ازواج محمدؐ

بہادا از درود حق مکرم　　محی الدین قادر غوث اعظم

چو نعمت اول بختم الانبیاء بود　　بختم الاولیائیش ختم بنمود

خدا دنداً بحق عبد قادر　　برآور حاجت کونین طاہر

بغفلت درخیاں دیدار خود دہ　　شفاعت احمد مختار خود دہ

انا الملجی علی بابک اتاک　　بفضلک اغننی عمن سواک

بکن یارب بحق غوث اعظم　　بر ایماں و شہادت ختم کارم

ہزاراں حمد و منت مر خدارا　　تحیات و سلامش مصطفے را

رباعیات و قطعات:۔ آپ کے رباعیات و قطعات بے شمار ہیں لیکن ان میں سے صرف دس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱)

طاہرا عزت از قناعت داں — راست گفتند عز من قنع
ذلت و خواری از طمع خیزد — نشنودی کہ ذل من طمع

(۲)

طاہرا کن بہ نیک و بد نیکی — در بتو کس بدی کند بیند
خار چیند ہر آنکہ کاشت مغیل — و آنکہ گلبن بکاشت گل چنید

(۳)

طاہرا عیب کس مجو ہرگز — عیب جوئی زعیب دار عجب
در پس ہر کسے نکوئی گو — نص قرآں نگر ولایغتب

(۴)

طاہرا ہرچہ درجہاں فانی ست — دل براو بستنت زنا دانیست
دل بر آں حی لایموت بہ بند — کو بذات و صفات لا فانیست

(۵)

ے کہ داری زقطب ربانی — دستگاہ خلافت از اولاد
پس با ولاد وے دماغ کنی — تف طاہر بہ روئے دریشت باد

(٦)

طاہرا کم بگو شنو بسیار — کہ ترا یک زباں و دوگوش است
کہ خاموشی اختیار کند — ایں سخن آنکہ صاحب ہوش است

(۷)

یارب حوالہ ام سوے خوان کساں مدہ — ہرگز نوالہ ام بہ سفال سگاہ مدہ
وابستہ از تومی طلبد طاہر غریب — در یوزہ دہ زمنت دوناں دوناں مدد

(۸)

اے دبیراں آل بوسفیاں — حیلے با طاہر سول کنید
سہل باشد عداوت ازاولاد — ہمت ازہست با رسول کنید

(۹)

مشو نمرہ طاہر زصدز رفیع — کہ آدم زجنت بدید انچہ دید
مکن تکیہ برطاعت ابلیس دار — کہ از عجب خود داغ لعنت کشید

(۱۰)

مجو پاکی از نام خود طاہرا — کہ از پاک گفتن بہ کس پاک شد
بے خالد و زید من دیدہ ام — کہ اخر ہمیں مردو در خاک شد

باقیات صالحات:۔ آپ کثیر اولاد تھے یعنے آپ کے چھ فرزند اور چھ صاحبزادیاں تھیں ۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں ۔

۱ ۔ سید حسین ۲ ۔ سید محمد ۳ ۔ سید عبدالقادر ۴ ۔ سید زاہد ۵ ۔ سید سیف الدین ۶ ۔ سید عبداللطیف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم

وفات حسرت آیات:۔ آپ کی وفات ۲۲/ ذی قعدہ ۱۱۱۵ھ کو ہوئی ۔ ایک شاعر نے یہ قطعہ تاریخ تحریر کیا ہے ۔

بست و دویم ازمہ ذی قعدہ شد — وررہ دارالبقاء اوعابری
ایں ندا آمد بسال رحلتش — بود اقدس شاہ طاہر قادری

دوسرے شاعر نے سن رحلت اس طرح کہا ہے ۔

ایں ندا از غیب آمد اے خدا   با خدا پیوستہ شد (شیر خدا)

۱۱۱۵

آپ کا مزار بیرون قلعہ امتیاز نگر (ادونی) زیارت گاہ خلق ہے ۔
یہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ کا کرنول سے ادونی آتے وقت اثنائے راہ میں انتقال ہوگیا اور وہیں مدفون ہوئی ہیں ۔ لیکن ادونی میں حضرت نے سکونت اختیار کرنے کے بعد اپنی والدہ کی نعش ادونی لائی اور اس مقام پر دفن کیا جہاں اب حضرت کا روضہ منورہ ہے ۔ راویوں کا بیان ہے کہ جب لحد سے سیدہ کی نعش نکالی گئی تو ان کا تن مبارک صحیح و سالم تھا یہاں تک کہ کفن پر دھبہ تک نہیں پڑا تھا ۔

لطیفہ ششم

مناقب فقراء شہداء مقتول راہ خدا مظہر معنی منطوقہ وجاھدوا فی سبیل اللہ

سیدنا حضرت شاہ عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت و بشارت:۔ آپ حضرت سید الابدال سید شاہ عبداللطیف الحموی کے پانچویں صاحبزادے تھے۔
صاحب لطائف قادری تحریر کرتے ہیں کہ جب آپ رونق بخش عالم شہود ہوئے۔ تو حضرت عالی لاابالی مقام ولادت فرزند ارجمند پر قدم رنجہ ہوکر ادائی مراسم اقامت و تکبیر اپنے صاحبزادے کے حق میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ میرا فرزند سید عیسیٰ اٹھارہ سال کی عمر میں مرتبہ شہادت حاصل کریگا۔

بیعت و سکونت:۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت سید الابدال کی رحلت کے بعد حضرت سید شاہ عبداللہ قادری پدر بزرگوار کی جگہ مسند نشین ہوئے تو آپ اپنے والد ماجد کے دولت خانہ میں جہاں آپ کے حقیقی بڑے بھائی حضرت سید شاہ عبداللہ تشریف رکھتے تھے تشریف رکھنے لگے۔ آپ کو اپنے بڑے بھائی سے بہت انس تھا تمام روز اپنے بھائی کا جمال انور دیکھا کرتے اور ہمیشہ خانقاہ دہلیز میں محل سرا کے باہر تشریف رکھتے کبھی کبھی والدہ ماجدہ و دیگر مخدرات کی خدمت میں گھر کے اندر جایا کرتے۔ وقت شہادت تک آپ عالم تجرید میں رہے یعنے متاہل نہیں ہوئے۔

شہادت:۔ جب آپ کی عمر حسب ارشاد پدر بزرگوار اٹھارہ سال کی ہوگئی تو آپ کا یہ دستور تھا کہ اکثر اوقات دن اور رات میں **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون** کا ورد کیا کرتے تھے۔ چند مہینے نہ گزرے تھے کہ ایک دن جب آپ خانقاہ میں رونق افروز تھے ایک شخص جو سپاہی پیشہ ضحیہ عمدہ سے منسوب اور حضرت سید شاہ عبداللہ کا مرید تھا اپنے مرشد سے لڑائی کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا اور ان الفاظ میں اجازت چاہی۔ ایک شخص جو میرا دشمن اور سخت کافر ہے مجھ سے دلی عداوت رکھتا ہے اب بات یہ طئے پائی ہے کہ باہم مجادلہ اور مقاتلہ کریں اس لئے اجازت طلب کرنے آیا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اتفاق سے حضرت شاہ عبداللہ قادری اس وقت گھر کے اندر تھے اور حضرت سید عیسیٰ خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے ریحان خان سے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ جہاد میں شریک رہیں گے۔ اب

ٹھیرنا اور توقف کرنا نامناسب ہے سستی سے کام نہ لو

درکا خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

کہ مقتل کفار تشنہ دیدار ہے اس کے بعد اپنے بڑے بھائی کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے پر زین ڈال کر آپ خان مذکور کے ہمراہ ہوگئے۔ اتفاق سے جب میدان کارزار میں جنگ چھڑی تو خان موصوف کو شکست ہوئی اور اس کی جمعیت نے راہ فرار اختیار کی صرف حضرت اور ریحان خاں رہ گئے۔ شکست خوردہ ریحان خاں نے عرض کیا کہ حضرت اب جبکہ معاملہ برعکس ہوگیا ہے یہاں سے چلا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے اگر حضرت عنان مرکب گھر کی طرف پلٹائیں تو غلام بھی ہمراہ رکاب حاضر ہے۔ حضرت نے فرمایا "ریحان خاں مرد جب معرکہ جہاد میں قدم رکھتے ہیں آگے بڑھتے ہیں پسپا نہیں ہوتے آج ہماری شہادت کا دن ہے کہ میرے پدر بزرگوار حضرت سید عالی لاابالی نے میری پیدائش کے دن ہی اس کی بشارت دی تھی۔ اور یہ میدان مثال دشت کربلا نظر آتا ہے اگر تجھے یہاں سے جانا منظور ہے چلا جا میں جام شہادت نوش کرونگا بالآخر ریحاں خاں نے بھی حضرت کی مرضی سے موافقت کی اور حضرت ہاتھ میں تلوار پکڑے ہوئے اپنی شہادت گاہ میں گھوڑا دوڑاتے کئی کفار فجار کو داخل جہنم کیا آخر میں خود بدولت نے بھی ایک کافر سیاہ رو کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا۔ بعض دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ فریق مقابل آپ کے معتقدین میں سے تھے لیکن ان کو حضرت کی اطلاع نہ تھی جب شہادت کے بعد ان کو معلوم ہوا تو انھوں نے دست حسرت و ندامت اپنے سر پر رکھ لیا۔ القصہ جب جنگ کا گرد و غبار تھما تو حضرت کی نعش میدان شہادت سے اٹھائی گئی اور روضہ حضرت سید الابدال عالی لاابالی میں آپ مدفون ہوئے۔ لیکن تلوار بدستور آپ کی گرفت میں رہی ہر چند لوگوں نے ہاتھ سے اس کو آپ کے قبضہ سے اس کو نکالنا چاہا لیکن باوجود قوت کے ساتھ کھینچنے کے بھی یہ دست مبارک سے علیحدہ نہ ہوسکی تجبوراً علم قبضہ سے نکال کر مع قبضہ شمشیر آپ کو دفن کیا گیا۔

تاریخ شہادت ۱۷/ رمضان المبارک ۱۰۷۲ھ ہے چنانچہ مورخ نے حسب ذیل قطعہ تاریخ تحریر کی ہے۔

سیدی بس غریق رحمت شد ۔۔۔ مقتداہم ازمہ صیام شریف

قدم عیسی طے بجنت شد ۔۔۔ گفت سال شہادتش ہاتف

۱۰۲۲ھ

مزار مبارک آپ کے پدر بزرگوار کے روضہ میں بجانب مسرن اوپر ہنکر واقع ہیں۔ رحمتہ اللہ تعالے علیہ

خاتمہ رسالہ

مناقب حضرت شیخنا شیخ المشائخ ذوالکشف والمواجب شیخ علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صاحب رسالہ مکاشفہ قادریہ ولطائف قادری کہتے ہیں کہ حضرت شیخ علی صاحب کشف و کرامات خلیفہ جلیل القدر و جمیل المنزلت جناب عالی لاابالی تھے ۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اکثر بزرگان دین کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا یعنے عاشق کامل اور طالب صادق تھے لیکن کسی جگہ سے جمعیت خاطر و سکون قلب کا سامان نہوا آپ اپنے مطلب و مقصد کی جستجو میں تھے کہ جناب عالی لاابالی نے شہر کرنول میں رونق افروز ہوکر فیضان معرفت الٰہی و انعام حق عام کیا اور ہر شخص کو اس کے حوصلہ کے موافق نعمت عرفان خاص بخشی حضرت شیخ علی جو تشنہ دیدار حق تھے آپ کا شرف ملازمت اختیار کرنے حاضر ہوئے اور جب جناب عالی لاابالی کو دریاء تموج معرفت دیکھا تو خود کو آپ کے ارادت مندوں کے زمرے میں داخل کرلیا ۔ حضرت سیدالابدال عالی لاابالی نے بھی ان کا ظرف عالی جوہر قابل سدران کو لائق تعلیم حق پاکر اس راہ کے اسرار و رموز کی انہیں تلقین فرمائی ۔ ان کے حال پر آپ کی ایسی توجہ مبذول تھی قلیل مدت میں یہ اپنے معاصرین اور ہمقران پر فایق ہوگئے اس کے بعد ان کو خرقۂ خلافت اور طریقہ عالیہ کی تمام نعمتیں عطا کیں اور حق سے واصل کردیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۔

جب حضرت سیدالابدال عالی لاابالی علی پور میں رونق افروز ہوئے اور راجہ گوپال کی لڑکی کو زندہ کرنے کے واقعہ کی شہرت ہوئی یعنے خاص و عام کی زبانوں پر اس کا چرچہ ہوگیا تو کسی نے حضرت شیخ کو اطلاع دی کہ ان دنوں ایک بزرگ علی پور آئے ہوئے ہیں ۔ ان کی ذات گرامی سادات سے ہے اور ان کی تشریف آوری سب کے لئے عین رحمت ہے آپ بھی ان سے ملاقات کریں تو مناسب ہے شاید آپ کی تشنگی ان کے بحرم کرم سے جاتی رہے ۔ حضرت شیخ نے آنحضرت کا نام، مقام قیام، آپ کا خاندان اور طریقہ وغیرہ اور دیگر تفصیلات اس شخص سے دریافت کیں اور جب آپ کا سلسلہ قادریہ سے تعلق سنا تو بے اختیار ہوکر چاہا کہ فوری خدمت عالی میں حاضر ہوجائیں ۔ مغرب کا وقت قریب تھا ۔ اندھیری رات میں کرنول سے علی پور آنا نہوسکا تمام شب یہ مثل نعل درآتش رہے ۔ آخر شب میں نیند کا جب غلبہ ہوا اور سوگئے تو حضرت کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے دیکھا کہ حضرت علی پور کی مسجد کے صحن میں ٹہل رہے ہیں اور چند فقراء حاضر خدمت ہیں ۔ ان میں سے

ایک درویش نے عرض کیا کہ اے مخدوم خادم نواز! ایک شخص قمرنگر سے باارادہ حصول فیضان نعمت فائز آسماں ہوا ہے اس بارے میں جیسا ارشاد ہو شایان تعمیل ہوگا۔ فرمایا اگر آنے والے کا نام شیخ علی ہے تو کہو کہ آجائے اس لئے کہ اس کا حصہ فقیر کے سپرد کیا گیا ہے۔ درویش نے آگے بڑھ کر نووارد کا نام دریافت کیا اور پھر شیخ کو حضرت سید عالی کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت بہت شفقت سے پیش آئے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ شیخ علی بخش حاضر ہے انشاء اللہ کل پہونچیگا۔ اس کے بعد شیخ علی نیند سے بیدار ہوئے اور دیکھا کہ ابھی رات باقی ہے بستر سے اٹھ کر وضو کی تجدید کی اور آفتاب نکلنے کے انتظار میں رہے۔ جب صبح صادق ہوئی حضرت شیخ نے عازم خدمت آں جناب ہو کر راہ مقصود لی۔ آفتاب گرم نہ ہوا تھا کہ خدمت عالی میں پہونچ گئے۔ دیکھا کہ وہی مسجد ہے وہی فقراء حاضر ہیں اور آں جناب صحن مسجد میں ٹہل رہے ہیں۔ ان میں سے ایک درویش اٹھ کر سامنے آئے اور گزشتہ رات کے معاملہ کے مطابق عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اگر شیخ علی نام ہے تو میرے سامنے لے آو۔ کہ میں اس کا امین ہوں۔ درویش نے شیخ سے نام دریافت کیا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ بندہ کو شیخ علی کہتے ہیں۔ درویش نے ان کا ہاتھ پکڑا اور لاکر حضرت لاابالی کی خدمت میں پیش کردیا۔ جب سیدالابدال کے جمال جہاں آراء سے مشرف ہوئے اور معلوم ہوا کہ خواب سچا ہوا تو بے اختیار قدموں پر گر کر بوسہ دیا۔ حضرت نے اٹھاکر ان کو اپنے سینہ سے لگایا اور سامنے بٹھاکر فرمایا شیخ علی بخش تجھے مجھے بخش دیا گیا ہے۔ چند دنوں میں تو اپنا حصہ نعمت حاصل کرلیگا۔ شیخ نے اٹھ کر عرض کیا کہ غلام سے رات میں حضرت نے کل وعدہ فرمایا ہے جو آج ہے۔ حضور اب چند ایام فرمارہے ہیں۔ شیخ نہ جانتے تھے کے آیت **لقد صدق اللہ رسولہ الرویا** کی شان میں کیا آیا ہے۔ اگرچہ خواب سچا تھا لیکن اس کی تعبیر تین سال کی لگی اس کے بعد رسول علیہ السلام کو شکست کا سامنا ہوا اور اس کے بعد آنحضرت کا خواب سچا ہوا۔ اور فتح حاصل ہوئی یہاں سوال کی گنجائش نہیں پس حضرت شیخ نے اس روز سے سیدالابدال کی خدمت میں حاضر رہنے لگے اور تھوڑے ہی زمانہ میں عرفان حاصل کیا اور شیخ ارباب حقیقت سے ہوگئے اسی وجہ سے صاحب لطائف قادری کہتے ہیں کہ حضرت شیخنا شیخ علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب عالی لاابالی کے بعد مسند ارشاد پر رہے اور شیوخ زمانہ کو ہدایت معرفت سے نوازا اور اب تک ان کے فیوضات کا دروازہ طالبان حق پر کشادہ ہے اور رہے گا۔ **الا ماشاء اللہ**

دوسرے راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ سترہ سال تک حضرت سیدالابدال کی خدمت میں ذکر، فکر

ریاضت مالا یطاق اور مجاہدات شاقہ میں مشغول رہ کر واصل مرکز عشق الہی ہوگئے تھے ۔ شریعت کا اتنا لحاظ رکھتے تھے کہ کسی مستحبات تک آپ سے ترک نہ ہوئے اور حالت استغراق بھی اتنی بلند مرتبہ تھی کہ اپنی ہستی اور حالت کا شعور باقی نہ رہا تھا ۔ مقام فنائے احدیت مطلقہ اس قدر طاری و ساری تھا کہ سوائے وحدت حق کے کسی وجود اور حالت کا غلبہ باقی نہ رہا تھا ۔

پیر کی معیت :۔ ایک اور راوی کا بیان ہے کہ حضرت سیدالابدال کا یہ دستور تھا کہ اکثر رات کے وقت قمر نگر (کرنول) کے صحرا میں تنہا رہتے تھے اور جب کبھی وہاں شب گزاری کا ارادہ فرماتے تو شیخ علی صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر لق و دق صحرا کو جو لوگوں کی گزرگاہ سے دور ہو تشریف لے جاکر تمام شب ذوق و شوق الہی میں رہتے اور علی الصبح جب آفتاب برآمد ہوتا تو اپنے مکان کو واپس آکر شیخ کو ان کے مکان جانے کی اجازت دیتے ۔ یہ مکان جس مقام پر واقع تھا دہلیز کے نام سے مشہور تھا ۔ یہ مکان حضرت لاابالی کی ابتدائی قیام گاہ تھی اس کے اطراف آپ نے اور مکانات تعمیر کروائے اور تمام محلہ کو جو اپنے بیت العتیق کے ارد گرد تھا ان کو مرحمت فرمادیا ۔

الغرض متذکرہ صدر عمل درآمد کئی سال تک رہا ۔ اسی وجہ سے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ لوگو! اگر یہ سترہ سال جو میری حیات ابدی کے ایام ہیں حضرت سیدالابدال عالی کی خدمت میں نہ گزرتے اور یہ آخری عمر اسی طرح بسر نہ ہوتی تو ہر چند کہ میں کلمہ گو تھا لیکن مسلمان نہ ہوتا جو کچھ ہوا ہے آں جناب کی توجہ سے ہوا ہے ورنہ میں کہاں اور آنحضرت کی یہ بخشش فیض عام کہاں اور یہ میرا مجاہدہ لاحاصل کہاں کہ جس کی قدر و قیمت ایک جو کے دانہ یا گھانس کی کاڑی کے برابر بھی شمار نہیں کی جاسکتی ۔

پیر کی محبت :۔ حضرت شیخ علی کا پیر پرستی اور غلوئے محبت میں کوئی نظیر نہ تھا ۔ آپ کو مرشد کے آداب کا اس درجہ خیال تھا کہ حضرت عالی لاابالی کے گھر کے تمام چیزوں کا بھی ادب و احترام کرتے یہاں تک کہ حضرت کے غلاموں کو بھی عزیز و محترم کرتے ۔ خاص طور پر حضور کی لونڈیوں میں ایک کنیز کستوری نامی تھی ۔ جو اکثر سیدالابدال کی خدمت میں حاضر رہتی تھی ۔ اس کی اس کثرت حاضری کے باعث جب کبھی شیخ اس سے ملتے تو اس کے قدموں کو بوسہ دیتے اور فرماتے کہ کستوری کی نعلین کی خاک اگر میری آنکھوں کا سرمہ بنے تو زہے عزو شرف ۔

مولف عاصی کہتا ہے کہ واقعی پیران طریقت کے آداب کامل مریدوں ہی سے ظاہر ہوتے ہیں ان سے

سوا دوسروں کو اس کا کیا شعور اور مریدان صادق کی قدر بھی خدار سیدہ بزرگوں کے سوا کسی اور کو کیا معلوم۔

شیخ کی کرامت:۔ صاحب مکاشفہ قادریہ کہتے ہیں کہ یہ حکایت سراپا ہدایت قمرنگر میں اعلیٰ سے ادنی اور چھوٹے سے بڑے تک سب کو معلوم ہے کہ ایک روز حضرت سیدالابدال نے ۱۵/ رمضان المبارک کو اپنے ایک صاحبزادے کو روزہ رکھوایا تھا آپ نے ایک خادم کو ایک روپیہ دیکر ارشاد فرمایا کہ اے فلاں اس سے کرنول سے شیرنی خرید کر افطار کے وقت تک لے آ۔ وہ شخص قمرنگر عرف کرنول جو علی پور سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پہونچ کر ایک جگہ روزہ کی وجہ سے سوگیا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ افطار کا وقت قریب ہے۔ بہنایت پریشان ہوا کوئی تدبیر نظر نہ آئی مجبوراً حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال بیان کی اور بہنایت آہ و زاری شروع کی۔ حضرت شیخ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور فرمایا کہ شکستہ خاطر و دلگیر نہو اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو جلد تو اپنے مقصد کو پہنچ جائے گا۔ پھر شیخ اس کا ہاتھ پکڑ کر آبادی کے باہر لے آئے اور ندی کے کنارے کھڑے ہوکر فرمایا کہ آنکھیں بند کر اور کچھ خوف نہ کر اور اس نے آنکھیں بند کرلیں شیخ نے اس کو آب رواں میں ڈال دیا اس کے چند غوطے کھانے کے بعد فرمایا کہ آنکھیں کھول اور جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ حضرت لاابالی کے دروازے پر کھڑا ہے۔

نوٹ:۔ یہ واقعہ تفصیل سے لطیفہ اول میں تحریر کیا جاچکا ہے لہذا اس کے بعد کیا صورت پیش آئی اس کا حال اس لطیفہ میں دیکھ لیا جائے۔

شیخ کی منزلت:۔ الغرض شیخ کے کمالات اور خوارق اعداد قید قلم سے باہر ہیں اس قدر شیخ کی مدح کافی ہے حضرت سید الابدال سے حضرت سید شاہ عبداللہ قادری اور حضرت سید شاہ محی الدین قادری جیسے صاحبزادوں نے آپ سے خرقہ خلافت لیا اور خود کو بہ توسل شیخ، حضرت لاابالی کے متوسلین میں شمار کیا۔ حضرت سیدالابدال کے وصال کے بعد کامل بارہ سال تک بقید حیات رہے۔ اس عرصہ میں حضرت لاابالی کے گیارہ عرس مبارک انجام پائے حضرت شاہ عبداللہ فرزند کلاں حضرت لاابالی کا دستور تھا کہ صندل مالی کے وقت حضرت شیخ کو مقدم کرتے اور خود ان کے پیچھے رہتے۔

شیخ کی رحلت:۔ آپ کی وفات حضرت سید شاہ طاہر قادری کی روایت کے بموجب ۱۰۷۰ھ ۲۲/ ربیع الاول کو ہوئی۔ چنانچہ آپ نے حسب ذیل قطعہ تاریخ وفات تحریر فرمائی ہے۔

شیخ شد بقلزم رحمت سمکے | بے شک افتاد بر دل ریشم نمکے
کردم سوال سال وصالش زپیر فلک | پاسخ نیافت طاہر از وجز غمکے۔

۱۰۷۰ھ

دوسرے مورخ نے یہ تاریخ تحریر کی ہے جس سے سن ۱۰۸۰ برآمد ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم

شیخ علی قادری چو از جہاں | رفت تاریخ وفاتش فرض داں

۱۰۸۰ھ

شیخ کی ذریت :۔ حضرت شیخ کے ایک فرزند خلف الصدق تھے جن کا نام حضرت شیخ فرید اور ایک صاحبزادی تھیں جن سے دو برگزیدہ پوتے مسمیان شاہ علی صاحب و سید علی صاحب تولد ہوئے ۔ رحمۃ اللہ تعالی علیہما ۔ حضرت شیخ کی رحلت کے بعد آپ کے خلف صدق حضرت شیخ فرید پدر بزرگوار کے قائم مقام ہوئے بعد کے اکثر بزرگوں کا سلسلہ ان ہی کے توسل سے حضرت شیخ تک پہنچتا ہے ۔

زاد اللہ تعالی ارشادہ واکرامہ واحسانہ

تمت ھذہ الرسالۃ المیمونۃ بسواد مولفہ اقل الاستطاعۃ لاشیئی فی الحقیقۃ اضعف العباد الفقیر العاصی کثیرا المعاصی الراجی الے اللہ القوی الباری السید علی الموسوی الحیدری کان اللہ لہ و معہ فی یوم الثلثاء السادس والعشرین من شھر ذی قعدۃ وقت الزوال فی سنۃ ثلاث و ماتین و الف الھجریۃ النبویۃ صلی اللہ علیہ و سلم

معارف اسلامیہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

کی

بیش قیمت و نایاب مطبوعات

۱- نذر عقیدت	پانچ سو سالہ منقبتی کلام بہ زبان عربی - فارسی - اردو	مولفہ حضرۃ ابوالفضل سید محمود قادری
۲- مشکواۃ النبوت	(جلد اول تا ہشتم) تذکرہ اولیاء مولفہ حضرت سید شاہ غلام علی قادریؒ	مترجم " "
۳- بشائر الخیرات	نایاب درودوں کا مجموعہ	حضرۃ سیدنا عبدالقادر محبوب سبحانیؒ
۴- جلاء الخاطر	تصنیف مصنیف	" "
۵- رشحات قدسیہ	"	" "
۶- سرالاسرار	"	" "
۷- رسالہ غوثیہ	"	" "
۸- کنز المعارف		" "
۹- ظہور نور	سیرت اطہر - نیا میلاد نامہ	مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ
۱۰- دین کے دو بھائی دنیا کے دو بھائی	تذکرہ حضرات یوسفینؒ	" "
۱۱- الفاطمۃ الزہراؓ	سیرت حضرۃ سیدہؓ	" "وغیرہ
۱۲- لطائف اللطیف	اسلامی تصوف و معارف پر نایاب کتاب	حضرۃ سید شاہ غلام علی قادریؒ
۱۳- فیصلہ ہفت مسلہ	مولد شریف - فاتحہ - ندا . غیراللہ عرس و سماع وغیرہ	مولانا الحاج شاہ امداد اللہ مہاجر مکیؒ
۱۴- فضائل مصطفیٰ	سیرت مطہرہ	حضرۃ ابوالفضل سید محمود قادری
۱۵- علم غیب	مسلہ علم غیب کا تفصیلی جائزہ	" "
۱۶- استعانت	ندا - توسل پر انسائیکلوپیڈیا	" "
۱۷- اوراد قادریہ	قرانی اعمال و اذکار	" "
۱۸- گیلان کی انقلاب انگیز شخصیت	سیرت شاہ جیلانؒ	" "
۱۹- مسلک دیوبند	نگارشات	" "
۲۰- فردوس	منقبتی کلام	" "
۲۱- بہار منقبت	"	" "
۲۲- کیف و سرور	"	" "
۲۳- اسلام کا عالم گیر پیام	(بہ زبان انگریزی) سیرت پاکؐ	" "
۲۴- کلام عارفؒ	منقبتی کلام معہ تذکرہ اجداد	وحید العصر حضرۃ سید شاہ وحید القادریؒ
۲۵- حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ	(بہ زبان انگریزی) حیات اور کارنامے	فخرالدین اویسی المدنی
۲۶- عشق رسول اور صحابہ کرامؓ	(بہ زبان انگریزی) سیرت پاکؐ	" "

ملنے کے پتے

۱ دیوڑھی مولوی حضرت سید محمودؒ 17-7-20 اندرون فتح دروازہ ، حیدرآباد 500265

۲ دفتر انجمن معین الملت دیوڑھی اقبال الدولہ ، حیدرآباد 500265